صحابیات وصالحات کی کرامات اور ایمان افروز حکایات پر مشتمل خوبصورت تالیف

باکرامت خواتین

صفحات 164

کرامت کسے کہتے ہیں؟

کرامت سے بڑھ کر کیا ہے؟

ظہورِ کرامت میں بعض شرائط

صحابیہ کا سچا خواب

اولیائے کرام کا شہر

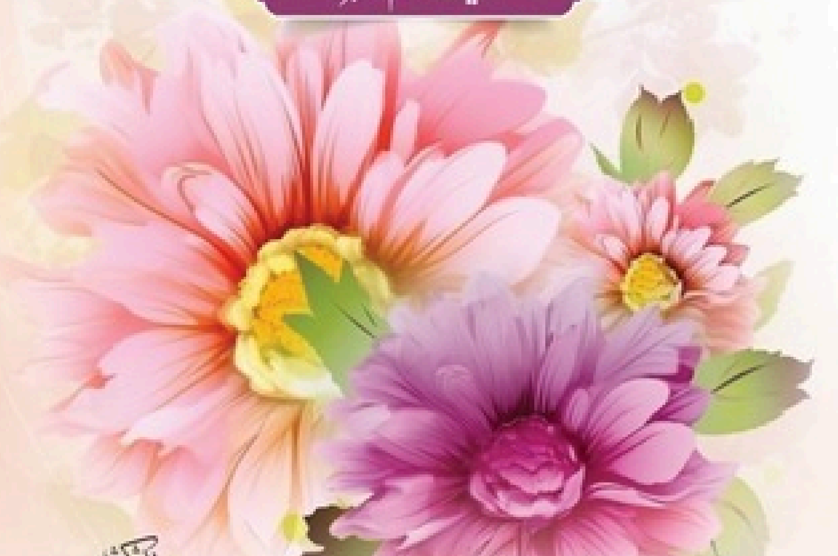

پیشکش:
المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
Islamic Research Center

صحابیات و صالحات کے اعلیٰ اوصاف سلسلہ نمبر 7

باکرامت خواتین

مؤلف: ابرار اختر عطاری

پیش کش
المدینۃ العلمیۃ
Islamic Research Center
(شعبہ فیضانِ صحابیات و صالحات)

www.dawateislami.net

الصلوة والسلام علیك یا رسول اللہ وعلى الك واصحبك یا حبیب اللہ

نام کتاب : باکرامت خواتین

پیش کش : المدینۃ العلمیۃ

Islamic Research Center

تصدیق نامہ

تاریخ: 11 جمادی الاخریٰ 1442ھ　　　　حوالہ نمبر: 254

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

تصدیق کی جاتی ہے کہ باکرامت خواتین پر شعبہ تفتیش کتب و رسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ شعبے نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کرلیاہے، البتہ کمپوزنگ یا کِتابت کی غَلَطیوں کا ذِمَّہ شعبے پر نہیں۔

شعبہ تفتیشِ کتب و رسائل (دعوتِ اسلامی)

25-01-2021

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
شعبہ
تفتیشِ کتب و رسائل
فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی کراچی

Email: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

اِلتجا: کسی اور کو یہ کِتاب چھاپنے کی اِجازت نہیں۔

یادداشت

(دورانِ مُطالعہ ضرور تاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صَفْحہ نمبر نوٹ فرما لیجئے۔ اِن شاءَ اللہ علم میں ترقّی ہو گی)

عنوان	صفحہ

www.dawateislami.net

www.dawateislami.net

اجمالی فہرست

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
المدینۃُ العلمیۃ (تعارف)	7	بے موسمی پھل کھانا	42
پہلے اسے پڑھئے	9	نیک بندیوں کی لاج	52
جانوروں کا اطاعت کرنا	14	عالَمِ برزخ سے آگاہ ہونا	66
نیک بیبیوں کی جواں ہمتی	17	مردوں کی باتیں سننا	69
اولیائے کرام کون ہیں؟	18	بعدِ وِصال تصرف	75
اولیائے کرام کا اپنے رب سے تعلق	20	زمین کا سمٹ جانا	77
اللہ والوں کا اختیار	26	شفائے امراض	81
کرامت کسے کہتے ہیں؟	28	انتقال کی پیشگی خبر	85
ظہورِ کرامت کی وجہ	29	جب چاہا موت کو گلے لگالیا	91
کیا ہر خلافِ عادت کام کرامت ہے؟	29	قوت سماعت و بصارت	95
ظہورِ کرامت میں بعض شرائط	33	فرشتوں اور جنّوں کے متعلق ہمارا عقیدہ	101
منکرینِ کرامت کا حکم	34	بن ملے نام سے پکارنا	105
ہر کرامت نبی کا معجزہ ہے	34	ہوا میں پرواز کرنا	110
کثیر کرامات کے ظہور میں حکمت	35	دعاؤں کی قبولیت	120
کرامت کی اقسام	35	حرام کھانے سے محفوظ رہنا	125
صحابیات وصالحات کی کرامات	37	مآخذ ومراجع	157
کیا بندہ مردہ زندہ کرسکتا ہے؟	39	فہرست	161

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”باکرامت خواتین“

اس کتاب کو پڑھنے کی”22 نیّتیں“

فرمانِ مُصْطَفٰے صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ہے: نِیَّۃُ الْمُؤمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (معجم کبیر، ٦/ ١٨٥، حدیث: ٥٩٤٢)

مدنی پھول: جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

❶ ہر بار حَمْد و ❷ صلوٰۃ اور ❸ تعوُّذ و ❹ تَسمِیہ سے آغاز کروں گی۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عِبارات پڑھ لینے سے ان نیّتوں پر عمل ہو جائے گا) ❺ رِضائے الٰہی کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مُطالَعہ کروں گی ❻ حتَّی الوُسع اِس کا باوُضو اور ❼ قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گی ❽ قرآنی آیات اور ❾ احادیثِ مُبارَکہ کی زِیارت کروں گی ❿ جہاں سرکار کا اِسْمِ مُبارَک آئے گا وہاں صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پڑھوں گی ⓫ جہاں کسی نیک بزرگ یا خاتون کا نام آئے گا وہاں ان کے مطابق رضی اللہ عنہ / رضی اللہُ عنہا یا رحمۃُ اللہِ علیہ / رحمۃُ اللہِ علیہا پڑھوں گی ⓬ علم حاصِل کروں گی ⓭ اس میں مَوجُود تربیت کے نکات پر خود عَمَل کروں گی اور ⓮ دیگر اسلامی بہنوں کی خیر خواہی چاہتے ہوئے ان تک بھی پہنچاؤں گی، نیز ⓯ ان کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب بھی دلاؤں گی ⓰ (اپنے ذاتی نسخے کے) یادداشت والے صفحہ پر ضروری نکات لکھوں گی نیز ⓱ ضرورتاً خاص خاص مقامات انڈر لائن کروں گی ⓲ اس حدیثِ پاک تَھَادَوْا تَحَابُّوا ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں مَحبَّت بڑھے گی۔ (مؤطا امام مالک، ٢/ ٤٠٧، حدیث: ١٧٣١) پر عمل کی نیَّت سے ⓳ (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دوں گی ⓴ بزرگ خواتین کی سیرت اپنانے کی کوشش کروں گی ㉑ اس کتاب کے مُطالَعہ کا ثواب ساری اُمّت کو ایصال کروں گی ㉒ کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشِرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گی۔

اِنْ شَآءَ اللّٰہ (ناشِرین کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتا دینا خاص مفید نہیں ہوتا)

www.dawateislami.net

المدینۃُ العلمیۃ
(Islamic Research Centre)

عالمِ اسلام کی عظیم دینی تحریک دعوتِ اسلامی نے مسلمانوں تک درست اسلامی لٹریچر پہنچانے اور اس کے ذریعے اصلاحِ فرد و معاشرہ کے عظیم مقصد کے لئے 1421ھ مطابق 2001ء کو جامعۃُ المدینہ گلستانِ جوہر کراچی میں المدینۃُ العلمیۃ (Islamic Research Centre) کے نام سے ایک تحقیقی ادارہ قائم کیا جس کا بنیادی مقصد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃُ اللہِ علیہ کی کتب کو دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق شائع کروانا تھا۔1425ھ مطابق 2005ء میں اسے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی، یونیورسٹی روڈ کراچی میں منتقل کر دیا گیا۔ اَمیرِ اَہلِ سنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ محمد الیاس عطار قادری دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کے نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اِشاعتِ عِلْمِ شریعت کا عزم پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ ادارہ چھ شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا۔ پھر ان میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا۔ اس کی کراچی کے علاوہ ایک شاخ مدنی مرکز فیضان مدینہ، مدینہ ٹاؤن فیصل آباد، پنجاب میں بھی قائم ہو چکی ہے، دونوں شاخوں میں 120 سے زائد علما تصنیف و تالیف یا ترجمہ و تحقیق وغیرہ کے کام میں مصروف ہیں اور 2021ء تک اس کے 23 شعبے قائم کئے جا چکے ہیں:

(1)شعبہ فیضانِ قرآن (2)شعبہ فیضانِ حدیث (3) شعبہ فقہ (فقہ حنفی و شافعی) (4) شعبہ سیرتِ مصطفےٰ (5)شعبہ فیضانِ صحابہ و اہلِ بیت (6)شعبہ فیضانِ صحابیات و صالحات (7)شعبہ فیضانِ اولیا و علما (8) شعبہ کتبِ اعلیٰ حضرت (9) شعبہ تخریج (10) شعبہ درسی کتب (11) شعبہ اصلاحی کتب (12)شعبہ ہفتہ وار رسالہ (13)شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی (14)شعبہ تراجمِ کتب (15)شعبہ فیضانِ امیرِ اہلِ سنّت (16)ماہنامہ فیضانِ مدینہ (17) شعبہ دینی کاموں کی تحریرات و رسائل (18) دعوتِ اسلامی کے شب و روز (19) شعبہ بچّوں کی دنیا (20)شعبہ رسائلِ دعوتِ اسلامی (21)شعبہ گرافکس ڈیزائننگ (22)شعبہ رابطہ برائے مصنفین و محققین (23)شعبہ انتظامی امور۔

المدینۃُ العلمیۃ کے اغراض و مقاصد یہ ہیں:

- باصلاحیت علمائے کرام کو تحقیق، تصنیف و تالیف کیلئے پلیٹ فارم مہیا کرنا اور ان کی صلاحیتوں میں اضافہ کرنا۔
- قرآنی تعلیمات کو عصری تقاضوں کے مطابق منظرِ عام پر لانا۔
- افادۂ خواص و عوام کیلئے علومِ حدیث اور بالخصوص شرحِ حدیث پر مشتمل کتب تحریر کرنا۔
- سیرتِ نبوی، عہدِ نبوی، قوانینِ نبوی، طبِ نبوی وغیرہ پر مشتمل تحریریں شائع کرنا۔
- اہلِ بیت و صحابہ کرام اور علماو بزرگانِ دین کی حیات و خدمات سے آگاہ کرنا۔
- بزرگوں کی کتب و رسائل جدید منہج و اسلوب کے مطابق منظرِ عام پر لانا بالخصوص عربی مخطوطات (غیر مطبوع) کتب و رسائل کو دورِ جدید سے ہم آہنگ تحقیقی منہج پر شائع کروانا۔
- نیکی کی دعوت کا جذبہ رکھنے والوں کو مستند مواد فراہم کرنا۔
- دینی و دنیاوی تعلیمی اداروں کے طلبہ کو مستند صحت مند مواد کی فراہمی نیز درسِ نظامی کے طلبہ و اساتذہ کیلئے نصابی کتب عمدہ شروحات و حواشی کے ساتھ شائع کرکے انکی ضرورت کو پورا کرنا۔
- اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہُم العالیہ کی شفقت و عنایت، تربیت اور عطا کردہ اصولوں پر عمل پیرا ہونے کا ہی نتیجہ ہے کہ دنیاو آخرت میں کامیابی پانے، نئی نسل کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرنے، انہیں باعمل مسلمان اور ایک صحت مند معاشرے کا بہترین فرد بنانے، والدین و اساتذہ اور سرپرست حضرات کو اندازِ تربیت کے درست طریقوں سے آگاہ کرنے اور اسلام کی نظریاتی سرحدوں اور دین و ایمان کی حفاظت کیلئے المدینۃُ العلمیۃ نے اپنے آغاز سے لے کر اب تک جو کام کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔

اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے بشمول المدینۃُ العلمیۃ دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں، اداروں اور شعبوں کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

تاریخ: 15 شوالُ المکرم 1442ھ / 27 مئی 2021ء

www.dawateislami.net

پہلے اسے پڑھئے

اللہ پاک نے انبیائے کرام کو معجزاتِ کریمہ سے نوازا تو اولیائے کرام کو کرامات عطا فرمائیں۔ البتہ! یاد رکھئے کہ انبیائے کرام صرف مرد حضرات تھے، کوئی عورت مرتبۂ نبوت و رسالت پر فائز نہ ہوئی، مگر اولیائے کرام کا صرف مرد ہونا ضروری نہیں، بلکہ اللہ پاک کی نیک خواتین بھی اس مرتبے پر فائز ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ عام طور پر اولیائے کرام میں مردوں کی کرامات تو اکثر لوگوں سے سننے کو ملتی رہتی ہیں مگر اللہ پاک کی وہ کثیر نیک بندیاں جنھوں نے اپنے پروردگار کا خاص قرب حاصل کیا اور ان سے عجیب و غریب کرامات کا ظہور بھی ہوا، ان کی کرامات پر مبنی باقاعدہ کوئی خاص کام نہ ہوا۔ لہٰذا زیرِ نظر کتاب باکرامت خواتین اسی عنوان پر ایک اہم و شاید پہلی کاوش ہے۔ اس کتاب میں صحابیات و صالحات کی 123 دلچسپ اور ایمان افروز کرامات وحکایات ذکر کی گئی ہیں، تاکہ ہمیں ان نیک خواتین کی قدر و منزلت معلوم ہو، ان کی عقیدت و نسبت ہمارے دل میں گھر کر جائے، ان کی محبت سے ہمارے اذہان سرشار ہو جائیں اور ان کی مبارک زندگی سے متاثر ہو کر ہم بھی ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ بلاشبہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے یہ ایک منفرد کتاب ہے۔

اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ اس موضوع پر لکھی گئی کئی اہم اور مستند و معتبر کتابوں کا مجموعہ ہے، تو مبالغہ نہ ہو گا، کیونکہ اس میں بالخصوص حضرت ابو القاسم لالکائی (تاریخِ وفات 418ھ) کی کراماتُ الاولیاء، حضرت عبدُ الرحمٰن جامی (تاریخِ وفات 898ھ) کی نفحاتُ الانس، شیخ عبدُ الحق محدث دہلوی (تاریخِ وفات 1052ھ) کی اخبارُ الاخیار اور امام یوسف نبہانی (تاریخِ وفات 1350ھ) کی مشہور کتاب جامع کراماتِ اولیاء وغیرہ میں نیک خواتین کی تقریباً تمام کرامات موجود ہیں۔ نیز اس کتاب میں موجود ہر واقعے کی اس طور پر تحقیق کی گئی ہے کہ وہ

www.dawateislami.net

کہ وہ کرامت ہے یانہیں جن میں سے 114 کی صراحت مل سکی۔اس کے علاوہ اس کتاب کی ترتیب میں یہ خیال رکھا گیاہے کہ ایک موضوع کے متعلق جتنی کرامات تھیں وہ سب ایک ساتھ ذکر کر دی گئی ہیں خواہ وہ صحابیات کی تھیں یاصالحات کی مثلاً مُردوں کوزندہ کرنے کا فعل اگر اولیاسے ہوتو یہ کرامت ہے لہٰذا بزرگ خواتین سے منسوب اس نوعیت کی 4 کرامات کوایک ساتھ ذکر کر دیا گیا۔نیز اس مختصر اور جامع کتاب کی اہمیت اسکے پڑھنے کے بعد ہی اجاگر ہو سکتی ہے، کیونکہ اس میں کرامت کی تعریف،اقسام،اس کی اہمیت، قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کے نظائر و دلائل وغیرہ ذکر کرنے کے علاوہ جابجا کرامات کے ضمن میں موقع کی مناسبت سے ضروری واصلاحی مواد بھی شامل ہے۔

اس کتاب پر جمعِ مواد،ترتیب، نظرِ ثانی، تخریج و تفتیشِ تَخْرِیج، پروف ریڈنگ اور فارمیشن اور تالیف وغیرہ کا کام المدینۃُ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سنٹر) کے شعبہ فیضانِ صحابیات وصالحات کے ان اسلامی بھائیوں نے بالخُصُوص فرمایا: ابرار اختر القادری، محمد ذیشان اسلم عطاری مدنی، محمد امین عطاری مدنی اور محمد بلال سعید عطاری مدنی۔جبکہ اس کی شرعی تفتیش دارُالافتاء اَہلسنت کے مفتی محمد انس رضا عطاری زِیدَ مَجْدُہٗ نے فرمائی۔

اس کِتاب میں جو بھی خوبیاں ہیں وہ یقیناً اللہ پاک کی مَدَد و توفیق،اس کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی عَطا، اَوْلِیائے کِرام کی عِنَایَت اور اَمیرِ اہلسنّت دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ کی نظرِ شَفْقَت کا ثَمرَہ ہیں اور خامیوں میں ہماری کوتاہ فہمی کا دَخْل ہے۔ اللہ پاک سے دُعا ہے کہ وہ دَعْوتِ اِسْلَامی کے تمام شعبہ جات بشمول اسلامک ریسرچ سنٹر کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عَطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

شعبہ فیضانِ صحابیات وصالحات

المدینۃ العلمیۃ

Islamic Research Center

دعوتِ اسلامی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

باکرامت خواتین

درود شریف کی فضیلت

ایک مرتبہ حضرت شیخ محمد بن سلیمان جزُولی رحمۃُ اللهِ علیہ وُضو کرنے کے لئے ایک کنویں پر گئے مگر اُس سے پانی نکالنے کیلئے کوئی چیز پاس نہ تھی۔ شیخ پریشان تھے کہ کیا کریں؟ اتنے میں ایک اُونچے مکان سے بچی نے دیکھا تو کہنے لگی: یاشیخ! آپ وہی ہیں نا، جن کی نیکیوں کا بڑا چرچا ہے، اِس کے باوُجود آپ پریشان ہیں کہ کنویں سے پانی کس طرح نکالوں! پھر اس بچی نے کنویں میں اپنا لُعاب (یعنی تھوک) ڈال دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں کنویں کا پانی بڑھنا شروع ہو گیا حتی کہ کِناروں سے نکل کر زمین پر بہنے لگا۔ شیخ نے وُضو کیا اور اُس بچی سے کہنے لگے: میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تم نے یہ مرتبہ کیسے حاصل کیا؟ اس بچی نے جواب دیا: میں رسولِ انور، مکے مدینے کے تاجور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر کثرت سے **دُرُودِ پاک** پڑھتی ہوں۔ یہ سُن کر حضرت شیخ سلیمان رحمۃُ اللهِ علیہ نے قسم کھائی کہ میں دربارِ رِسالت میں پیش کرنے کے لئے دُرُود و سلام کی کتاب ضرور لکھوں گا۔[1] پھر آپ نے دَلَائِلُ الْخَیْرَات نامی کتاب تحریر فرمائی جو بہُت مشہور ہوئی۔

سبحان اللہ! اُس بچی کو آخری نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر کثرت سے دُرُودِ پاک پڑھنے کی وجہ سے کیسا عظیم مرتبہ نصیب ہوا کہ اس کے لُعاب کی برکت سے کنویں کا پانی بڑھ گیا، یہاں اس بات کا خیال رہے کہ وہ بچی باکَرامت تھی اس لئے کنویں میں اپنا لُعاب ڈالا، بہرحال ہمیں پانی کے کسی حوض، تالاب یا کنویں وغیرہ میں نہیں تھوکنا چاہئے۔ اُس بچی کی طرح

[1] ... مطالع المسرات مترجم، ص 33، 34

www.dawateislami.net

ہمیں بھی اپنے مَدَنی آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر زیادہ سے زیادہ دُرُودِ پاک پڑھنے کی عادت بنا لینی چاہیے۔ ہم چاہے کھڑی ہوں، چل رہی ہوں، بیٹھی ہوں یا لیٹی ہوں، ہماری کوشش یہی ہونی چاہیے کہ ہم دُرُود شریف پڑھتی رہیں کہ اس کے ثواب کی کوئی انتہا نہیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب صلی اللہ علٰی محمد

1: بھیڑیوں اور بکریوں میں صلح

حضرت عبدُالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تین دن رات بارگاہِ الٰہی میں یہی اِلتجا کرتا رہا کہ مجھے جَنَّت میں میرا رفیق دکھا دے، تو مجھے ایک آواز آئی: کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: اے عبدُالواحد! جَنَّت میں تیری رفیق میمونہ سوداء ہیں۔ میں نے پوچھا: وہ کہاں ہیں؟ بتایا گیا: کوفہ کے فُلاں قبیلے میں۔ میں نے کوفہ جا کر میمونہ سوداء کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا: وہ تو دیوانی ہے اور بکریاں چراتی ہے۔ میں نے ان سے کہا: میں اُسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا: آپ جنگل کی طرف چلے جائیں۔ میں وہاں گیا تو دیکھا کہ وہ نماز میں مشغول تھیں ان کے سامنے بطورِ سُترہ نَصب عصا پر اُون کا جبہ لٹک رہا تھا جس پر لکھا تھا: یہ خرید و فروخت کے لئے نہیں، نیز میں نے وہاں یہ بھی دیکھا کہ بکریاں اور بھیڑیئے ایک ساتھ پھر رہے تھے، کوئی بھیڑیا بکریوں کو کھاتا تھا نہ بکریاں بھیڑیوں سے خوف زدہ تھیں۔

حضرت عبدُالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب میمونہ سوداء رحمۃُ اللہِ علیہا نے میری موجودگی کو محسوس کیا تو نماز مختصر کر کے کہنے لگیں: اے ابنِ زید! واپس چلے جایئے، وعدے کی جگہ یہاں نہیں جَنَّت ہے۔ تو میں نے کہا: اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے! آپ کو کس نے بتایا کہ میں ابنِ زید ہوں؟ بولیں: آپ کو معلوم نہیں کہ روحیں ایک اِکٹھا لشکر تھیں، جو ایک دوسرے کو پہچان گئیں وہ باہم مَحَبَّت کرتی ہیں اور جنہوں نے ایک دوسرے کو نہ پہچانا وہ الگ رہتی ہیں۔ پھر

میں نے کہا: مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ تو کہنے لگیں: تعجُّب ہے! نصیحت کرنے والے کو بھی بھلا نصیحت کی جائے گی۔ بہر حال مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اللہ پاک جسے دنیا میں کوئی چیز دے پھر وہ دوبارہ اس کی طَلَب میں رہے تو اللہ پاک اپنی خَلْوَت کی مَحبَّت اس سے چھین لیتا ہے اور قُربَت کو دُوری سے اور اُنسِیَّت کو وَحْشت سے بدل دیتا ہے۔

پھر وہ یہ اشعار کہنے لگیں:

يَا وَاعِظًا قَامَ لِاحْتِسَابِ يَزْجُرُ قَوْمًا عَنِ الذُّنُوبِ
تَنْهَى وَأَنْتَ السَّقِيمُ حَقًّا هٰذَا مِنَ الْمُنْكَرِ الْعَجِيبِ
لَوْ كُنْتَ أَصْلَحْتَ قَبْلَ هٰذَا غَيَّكَ أَوْ تُبْتَ مِنْ قَرِيبِ
كَانَ لِمَا قُلْتَ يَا حَبِيبِي مَوْقِعَ صِدْقٍ مِنَ الْقُلُوبِ
تَنْهَى عَنِ الْغَيِّ وَالتَّمَادِي وَأَنْتَ فِي النَّهْيِ كَالْمُرِيبِ

یعنی اے وہ واعظ جو حساب کے لئے کھڑا ہے اور لوگوں کو گناہوں سے باز رکھنے کے لئے ڈانٹ رہا ہے! یہ انتہائی عجیب بات ہے کہ تو بُرائی سے روکے جبکہ حقیقتاً تو خود بھی اس کا مریض ہو۔ اگر تو اپنی اس گمراہی سے پہلے ہی اپنی اِصلَاح کر لیتا یا اس سے کچھ پہلے توبہ کر لیتا تو اے میرے دوست! تیری ہر بات دلوں میں سچ کر دکھانے کے مقام پر جاگزیں ہوتی۔ تو گمراہی اور حد سے بڑھنے سے منع کرتا ہے حالانکہ تو اس روکنے میں شک کرنے والے کی طرح ہے۔

اشعار کہنے کے بعد جب وہ خاموش ہوئیں تو میں نے پوچھا: میں بھیڑیوں کو بکریوں کے ساتھ دیکھ رہا ہوں کہ بکریاں بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں نہ بھیڑیئے بکریوں کو کھاتے ہیں۔ تو بولیں: میں نے اپنے اور اپنے مالک کے درمیان رکاوٹ کو دور کر کے اُس سے صلح کر لی تو اُس نے بھی بھیڑیوں اور بکریوں کے درمیان رکاوٹ دور کر کے اُن کی صلح کروا دی۔[1]

[1]... حلیۃ الاولیاء، 6/170، رقم: 8181

2: جانوروں کا اطاعت کرنا

جو لوگ اپنے شب و روز اللہ پاک کی اِطاعَت و فرماں برداری میں گزارتے ہیں اللہ پاک کی دیگر مخلوق ان کی مطیع ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا: بکریاں اور بھیڑیئے ایک ساتھ مَوجُود تھے، حالانکہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا، کیونکہ بھیڑیئے بکریوں کا شِکار کرتے ہیں، ان کے ساتھ مل کر گھومتے پھرتے نہیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ چرند پرند اور درندوں کے علاوہ حشرات تک اللہ پاک کی نیک بندیوں کی اطاعت کرتے رہے۔ امام اصمعی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ایک بار میں شام کے راستے حج کے ارادے سے نکلا۔ دورانِ سفر ایک بہت بڑا خوفناک شیر راستے میں حائل ہو گیا۔ میں نے برابر والے شخص سے پوچھا: کیا قافلے میں کوئی ایسا آدمی نہیں جو تلوار لے اور اس شیر کو یہاں سے ہٹا دے؟ تو اس نے جواب دیا: میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا، البتہ! ایک عورت ہے جو اسے بغیر تلوار کے بھی ہٹا سکتی ہے۔ ہم دونوں قریب ہی مَوجُود ایک سواری کے پاس گئے، تو اس نے پکارا: اے بیٹی! نیچے اُتر کر ہم سے اس شیر کو دور کر دے۔ اندر سے آواز آئی: اے میرے والدِ محترم! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ شیر مجھے دیکھے؟ وہ مُذَکَّر ہے اور میں مُؤَنَّث! لیکن اے ابّا جان! شیر کو جا کر کہہ دیجئے کہ میری بیٹی فاطمہ نے تجھے سلام کہا ہے اور اس ذات کی قسم دے کر کہا ہے کہ جسے نہ نیند آتی ہے، نہ اُونگھ: ہمارے راستے سے ہٹ جا۔ امام اصمعی فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ابھی اس کی گفتگو ختم نہ ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا: شیر سامنے سے جا رہا تھا۔[1]

ذیل میں مزید چار[4] ایسی حکایات پیشِ خدمت ہیں جن میں مختلف جانور بزرگ خواتین کے مطیع نظر آتے ہیں:

[1] ...الروض الفائق، ص 223

www.dawateislami.net

3: پرندے کا پیاز لا کر دینا

ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا نے کئی دن سے کھانا نہیں کھایا تھا، جب خادمہ کھانا تیّار کرنے لگی تو گھر میں کچھ بھی نہیں تھا، خادمہ نے پڑوس سے پیاز مانگنے کی اِجازَت طَلَب کی تو آپ نے فرمایا: میں نے تو اللہ پاک سے 40 سال سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ اس کے سوا کسی سے سوال نہ کروں گی، لِہٰذا اگر پیاز نہیں تو کوئی حرج نہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ ایک پرندہ چونچ میں پیاز لیے ہوئے آیا اور ہانڈی میں ڈال کر اُڑ گیا، مگر آپ نے اسے شیطانی فریب تَصَوُّر کرتے ہوئے بغیر سالن کے روٹی کھالی۔ [1]

4: ہر طرح کے جانور کا مطیع ہونا

حضرت فریدُ الدین عطار رحمۃُ اللہِ علیہ اپنی کتاب تذکرۃ الاولیا میں فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا ایک پہاڑی پر تشریف لے گئیں تو وہاں کے تمام جانور آپ کے گرد جمع ہوگئے، اتنے میں خواجہ حسن بصری رحمۃُ اللہِ علیہ بھی تشریف لے آئے تو تمام جانور بھاگ گئے۔ انہوں نے حیران ہو کر آپ سے پوچھا: یہ تمام جانور مجھے دیکھتے ہی کیوں بھاگ گئے ہیں؟ تو آپ رحمۃُ اللہِ علیہا نے پوچھا: آج آپ نے کیا کھایا ہے؟ انہوں نے بتایا: گوشت روٹی۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: جب آپ ان کا گوشت کھائیں گے تو پھر یہ آپ سے کیونکر مانوس ہوسکتے ہیں؟ [2]

5: اژدھوں کو پانی پلانا

حضرت اُمِّ سَطَل رحمۃُ اللہِ علیہا سیدزادی تھیں جن کا شمار عابدہ، زاہدہ بزرگ خواتین میں ہوتا ہے، آپ کے ہاتھ سے بڑے بڑے اژدھے پانی پیتے اور آپ کے سرہانے آکر سو جاتے۔ [3]

[1] ... تذکرۃ الاولیاء، ص 69
[2] ... تذکرۃ الاولیاء، ص 69
[3] ... جامع کرامات اولیاء، 1/ 488

www.dawateislami.net

6:سانپوں کی پناہ گاہ

اسی طرح کی ایک کَرَامت شیخ صفیُّ الدین رحمۃُ اللہِ علیہ سے بھی مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے جزیرۂ مِصر میں ایک ایسی مجذوبہ خاتون کو دیکھا جو 30 سال تک شب وروز ایسی زمین پر لگاتار کھڑی رہیں، جہاں پانی جمع رہتا اور گھاس اُگی رہتی تھی۔ کسی بھی وقت وہ نہ بیٹھتیں، خواہ دن ہو یا رات۔ گرمی، سردی میں کوئی چیز انہیں دھوپ اور بارش سے بچانے والی نہ تھی۔ سانپ اور اژدھے ان کے ارد گرد پناہ لیتے تھے۔[١]

جانوروں کے مطیع ہونے کی ایک وجہ

سُبحانَ اللہ! کس طرح چرند، پرند اور درند، بلکہ سانپ و اژدھے اللہ پاک کی نیک بندیوں کی اِطاعَت کرنے والے تھے! آخر اس کی کیا وجہ تھی؟ تو جان لیجئے! جو بھی ممکنہ حد تک اللہ پاک اور اس کی صِفَات کا عارف ہو، اس طرح کہ اللہ پاک کی ہمیشہ عِبَادَت کرتا، ہر قسم کے گناہوں سے اجتناب کرتا، لذّتوں اور شہوتوں میں مگن ہونے سے بچتا ہو اسے اللہ پاک کا **ولی** کہتے ہیں۔[٢] پھر جب کوئی گناہوں سے بچتا اور اللہ پاک کی عِبَادَت کرکے اس کی صِفَات کی معرفت حاصِل کر کے مقامِ وِلایَت پر فائز ہوتا ہے تو آسمان اور زمین والے اس سے مَحبَّت کرنے لگ جاتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ پاک کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا فرمانِ محبت نشان ہے: جب اللہ پاک کسی بندے سے مَحبَّت کرتا ہے تو (حضرت) جبریل (علیہ السّلام) کو ندا کی جاتی ہے کہ اللہ پاک فلاں بندے سے مَحبَّت رکھتا ہے تم بھی اس سے مَحبَّت کرو۔ (حضرت) جبریل (علیہ السّلام) بھی اس سے مَحبَّت کرتے ہیں۔ پھر (حضرت) جبریل (علیہ السّلام) آسمانی مخلوق میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ پاک فلاں بندے سے مَحبَّت فرماتا ہے، تم بھی اس سے مَحبَّت

[١]...روض الریاحین، ص349 [٢]...شرح عقائد نسفیہ، ص316

www.dawateislami.net

کرو۔ چنانچہ آسمان والے بھی اس سے مَحَبَّت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین والوں میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔[1]

اللہ پاک کے اَولیائے کاملین کی مقبولیت اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے یہ نیک بندے اس کے محبوب بھی ہوتے ہیں۔ لِہٰذا یہی وجہ ہے کہ اللہ پاک کی پیدا کردہ ہر طرح کی مخلوق انہیں محبوب رکھتی ہے اور ان کی اطاعت کرتی ہے۔

نیک بیبیوں کی جواں ہمتی

عام طور پر مشہور ہے کہ عورتیں کم ہمت ہوتی ہیں، مردوں کی طرح سخت ریاضت و جاں فشانی ان کے بس میں نہیں، حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس کسی کے دل میں اللہ پاک اور اس کے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی مَحَبَّت کی شمع جل کر عِشْق کے الاؤ میں تبدیل ہوئی اور وہ لگاتار عِبَادَت و ریاضت کے ذریعے خوفِ خُدا کے آنسوؤں کا تیل بطورِ ایندھن اس آگ میں ڈالتا رہا تاکہ عِشْق و مَحَبَّت کی یہ آگ کبھی بجھنے نہ پائے تو اس کی لگن و جستجو کو رضائے خداوندی ہی نہیں ملی بلکہ اللہ پاک نے محض اپنے فَضْل و کرم سے اسے اپنے قُربِ خاص سے بھی نوازا۔ اس مرتبۂ خاص کو وِلایَت اور جو بھی اس مرتبے پر فائز ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت، اسے اللہ کا ولی یا ولیہ کہتے ہیں۔ جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فَضْل و کرم سے عطا فرماتا ہے۔[2]

ولایت سے مراد

معلوم ہوا کہ ولایت وہبی و عطائی ہے یعنی اللہ پاک کی طرف سے عطا کردہ انعام ہے، کسبی نہیں یعنی عِبَادَت و ریاضت کرکے حاصِل نہیں کی جاسکتی بلکہ اللہ پاک جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے،

[1]... بخاری، ص824، حدیث:3209

[2]... بہارِ شریعت، حصہ اول، 1/ 264

www.dawateislami.net

البتہ! اچھے اعمال بجالانا اس کے حصول کا ذریعہ اور سَبَب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے: ولایت وہبی شے ہے، نہ یہ کہ اعمالِ شاقہ (یعنی سخت مشکل اعمال) سے آدمی خود حاصل کرلے، البتہ! غالباً اعمالِ حسنہ (نیک اعمال) اس عطیۂ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔[1] البتہ! بعض اوقات تقویٰ و پرہیز گاری کے سَبَب بھی کوئی اس مرتبے پر فائز ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض علمائے کرام مجازاً ولایت کو کسبی بھی کہہ دیتے ہیں، جیسا کہ حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کے مقبول بندے اَوْلِیَاءُ اللہ کہلاتے ہیں اور اس کے مردود مِنْ دُوْنِ اللہ۔ ان مقبولوں میں بعض تو تقویٰ، طہارت وغیرہ سے مقبول ہو جاتے ہیں، یہ ولایت کسبی ہے، بعض مادر زاد ولی ہوتے ہیں، یہ ولایت عطائی ہے، دیکھو بی بی مریم مادر زاد ولیہ تھیں اور آدم علیہ السّلام پیدا ہوتے ہی مسجودِ ملائکہ ہوئے اور بعض لوگ کسی کی نگاہِ کرم سے ولی بن جاتے ہیں، اسے ولایتِ وہبی کہتے ہیں، جیسے موسیٰ علیہ السّلام کے جادوگر کہ آناً فاناً مومن، صحابی، شہید ہوئے یا حبیب نجّار جو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے حواریوں میں آناً فاناً ولی ہوگئے۔[2]

اولیائے کرام کون ہیں؟

اولیائے کرام وہ ہیں:

* جن کو اللہ پاک نے اپنی بادشاہی میں اعلیٰ بصیرت سے نوازا اور انہیں اپنی انوکھی نشانیاں دکھائیں۔
* جن کی ارواح کو اپنے قرب کی سیر کرائی اور ان کو متقی اور پارسا لوگوں میں کیا۔
* جنہیں اپنا مخلص بندہ بنا کر بزرگی اور اعلیٰ نسب سے مشرّف فرمایا۔
* جنہیں سخت تاریکی میں ثابت قدمی عطا فرمائی۔

[1] ... بہارِ شریعت، حصہ اول، 1/264

[2] ... تفسیر نور العرفان، پ11، یونس، تحت الآیۃ:62

٭جنہیں قلموں کے لکھے ہوئے پر آگاہ فرمایا جبکہ قلموں نے کوئی بات نہ چھوڑی۔

٭جن کے دلوں میں ایسے انوار داخل فرمائے جن کے ذریعے وہ عالَمِ غیب کا مشاہدہ کرتے اور دور ونزدیک کی ہر چیز دیکھ لیتے ہیں۔

٭جن پر کشف و آگاہی کا بھی احسان فرمایا جس کے ذریعے وہ ہر چھپی چیز کو دیکھ لیتے ہیں۔

٭جنہیں حُسن وجمال، رُعب ودبدبہ، قرابت اور تہذیب وشائستگی کا لباس پہنایا۔

٭جن کے دل اپنی طرف مُتَوجّہ کرلئے، کس قدر خوش بخت ہیں وہ لوگ جن کا دل اللہ پاک اپنی طرف مائل کرلے۔

٭جنہیں ایسے پاکیزہ خطاب سے نوازا جس نے ان کے رنج و غم دور کردیئے اور ان کی بے چینیوں اور پریشانیوں کو ختم کردیا۔

٭جب وہ اس کی عبادت میں تھک جاتے ہیں تو ان کو ایسی راحت پہنچاتا ہے کہ انہیں تھکن کا کوئی اِحْسَاس ہی نہیں رہتا۔

٭اللہ پاک نے سحر کی خلوتوں میں انہیں اپنا ہم نشین بنایا تو انہوں نے اپنا پاکیزہ وقت شب بیداری میں بسر کیا۔

٭اللہ پاک نے انہیں اَهْلًا وَّسَهْلًا مَرْحَبًا کی بشارتوں کے ساتھ اپنی بارگاہ میں بلایا اور سب سے لذیذ مشروب پلایا۔

٭ان پر محبوبِ حقیقی نے تجلّی فرمائی اور اپنی محبت میں قید دلوں کو اپنا جمال دکھایا۔

٭اللہ پاک اولیائے کرام کا محبوب، ان کا ہم نشین و ہم نوا اور دوست ہے۔

٭بے شک اللہ پاک نے اپنی بارگاہ میں ان کے مرتبوں کو بلند فرمایا۔

٭جب وہ لوگوں سے چھپ جاتے ہیں تو اللہ پاک کی بارگاہِ اقدس میں قرب کی لذتیں پاتے ہیں

www.dawateislami.net

اور جب لوگوں کے پاس تشریف فرما ہوتے ہیں تو ان سے عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں۔

*اللہ پاک ان کے طفیل اَہْلِ زمین پر بارش برساتا ہے اور ایسی زمین سے گھاس اُگاتا ہے جو گھاس اُگانے کے قابل نہیں ہوتی، خشک اور قحط زدہ زمین سے سبزہ اُگاتا ہے۔

*ان کے صدقے دُعائیں قبول ہوتی اور بلائیں دور ہوتی ہیں۔

*یہ اللہ پاک کے برگزیدہ بندے ہیں، انہوں نے اپنے محبوبِ حقیقی کی خاطِر دنیا کو ترک کیا یہاں تک کہ ان کی نَظر میں سونا اور پتھر یکساں ہو گئے اور انہوں نے ہر چیز کے بدلے رضائے الٰہی کو اختیار کیا۔

*یہ ارادہ کرتے ہی اپنا مقصد پا لیتے ہیں۔

*جب رات ہوتی ہے تو اپنے دامن کو پکڑ کر اپنا محاسبہ کرتے ہیں اور جب رشوت خور غائب ہو جاتے اور پہریدار سو جاتے ہیں تو یہ اپنے محبوبِ حقیقی کے قرب کے لئے بے چین و بے قرار ہو کر تڑپنے لگتے ہیں اور جب صبح ہوتی ہے تو مسلسل آنسو بہاتے ہوئے کہتے ہیں: کاش! رات نہ جاتی، کاش! وہ ٹھہر جاتی، اے کاش! مشرق مغرب بن جاتا۔ [1]

اولیائے کرام کا اپنے رب سے تعلق

اللہ والوں کا اپنے رب سے تعلّق کیسا ہوتا ہے، اس کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صاحِبِ قرآن، محبوبِ رحمٰن صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اِرشَاد فرمایا: اللہ پاک اِرشَاد فرماتا ہے کہ میرے کسی بندے نے میرے فرائض کی بجا آوری سے زِیادَہ محبوب شے سے میرا قرب حاصِل نہیں کیا اور میرا بندہ نَوَافِل کے ذریعے میرا قرب حاصِل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے مَحبَّت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے مَحبَّت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے

[1]...الروض الفائق، ص158 بتصرفٍ

کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں اسے ضرور عَطا فرماتا ہوں اور اگر کسی چیز سے میری پناہ چاہے تو میں اسے ضرور پناہ عَطا فرماتا ہوں۔ ①

حضرت امام فخرُ الدین رازی رحمۃُ اللہِ علیہ اس حَدِیثِ قدسی کے تحت فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کا نورِ جلال جب بندۂ محبوب کے کان بن جاتا ہے تو وہ ہر قریب اور دور کی آواز کو سن سکتا ہے، آنکھیں نُورِ جلال سے منوّر ہو جاتی ہیں تو وہ قریب اور دور کی چیزوں کو دیکھ سکتا ہے اور جب وُہی نور بندے کے ہاتھوں میں جَلْوَہ گر ہوتا ہے تو قریب، دور، مُشکِل اور آسانی میں اسے تَصَرُّف کی قدرت حاصِل ہو جاتی ہے۔ ②

حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیثِ قدسی کے تحت فرماتے ہیں: اس عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ وَلی میں حُلُول کر جاتا ہے جیسے کوئلہ میں آگ یا پھول میں رنگ وبو، کہ خدا تعالیٰ حُلُول سے پاک ہے اور یہ عقیدہ (رکھنا) کفر ہے (بلکہ اس کا مطلب یہ ہے) کہ وہ بندہ فنا فِی اللہ ہو جاتا ہے جس سے خدائی طاقتیں اس کے اَعضا میں کام کرتی ہیں اور وہ ویسے کام کر لیتا ہے جو عقل سے وَراء ہیں (جیسا کہ) حضرت سلیمان (علیہ السّلام) نے تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز سُن لی، حضرت آصف برخیا (رضی اللہُ عنہ) نے پلک جھپکنے سے پہلے یَمن سے تختِ بلقیس لا کر شام میں حاضر کر دیا۔ حضرت عُمر (رضی اللہُ عنہ) نے مدینۂ منورہ سے خطبہ پڑھتے ہوئے نَہاوند تک اپنی آواز پہنچا دی۔ حُضورِ اَنور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) نے قیامت تک کے واقعات بچشم مُلاحظہ فرما لیے۔ یہ سب اسی طاقت کے کرشمے ہیں۔ اس حدیث سے وہ لوگ عبرت پکڑیں

[1] ... بخاری، ص1597، حدیث:6502
[2] ... تفسیر کبیر، الکہف، تحت الآیۃ:9تا12، 7/436

جو طاقتِ اولیا کے منکر ہیں۔[1] بزرگ خواتین کے تصرف فرمانے کی مثالیں ملاحظہ کیجئے:

7: بابرکت چادر

ایک مرتبہ حضرت نفیسہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے زمانے میں دریائے نیل رک گیا اور لوگ پانی کی کمی کی وجہ سے پریشان ہو کر آپ کی بارگاہ میں حاضِر ہوئے اور دریائے نیل کے رک جانے کی شِکایَت کی، آپ رحمۃُ اللہِ علیہا نے انہیں اپنی چادر دے کر ارشاد فرمایا: جا کر یہ چادر دریائے نیل میں ڈال دو۔ جب انہوں نے اُس چادر کو دریائے نیل میں ڈالا تو اس کی بَرَکَت سے دریائے نیل دیکھتے ہی دیکھتے اپنی اصلی حَالَت پر چلنے ہی نہیں لگا بلکہ اس کا پانی اور زِیادَہ ہو گیا یہاں تک کہ اللہ پاک نے اس دریا کے ذریعے لوگوں کو بہت سے فوائد عَطا فرمائے۔[2]

8: دامن کے دھاگے کا واسطہ

جہاں اللہ پاک کے اولیائے کرام کا نظامِ عالم میں تَصَرُّف کرنا ثابت ہے، وہیں یہ بھی ثابت ہے کہ ان سے نسبت رکھنے والی ہر چیز بابَرَکَت ہو جاتی ہے اور اس کے وسیلے سے بھی مصیبتیں دور ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ ایک حکایت میں ہے کہ ایک مرتبہ سخت قَحط سالی ہوئی، لوگوں کی بَہُت دُعاؤں کے باوُجود بارِش نہ ہوئی۔ حضرت نظامُ الدین ابو الْمُؤَیَّد رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنی امیّ جان کے کپڑے کا ایک دھاگا ہاتھ میں لے کر عرض کی: یا اللہ! یہ اُس خاتون کے دامن کا دھاگا ہے جس (خاتون) پر کبھی کسی نامحرم کی نظر نہ پڑی، میرے مولیٰ! اِسی کے صَدْقے رَحْمَت کی بَرکھا (بارش) برسا دے! ابھی دُعا خَتْم بھی نہ ہوئی تھی کہ رَحمت کے بادَل گھر گئے اور رِم جِھم رِم جِھم بارِش شُروع ہو گئی۔[3]

---

[1] ... مراٰۃ المناجیح، 3/336 ملتقطاً

[2] ... المواعظ والاعتبار، 4/326

[3] ... اخبار الاخیار، ص294

یہی مائیں ہیں جن کی گود میں اسلام پلتا تھا
حیا سے ان کی انسان نور کے سانچے میں ڈھلتا تھا

9: کشتی ڈوبنے سے بچ گئی

سبحانَ اللہ! بزرگوں کے جسم سے نسبت رکھنے والی چیزوں کی جب یہ شان ہے تو خود ان بزرگوں کے وُجُودِ مسعود کی بَرَکتوں کا عالَم کیا ہوگا! شَیْخُ الحدیث، علامہ عبدُ المصطفےٰ اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ اپنی کتاب جنتی زیور میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ اولیا سے عقیدت و مَحبَّت نہیں رکھتے وہ بہت بڑے محروم بلکہ منحوس ہیں، اس لئے ہر مسلمان مرد و عورت پر لازِم ہے کہ ان بزرگوں سے عقیدت و مَحبَّت رکھے اور فاتحہ پڑھ کر ان کی نیاز دلا کر ان کی رُوحوں کو ثواب پہنچاتا رہے اور ان کو وسیلہ بنا کر خدا سے دعائیں مانگتا رہے، اولیا خُدا کے محبوب اور پیارے بندے ہیں، اس لئے جو مسلمان اولیا سے اُلفَت و عقیدت رکھتا ہے اللہ پاک اس مسلمان سے خوش ہو کر اس کو اپنا پیارا بندہ بنا لیتا ہے اور طرح طرح کی نعمتوں اور دولتوں سے اس بندے کو مالا مال اور خوش حال بنا دیتا ہے اس قسم کے ہزاروں واقعات ہیں۔[1] جیسا کہ منقول ہے ایک بوڑھی عورت کی چار بیٹیاں تھیں جو پورا ہفتہ سوت کاتا کرتیں۔ پھر جمعہ والے دن ان کی بوڑھی ماں وہ سوت بازار میں فروخت کر دیتی۔ یوں ان کی گزر بسر کا سامان ہو جاتا۔ ایک بار وہ بوڑھی عورت سوت بیچنے جا رہی تھی کہ راستے میں ایک پرندے نے جھپٹا مارا اور وہ سوت لے اڑا۔ یہ دیکھ کر وہ بہت پریشان ہو گئی کہ اب گزر بسر کیسے ہو گی۔ بہر حال وہاں موجود دیگر لوگوں نے اسے تسلی دی اور سیدہ نفیسہ رحمۃُ اللہِ علیہا کی خدمت میں جا کر دعا کروانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ اس نے حاضرِ خدمت ہو کر سارا ماجرا عرض کیا تو آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی اور مزید شفقت

[1] ... جنتی زیور، ص540

www.dawateislami.net

فرماتے ہوئے اسے اپنے پاس ہی بٹھادیا، ایک گھنٹے کے بعد کچھ لوگ سیدہ نفیسہ کی خدمت میں آئے اور عرض کی: ہمارے ساتھ عجیب واقعہ پیش آیا، ہم تاجر لوگ ہیں جس پانی کے جہاز میں سفر کرکے آرہے تھے اس میں سوراخ ہوگیا، پانی جہاز میں بھرنے لگا اور ہمیں موت سامنے نظر آنے لگی، ہم نے سوراخ بند کرنا چاہا لیکن کسی طرح بند نہ ہوا۔ ہم نے آپ کے وسیلے سے بارگاہِ خداوندی میں دعا کی تو اچانک ایک پرندے نے ہمارے جہاز میں سوت پھینکا جس سے فوراً ہم نے سوراخ کو بند کرلیا اور اللہ کے حکم اور آپ کی برکت سے ہماری جان بچی۔ ان تاجروں نے آپ کو 500 درہم تحفۃً پیش کئے جو سیدہ نفیسہ نے اس بوڑھی عورت کو عطا فرمادیئے۔[1]

10: شدتِ قحط میں بارش

حضور غوثِ پاک شیخ عبدُ القادر جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ کی پھوپھی جان حضرت عائشہ رحمۃُ اللہِ علیہا بڑی عابدہ زاہدہ ولیّہ تھیں۔ ایک مرتبہ گیلان میں بالکل بارِش نہ ہوئی اور لوگ قحط سے پریشان حال ہوکر ان کی خدمت میں دُعا کے لئے حاضِر ہوئے تو آپ نے اپنے صحن میں جھاڑو دیا اور پھر آسمان کی طرف سر اٹھا کر بارگاہِ خداوندی میں یوں عرض کی: رَبِّ اَنَا کَنَسْتُ فَرِّشْ اَنْتَ یعنی اے پروردگار! میں نے جھاڑو دے دیا ہے تو چھڑکاؤ کردے۔ فوراً ہی موسلا دھار بارِش ہونے لگی اور اتنی بارِش ہوئی کہ لوگ خوش حال ہوگئے۔[2]

11: بارش کا برسنا

اسی طرح ایک مرتبہ مدینہ منوّرہ میں بارش نہ ہوئی اور لوگ شدید قحط میں مبتلا ہوکر بلبلا اُٹھے، جب لوگ قحط کی شِکایَت لے کر اُمُّ الْمُومِنِین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہُ عنہا کی خِدمَتِ

[1] ... نور الابصار، 210 ملخصاً

[2] ... بھجۃ الاسرار، ص173 و جنتی زیور، ص539

اَقدس میں پہنچے تو آپ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا کہ میرے حجرہ میں جہاں حُضُورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی قبرِ انور ہے، اُس کی چھت میں ایک سوراخ کر دو تا کہ حجرۂ منوَّرہ سے آسمان نظر آنے لگے۔ جیسے ہی لوگوں نے چھت میں ایک سوراخ بنایا فوراً ہی بارش شروع ہوگئی اور مدینہ منوَّرہ کے اَطراف کی زمین سرسبز و شاداب ہوگئی، اس سال گھاس اور جانوروں کا چارا بھی اِس قدر زِیادہ ہوا کہ کثرتِ خوراک سے اُونٹ موٹے ہوگئے اور چربی کی زیادتی سے ان کے بدن پُھول گئے اس سال کا نام **پھٹن کا سال** رکھا گیا۔[1]

مشہور شارحِ حدیث، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے: ایک یہ کہ وفات یافتہ بزرگوں کے وسیلہ سے دعائیں کرنا جائز ہے۔ دوسرے یہ کہ ان کے تبرکات کے وسیلہ سے دُعائیں کرنا جائز بلکہ سُنّتِ صحابہ ہے۔ تیسرے یہ کہ بزرگوں کی قبریں باذنِ الٰہی دافعُ البلا اور مُشکِل کشا ہیں، یُوسُف علیہ السّلام کی قمیض دافعُ البلا تھی کہ اس کی بَرَکت سے یعقوب علیہ السّلام کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ (قرآنِ مجید) اَیُّوب علیہ السّلام کے پاؤں کا دھوون شفا تھا۔ قبرِ اَنْوَر کی برکت سے بارش نہ تو بہت زِیادہ ہوئی جو کھیتیاں برباد کرے نہ بہت تھوڑی جو کافی نہ ہو، نہ بے وقت ہوئی بلکہ بروقت ہوئی اور بقدرِ ضَرورت ہوئی جو بے ضرر بلکہ نہایت مفید ہوئی، یہ واقعہ حضرت عائشہ صِدّیقہ کی کَرَامت ظاہِر کر رہا ہے۔[2]

مذکورہ دونوں حکایات میں مسلمانوں کو کتنی بڑی مصیبت سے نجات مل گئی اور اللہ پاک نے ان کو رَحْمَت کی بارش عَطا فرمائی اور ایسا کیوں نہ ہوتا، کیونکہ دونوں خواتین عظیم تھیں، ہم نام ہونا اپنی جگہ، دونوں کا تعلّق اَہْلِ بیت سے، ایک حضور غوثِ اعظم کی پھوپھی جان اور دوسری تمام مومنین کی ماں، جو خود اپنے متعلق فرماتی ہیں کہ میں اور تاجدارِ حَرَمَین، سرورِ کَونَین صلی اللہ

[1]... مشکاۃ المصابیح، 2/400، حدیث: 5950
[2]... مرآۃ المناجیح، 8/277 ملتقطاً

علیہ واٰلہٖ وسلم ایک ہی لحاف میں آرام کر رہے ہوتے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر وحی نازِل ہوا کرتی تھی۔ [1]

ان کے بستر میں وحی آئے رسول اللہ پر
اور سلامِ خادِمانہ بھی کریں رُوحُ الامیں [2]

اللہ والوں کا اختیار

معلوم ہوا اللہ پاک کے اولیائے کرام کو اپنے رب کی عَطا سے نظامِ قدرت میں بھی تَصَرُّف کا اختیار حاصل ہے۔ جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے کہ اولیائے کرام (رحمۃُ اللہِ علیہم) کو اللہ پاک نے بہت بڑی طاقت دی ہے، ان میں جو اصحابِ خدمت ہیں، اُن کو تصرّف کا اختیار دیا جاتا ہے، سیاہ، سفید کے مُختار بنادیئے جاتے ہیں، یہ حضرات نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سچے نائب ہیں، ان کو اختیارات و تصرفات حضور (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) کی نیابت میں ملتے ہیں، عُلومِ غیبیہ ان پر منکشف (ظاہر) ہوتے ہیں، ان میں بہت کو مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن (یعنی روزِ اوّل سے روزِ قیامت تک جو کچھ ہوا اور ہونے والا ہے ایک ایک ذرّے کے عِلمِ تفصیلی) اور تمام لوحِ مَحْفُوظ پر اطلاع دیتے ہیں، مگر یہ سب حضورِ اَقْدَس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے واسطہ و عطا سے، بے وِساطتِ رسول کوئی غیرِ نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ [3]

12: اچانک کھجوریں پک گئیں

اللہ پاک نے اپنے نیک بندوں اور بندیوں کو زمین کے معاملات میں تَصَرُّف کا اختیار کس قدر عطا فرمایا ہے، اس پر قرآنِ کریم کے 16 ویں پارے میں سورۂ مریم کی آیت نمبر 25 میں

[1] ...کنزالعمال، الجزء 13، 7/299، حدیث: 37778
[3] ...بہارِ شریعت، حصہ اول، 1/267
[2] ...رسائل نعیمیہ، دیوانِ سالک، ص 31

www.dawateislami.net

واضح طور پر بیان ہوا ہے کہ کس طرح حضرت مریم رحمۃُ اللہِ علیہا کے ہاتھ لگانے کی بَرَکت سے بے شاخ کھجور کا درخت یکایک کھجوریں پیدا کر دیتا ہے، اِرشاد ہوتا ہے:

وَهُزِّيْۤ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ (پ16، مریم:25)

ترجمۂ کنز الایمان: اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی۔

حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت فرماتے ہیں: فرمایا گیا کہ اسے (یعنی کھجور کے خشک ڈنڈ کو) ہلاؤ تمہارے ہاتھ کی بَرَکت سے ابھی یہ ڈنڈ ہرا ہو گا، ابھی بارآور (پھل دار) ہو گا، ابھی اس کے پھل پک کر تم پر گریں گے، تم کھالینا۔ آپ کا ہاتھ اس لئے لگوایا تاکہ معلوم ہو کہ ولی کے ہاتھ کی بَرَکت سے سُوکھے ڈنڈ ہرے ہو جاتے ہیں تو ان کی نَظَر سے خشک دل بھی ہرے ہو جائیں گے۔ اس میں ولیہ کی کرامت کا ثبوت ہے یا نبی کا اِرْہَاص ہے، کیونکہ خشک درخت سے پھل گرنا عجیب بات ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ولادت کے وقت عورت کو کھجوریں کھلائی جائیں تو اس سے مشکل آسان ہوتی ہے۔ اب بھی دردِ زہ میں چھوارے دم کر کے عورت کو کھلائے جاتے ہیں، اس کی اصل یہ آیتِ کریمہ ہے۔ [۱]

امام قرطبی رحمۃُ اللہِ علیہ اس آیت کے تحت حضرت عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہما کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ کھجور کا تنا بالکل خشک تھا، جب حضرت مریم رحمۃُ اللہِ علیہا نے اسے حرکت دی اور تنے کے اوپر والے حصے کو دیکھا تو وہاں کھجور کی کچھ سرسبز شاخیں ظاہِر ہوئیں، پھر ان پر کچھ کچی اور پکی کھجوریں نمودار ہونے لگیں اور دیکھتے ہی دیکھتے پک کر چھوارے کی طرح بن گئیں۔ یہ سب کچھ پلک جھپکنے میں ہوا، وہ کھجوریں اوپر سے گرتے ہوئے ادھر اُدھر بکھرنے کے بجائے آپ کے سامنے جمع ہو گئیں۔ [۲]

[۱]... تفسیر نور العرفان، مریم، تحت الآیۃ:25، ص369

[۲]... تفسیر قرطبی، مریم، تحت الآیۃ:25، 6/ 17

www.dawateislami.net

کرامت کسے کہتے ہیں؟

مذکورہ تمام حکایات میں ایسی باتیں بیان ہوئی ہیں جن کا وقوع عام طور پر نہیں ہوتا، لہٰذا اللہ پاک کا کوئی ولی یا ولیہ اپنے رب کے دیئے ہوئے اختیار سے کسی شے میں تَصَرُّف فرمائے یا غیب کی کوئی خبر دے یعنی اگر اس سے کوئی ایسی نادِرُ الوُجود تعجب خیز چیز صادر و ظاہِر ہو جائے جو عام طور پر عادتاً نہیں ہوا کرتی تو اسے کَرَامَت کہتے ہیں۔ جیسا کہ حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: کرامات جمع ہے کرامت کی، بمعنی تعظیم واحترام۔ اصطلاحِ شَرِیعَت میں کرامت وہ عجیب وغریب چیز ہے، جو ولی کے ہاتھ پر ظاہر ہو۔ حق یہ ہے کہ جو چیز نبی کا معجزہ بن سکتی ہے، وہ ولی کی کرامت بھی بن سکتی ہے، سوا اُس معجزہ کے جو دلیلِ نبوّت ہو۔ جیسے وحی اور آیاتِ قرآنیہ۔ معتزلہ کرامات کا انکار کرتے ہیں، اَہْلِ سنّت کے نزدیک کرامت حق ہے۔[۱]

کرامت سے بڑھ کر کیا ہے؟

صُوفیائے کِرام فرماتے ہیں: اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ یعنی استقامت کا درجہ کَرَامَت سے بڑھ کر ہے۔[۲]

استقامت ایک جامع لَفْظ ہے، اَمیرُ المومنین حضرت عُمَر فَارُوقِ اَعْظَم رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: استقامت کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اَوامِر و نواہی پر ثابِت قدمی سے عَمَل کرتا رہے اور حیلہ باز لومڑی کی طرح سیدھے راستے سے اِدھر اُدھر نہ پھرے یعنی صراطِ مستقیم سے الگ نہ ہو۔[۳]
یہ انتہائی مُشکِل کام ہے۔ مثلاً ایک بار اُمُّ المومنین حضرت سَودہ رضی اللہُ عنہا سے عرض کی گئی: آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ باقی اَزواج کی طرح حج کرتی ہیں نہ عمرہ؟ تو آپ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا:

[۱]... مراٰۃ المناجیح، 8/268
[۲]... تفسیر مظہری، ھود، تحت الآیۃ:112، 3/493
[۳]... تفسیر بغوی، ھود، تحت الآیۃ:112، 2/427

www.dawateislami.net

میں نے حج و عمرہ کر لیا ہے، چونکہ میرے ربّ نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ لٰہذا خدا کی قسم! اب میں پیامِ اَجَل (موت) آنے تک گھر سے باہَر نہ نکلوں گی۔ راوی فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! آپ رضی اللہُ عنہا گھر کے دروازے سے باہَر نہ نکلیں یہاں تک کہ آپ کا جنازہ ہی گھر سے نکالا گیا۔[۱] اللہ پاک کی اُن پر رَحْمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حِساب مغفرت ہو۔

اٰمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

ظُہورِ کرامت کی وجہ

حضرت علامہ احمد شہابُ الدین قلیوبی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ کرامت اولیائے کرام رحمۃُ اللہِ علیہم سے اس لئے ظاہر ہوتی ہے کہ لوگوں کو اس کے ظُہُور کی حاجَت ہوتی ہے، تاکہ ان کا ایمان مَضْبُوط ہو اور بسا اوقات بلند رتبہ پر فائز ہونے کے باوُجُود کسی ولی سے کرامت کا ظُہُور نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسے اپنے بلند مرتبے کی وجہ سے کَرَامَت کے ظہور کی حاجت نہیں، یعنی اگر کسی ولی سے کرامت کاظُہُور نہ ہو تو ایسا نہیں کہ اس کی وِلایَت ناقص ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام علیہم الرّضوان تابعین سے زیادہ بلند مرتبے والے تھے۔ (لٰہذا کرامت سے بے نیاز تھے)[۲]

کیا ہر خلافِ عادت کام کرامت ہے؟

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر کسی سے خلافِ عادت کام کے ظہور کو کَرَامَت نہیں کہا جاتا، بلکہ مختلف لوگوں سے ظاہر ہونے والے خلافِ عادت کاموں کے مختلف نام ہیں۔ جیسا کہ بہارِ شریعت میں ہے:

- نبی اپنے صِدق کا علانیّہ دعویٰ فرما کر مُحالاتِ عادیہ کے ظاہِر کرنے کا ذمّہ لیتا اور منکروں کو اُس کے مثل کی طرف بلاتا ہے، اللہ پاک اُس کے دعویٰ کے مُطابِق اَمرِ مُحالِ عادی ظاہِر فرما

[۱] ... تفسیر درمنثور، الاحزاب، تحت الآیۃ:33، 6/599
[۲] ... کتاب القلیوبی، ص173

www.dawateislami.net

دیتا ہے اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں اسی کو **معجزہ** کہتے ہیں۔[۱]

- ❖ نبی سے جو بات خلافِ عادت قَبْلِ نبوّت ظاہِر ہو، اُس کو **اِرہاص** کہتے ہیں۔
- ❖ ولی سے جو ایسی بات صادِر ہو، اس کو **کرامت** کہتے ہیں۔
- ❖ عام مومنین سے جو صادِر ہو، اُسے **مَعُونَت** کہتے ہیں۔
- ❖ بیباک فُجّار یا کُفّار سے جو اُن کے مُوافِق ظاہِر ہو، اُس کو **استدراج** کہتے ہیں اور اُن کے خلاف ظاہِر ہو تو **اِہانت** ہے۔[۲]

ضروری وضاحت

اِمام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس ساری صورتِ حال کی وضاحت کچھ یوں فرمائی ہے کہ جب کسی انسان سے خلافِ عادَت کوئی فعل صادِر ہو تو اس کی دو۲ صورتیں ہوں گی:

1. اس فعل کے وقوع کے ساتھ کسی بات کا دعویٰ بھی ہو گا۔
2. فعل تو واقع ہو گا مگر ساتھ کسی بات کا دعویٰ نہیں ہو گا۔

وضاحت

1. اس فعل کے وقوع کے ساتھ کسی بات کا دعویٰ بھی ہو گا۔

جب کسی سے کوئی خلافِ عادت فعل واقع ہو تو وہ درج ذیل چار۴ باتوں میں سے کسی ایک کا دعویدار ہو سکتا ہے:

(1) اُلوہِیَّت کا (2) نبوّت کا (3) وِلایَت کا (4) جادو اور شیطان کی پیروی کا۔

پہلی صُورَت یعنی اگر کوئی اپنے خدا ہونے کا دعویٰ کرے تو ایسے شخص سے خلافِ عادَت فعل کا ظاہر ہونا جائز ہے۔ جیسا کہ فرعون نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا تو اس کے ہاتھوں کئی خلافِ

[۱] ...بہارِ شریعت، حصہ اول، 1/56
[۲] ...بہارِ شریعت، حصہ اول، 1/58

www.dawateislami.net

عادت کاموں کا صدور ہوتا تھا۔ یہی حال دجال کا بھی ہو گا۔ اس صُورَت کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ ایسے شخص کی شکل و صُورَت ہی اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہوتی ہے، خلافِ عادت کاموں کے ظہور سے کچھ شک پیدا نہیں ہوتا۔

دوسری صُورَت یعنی اگر کسی سے خلافِ عادت کام ظاہر ہو اور وہ اپنے نبی ہونے کا بھی دعویٰ کرے تو اس کی دو صورتیں ہوں گی: وہ اپنے دعوے میں سچا ہو گا یا جھوٹا۔

سچے نبی سے خلافِ عادت کام کے واقع ہونے کو **معجزہ** کہتے ہیں کہ جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے اس سے معجزے کا ظُہُور واجب ہوتا ہے۔ جبکہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے سے خلافِ عادت فعل کا ظہور ہی نہیں ہوتا، اگر بفرضِ محال کوئی خلافِ عادت فعل ظاہر ہو بھی جائے تو اس کا رد ضروری ہے (کیونکہ اب نبوّت کا دروازہ بند ہو چکا ہے)۔

تیسری صورت یہ ہے کہ جس سے خلافِ عادت فعل ظاہر ہو وہ اپنے ولی ہونے کا دعویٰ کرے تو اسے **کرامت** کہتے ہیں۔ البتہ! جو لوگ کراماتِ اولیا کے قائل ہیں ان میں بھی اس بات میں اِخْتِلاف پایا جاتا ہے کہ کیا کسی ولی کیلئے کرامت کا دعویٰ جائز ہے؟ اور اس ولی کا خلافِ عادت فعل اس کے دعویٰ کے مطابق واقع ہوتا بھی ہے یا نہیں؟

چوتھی صورت یہ ہے کہ جس شخص سے خلافِ عادت کام ظاہر ہو رہا ہے وہ اس بات کا دعویٰ کرے کہ اس نے یہ کام جادو اور شیطانی عملیات کی بنا پر کیا ہے تو ہمارے نزدیک ایسے شخص کے ہاتھوں خلافِ عادت فعل کا ظہور بھی جائز ہے (مگر یہ کرامت نہیں)۔

❷ فعل تو واقع ہو گا مگر ساتھ کسی بات کا دعویٰ نہیں ہو گا۔

یعنی جب کسی سے کوئی خلافِ عادت کام ظاہر ہو اور وہ کسی بات کا دعویٰ بھی نہ کرے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

www.dawateislami.net

اگر وہ اللہ پاک کا نیک اور صالح بندہ ہو، نیز اللہ پاک کی رضا کا طالب بھی ہو تو اس کے ہاتھ سے خلافِ عادت کام کا ظہور کرامت کہلاتا ہے جبکہ اگر وہ بندہ گناہ گار اور فاسق و فاجر ہو تو اس سے کسی خلافِ عادت کام کا ظہور استدراج کہلاتا ہے۔[1]

کرامت اور معجزہ / استدراج میں فرق

حضرت امام ابو بکر فُورک رحمۃُ اللہِ علیہ معجزہ و کَرامت میں فَرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: انبیائے کرام علیہمُ السّلام معجزے کے اظہار پر مامور ہوتے ہیں یعنی انہیں معجزات ظاہِر کرنے کا حکم ہوتا ہے جبکہ ولی کے لئے کرامات چھپانا ضروری ہوتا ہے۔ پھر نبی معجزے کے ذَرِیعے نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور معجزے سے اس دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے جبکہ ولی کرامات کے ذَرِیعے وِلایَت کا دعویٰ کرتا ہے نہ کَرامت کے ذَرِیعے وِلایَت کے دعویٰ کو پختگی ملتی ہے۔[2]

اس کے علاوہ امام یوسف نبہانی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ظُہُورِ کَرامت کے وقت صاحِبِ کَرامت بزرگ پر اللہ پاک کا خوف طاری ہوتا ہے اور اللہ پاک کے قہر سے زِیادَہ ڈرنے لگتا ہے کیونکہ اسے یہ ڈر ہوتا ہے کہ جسے وہ کَرامت سمجھ رہا ہے کہیں استدراج نہ ہو۔ لیکن استدراج والے کا مُعامَلہ اس کے بالکل اُلٹ ہوتا ہے، وہ اپنے استدراج کو دیکھ کر اُنس و خوشی محسوس کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں اسی کا حق دار ہوں اور اس کے سَبَب دوسروں کو حقیر سمجھنے لگ جاتا ہے، اس دھوکے میں آکر وہ خود کو اللہ پاک کے عِتاب و گرفت سے محفوظ سمجھنے لگ جاتا ہے، اپنے اخروی انجام سے بے خوف ہو جاتا ہے۔ پس اگر بندہ یہ حالات دیکھے تو وہ یقین کرلے کہ یہ کَرامت نہیں، استدراج ہے۔[3]

[1] ... تفسیر کبیر، الکھف، تحت الآیۃ: 9تا12، 7/431

[2] ... رسالہ قشیریہ، ص379

[3] ... جامع کرامات الاولیا، 1/21 ملخصاً

ظہورِ کرامت میں بعض شرائط

حضرت بہلول دانا رحمۃُ اللہِ علیہ کی بیٹی حضرت مومنہ رحمۃُ اللہِ علیہا کا شُمار بھی بلند مرتبہ عابدہ و زاہدہ خواتین میں ہوتا ہے، آپ سے ایک مرتبہ پوچھا گیا: آپ کو یہ مرتبہ کس طرح ملا؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: میں اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سنت کے مُطابِق اللہ پاک کے اَحکام پر عَمَل کرتی، ہمیشہ مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھتی اور نیک لوگوں کی خدمت کرتی رہتی ہوں۔ ①

صالحین و صالحات کی حیاتِ طیبہ کا مُطالَعَہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اللہ پاک کے جس ولی اور ولیہ کے ہاتھ سے کرامت کا ظُہور ہوا ان میں چند باتیں مشترک تھیں، عارِف بِاللہ، ناصِحُ الاُمَّہ حضرت امام عبدُ الغنی بن اسماعیل نابُلسی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: کَرَامَت سے مُراد وہ خلافِ عادَت امر ہے:

❀ جس کا ظُہور تحدِّی و مقابلہ کے لئے نہ ہو۔

❀ وہ ایسے بندے کے ہاتھ پر ظاہِر ہو جس کی نیک نامی مشہور و ظاہِر ہو۔

❀ وہ اپنے نبی کا مُتَّبِع ہو۔

❀ درست عقیدہ رکھنے والا ہو۔

❀ نیک عَمَل کا پابند ہو۔ ②

یہ بھی یاد رہے کہ کسی کی کَرَامَت کَسبی (یعنی اپنی کوشش سے، ریاضت و مجاہدہ کے ذَرِیعے حاصِل) نہیں ہوتی کَرَامَت سب کی وَہبی (یعنی اللہ پاک کی طرف سے عطا) ہوتی ہے اور وہ جو کَسب سے حاصِل ہو بھان متی (یعنی مداری) کا تماشا ہے، لوگوں کو دھوکا دینا ہے۔ ③

① ...طبقات الصوفیۃ لسلمی، ص390
② ...حدیقۃ ندیہ شرح طریقۃ محمدیہ، 2/55
③ ...ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ چہارم، ص444

www.dawateislami.net

منکرینِ کرامت کا حکم

حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کرامتِ اولیا حق ہے، اس کا منکر گمراہ ہے۔ مردہ زندہ کرنا، مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، غرض تمام خوارقِ عادات (خلافِ عادات کام) اولیا سے ممکن ہیں، سوا اُس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لیے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔ جیسے قرآنِ مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا یا دنیا میں بیداری میں اللہ پاک کے دیدار یا کلامِ حقیقی سے مُشَرَّف ہونا، اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعویٰ کرے، کافر ہے۔ ①

ہر کرامت نبی کا معجزہ ہے

حضرت تاجُ الدِّین عبدُ الوہاب بن تقیُّ الدین سبکی (سالِ وفات 771ھ) فرماتے ہیں: ہر وہ کرامت جو کسی صحابی یا ولی کے ہاتھ پر ظاہِر ہوئی یا قِیامَت تک ہو گی وہ نبی کا معجزہ ہوتی ہے۔ کیونکہ صاحِبِ کَرَامَت نے یہ مقام حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اقتدا کی وجہ سے ہی پایا ہے اور حقیقت میں وہ (صاحِبِ کرامت) اس بات کا اعتراف کرنے والا ہوتا ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مخلوقِ خُدا کے راہ نُما، اللہ پاک کے منتخب اور اِنسانیت کے ایسے سردار ہیں جن کے سمندر سے موتیوں کا ظُہُور ہوتا اور جن کے بادلوں سے رَحْمَتِ اِلٰہی کی بارش برستی ہے اور یہ بات (کہ صحابی / ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتی ہے) کرامت کے ظُہُور کا ایک اِجماعی سَبَب ہے، بِالْخُصُوص صحابہ کرام علیہمُ الرّضوان کے زمانے میں، کیونکہ کفّار جب صحابہ کرام کی کرامات کو دیکھیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر ایمان لائیں گے اور وہ ان کو حق پر جانیں گے۔ ②

① ...بہارِ شریعت، حصہ اول، 1/269
② ...طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسبکی، 2/321

www.dawateislami.net

کثیر کرامات کے ظہور میں حکمت

حضرت علّامہ امام یوسُف بن اسماعیل نبہانی رحمۃُ اللہِ علیہ اپنی کتاب حُجّۃُ اللہ علی العالمین میں اِرشَاد فرماتے ہیں: اس اُمَّت کے اولیائے عُظَّام سے بہت زِیادَہ کرامتوں کے ظہور میں حِکْمَت یہ ہے کہ یہ بات ظاہر اور واضح ہو جائے کہ مومنوں کی جان، ہماری آن ہماری شان صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تمام انبیائے کرام علیہمُ السّلام کے سردار ہیں۔ اس طرح کہ حیاتِ ظاہری میں بھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے معجزات کثیر ہوں اور وِصَالِ ظاہری کے بعد بھی (بصورتِ کراماتِ اولیا) بکثرت معجزات کا ظُہُور ہو (کیونکہ کَرَامَت حقیقت میں نبی کے معجزے کا ہی آخری حصہ ہوتی ہے) اور چونکہ حُضُور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خاتَمُ الانبیا اور حبیبِ خُدا ہیں اور آپ کا دین **اِسلام** قِیامَت تک کے لئے ہے، لہٰذا آپ کی تصدیق کے اَسْبَاب کا باقی رہنا بھی ضروری ہے اور ان اسباب میں سے ایک قوی سَبَب کراماتِ اولیا ہیں جو در حقیقت حُضُور ہی کے معجزات ہیں اور یہ **کرامات** معجزۂ قرآنِ کریم کے عِلاوہ ہیں۔ مزید فرماتے ہیں: یہ کراماتِ اولیا ان معجزات کے عِلاوہ ہیں جن کی خَبَر حُضُور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنی ظاہری حیاتِ طیبہ میں ہی دے دی تھی مثلاً قِیامَت کی علامات وغیرہا جن کا ظُہُور بتدریج ہو رہا ہے۔ ان کرامات سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حُضُور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اُمَّت میں بِالفعل موجود ہیں اور اُمَّت آپ کے وِصَال شریف کے بعد اسی طرح معجزات کا مُشاہَدہ کر رہی ہے جس طرح آپ کی حیاتِ ظاہری میں کرتی تھی۔ ان کرامات کے سَبَب مومنوں کے اِیمان میں اضافہ اور بے ایمانوں کو اِیمان کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ [1]

کرامت کی اقسام

فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے کہ کرامت دو قسم پر ہے: محسوس ظاہری و معقول معنوی۔

[1] ... حجۃ اللہ علی العلمین، 607 ملخصًا

عوام صرف کراماتِ محسوسہ کو جانتے ہیں جیسے کسی کو دل کی بات بتادینا، گزشتہ وموجودہ وآئندہ غیبوں کی خبر دینا، پانی پر چلنا، ہوا پر اڑنا، صدہا منزلِ زمین ایک قدم میں طے کرنا، آنکھوں سے چھپ جانا کہ سامنے موجود ہوں اور کسی کو نظر نہ آئیں اور کراماتِ معنویہ کو صرف خواص پہچانتے ہیں وہ یہ ہیں کہ اپنے نفس پر آدابِ شرعیہ کی حفاظت رکھے، عمدہ خصلتیں حاصل کرنے اور بری عادتوں سے بچنے کی توفیق دیا جائے تمام واجبات ٹھیک ادا کرنے پر التزام رکھے۔[۱] اسی طرح اَولیائے کِرام سے صادِر و ظاہِر ہونے والی کرامتیں کتنی اقسام کی ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے؟اس بارے میں علامہ تاج الدین سبکی رحمۃُ اللہِ علیہ اپنی کتاب طبقات الشافعیۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں: میرے خیال میں اولیائے کرام سے جتنی قسموں کی کرامتیں صادر ہوئی ہیں ان کی تعداد ایک سو سے بھی زائد ہے۔[۲] جبکہ حضرت امام یُوسُف بن اسماعیل نبہانی رحمۃُ اللہِ علیہ نے جامع کراماتُ الاولیا میں اَولیائے کِرام سے ظاہِر ہونے والی کرامتوں کی تقریباً 25 اقسام ذِکر کی ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(1) مُردوں کو زندہ کرنا (2) مُردوں سے کلام کرنا

(3) دریاؤں پر تَصَرُّف (دَرْیا کا پھٹ جانا، خشک ہونا، پانی پر چلنا)

(4) اِنْقِلاب مَاہِیَّت (کسی چیز کی حقیقت کو تبدیل کر دینا) (5) زمین کا سمٹ جانا

(6) حیوانات اور نباتات کا گفتگو کرنا (7) شفائے اَمْرَاض

(8) جانوروں کا اولیائے کرام کیلئے فرماں بردار ہو جانا

(9) زمانے اور وقت کا مختصر و مَحْدُود ہو جانا

(10) زمانے اور وقت کا پھیل جانا (11) دعاؤں کا قبول ہونا

[۱] ... فتاویٰ رضویہ، 21/549

[۲] ... طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسبکی، 2/344

(12)زبان کا بات کرنے سے رُک جانا یا کُھل جانا

(13)انتہائی نَفرت کرنے والے لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لینا

(14)غیب کی خبریں دینا (15)حَرام کھانے سے مَحْفُوظ رہنا

(16)مقامِ تَصَرُّف پر فائز ہو کر تَصَرُّف کرنا (17)زِیادَہ کھانا کھانے پر قدرت ہونا

(18)پردے کے پیچھے سے دُور کی چیزوں کو دیکھ لینا

(19)طویل مُدَّت تک بغیر کچھ کھائے پیئے زندہ رہنا

(20)ایسی ہیبت جو اولیائے کرام کو عطا ہوتی ہے کہ انہیں دیکھنے والا دیکھتے ہی مر جاتا ہے۔

(21)جب اولیائے کرام سے کوئی شَر کا اِرادہ کرے تو اس وقت اللہ پاک کی طرف سے اولیائے کرام کے لئے کِفَایَت و حِمَایَت کا حُصُول اور شر کے اِرادے کا خیر میں بدل جانا

(22)مختلف اطوار و کیفیات کا تَصَوُّر

(23)اللہ پاک کا اولیائے کرام کو زمین کے ذخیروں کی اِطِّلَاع دینا

(24)مختصر سے دور میں علمائے کرام کیلئے کثیر تصانیف کا آسان ہو جانا

(25)زہر اور ہَلَاکَت خیز اَشیا کا اولیائے کرام پر اَثَر نہ کرنا۔[1]

صحابیات و صالحات کی کرامات

اللہ پاک نے نبوّت کو صرف مَردوں کے ساتھ خاص رکھا ہے لیکن وِلایت جس طرح مَردوں کو عطا کی گئی ہے اسی طرح عورتوں کو بھی عطا گئی ہے۔ اللہ پاک کی بے شُمار صالحات وِلایت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئیں اور ان سے مختلف کرامات کا ظُہُور بھی ہوا، آیئے! ان کی بعض کرامات مُلَاحَظہ کیجئے:

[1]...جامع کرامات الاولیاء، 1/41 مفہوماً

13: ڈوبا ہوا بچہ زندہ نکل آیا

حضرت عَلّان رحمۃُ اللہِ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت سَری سَقَطِی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ایک مریدنی کا لڑکا مدرسے جاتا تھا۔ ایک دن استاذ نے آٹا پسوانے کیلئے اسے چکی پر بھیجا۔ راستے میں نہر تھی۔ جب وہ نہر سے گزرنے لگا تو اس میں گرا اور ڈوب گیا۔ جب استاذ کو اس کے ڈوبنے کی اِطِّلَاع ملی تو وہ بہت پریشان ہوا اور حضرت سَری سَقَطِی رحمۃُ اللہِ علیہ کے پاس حاضِر ہو کر سارا واقعہ کہہ سنایا۔ آپ نے فرمایا: آؤ میرے ساتھ چلو! ہم چل دیئے۔ آپ نے وہاں پہنچ کر اس عورت کو صبر کے فضائل بتائے۔ پھر اللہ پاک کی رضا پر راضی رہنے کی ترغیب دلائی۔ عورت نے کہا: حضور! آج آپ مجھے صبر و رضا کے متعلق خاص طور پر نصیحت کر رہے ہیں، اس میں کیا حِکْمَت ہے؟ آپ نے فرمایا: تمہارا بیٹا نہر میں ڈوب گیا ہے۔ اس نے تعجب سے پوچھا: میرا بیٹا؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کرنے لگی: بے شک میرے رب نے ایسا نہیں کیا ہو گا۔ اس پر حضرت سَری سَقَطِی رحمۃُ اللہِ علیہ نے اسے پھر صبر و رضا کی تلقین فرمائی تو اس نے عرض کی: آیئے! میرے ساتھ چلیں۔ تمام لوگ اس کے ساتھ چل دیئے۔ جب نہر پر پہنچے تو اس نے لوگوں سے پوچھا: بتاؤ! میرا بیٹا کہاں ڈوبا ہے؟ لوگوں نے بتایا: اس جگہ۔ عورت نے بلند آواز سے پکارا: اے میرے بیٹے محمد! فوراً نہر سے اس کے بیٹے نے پکار کر کہا: اَمی جان! میں یہاں ہوں، عورت فوراً نہر میں اتری اور اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر باہَر لے آئی اور خوشی خوشی اپنے گھر چلی گئی۔

حضرت عَلّان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سَری سَقَطِی رحمۃُ اللہِ علیہ نے حضرت جنید بغدادی رحمۃُ اللہِ علیہ کی خدمت میں حاضِر ہو کر عرض کی: یہ کیا مُعَاملہ ہے اور ایسا کیونکر ہوا؟ تو انہوں نے اِرشَاد فرمایا: کہو! قُل۔ آپ نے قُل کہا۔ پھر حضرت جنید بغدادی رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: بات دراصل یہ ہے کہ وہ عورت اللہ پاک کے اَحکام کو پورا کرنے والی تھی اور جو شخص اللہ کے احکامات پر عَمَل

www.dawateislami.net

پیرا ہوا سے کوئی ایسا حادثہ پیش نہیں آتا جسے وہ نہ جانتا ہو۔ جب اس عورت کا بیٹا ڈوبا تو اسے معلوم نہ تھا، اس لئے اسے یقین نہ آیا اور اس نے کہا: بے شک میرے رَبِّ کریم نے ایسا نہیں کیا۔ وہ چونکہ اللہ کی ذات پر یقینِ کامل رکھتی تھی، اس لئے اس کا بیٹا اسے واپس کر دیا گیا۔ (1)

کیا بندہ مردہ زندہ کر سکتا ہے؟

زندگی و موت بلاشبہ اللہ پاک کے اختیار میں ہے، لیکن اگر کوئی اللہ پاک کا نیک بندہ یا بندی اپنے رَبِّ کریم کی عطا سے کسی مردے کو زندہ کر دے تو یہ ناممکن بھی نہیں، بلکہ پارہ 3، سورہ آلِ عمران کی آیت نمبر 49 میں ہے:

ترجَمۂ کنز الایمان: اور میں مُردے جِلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔	وَ اُحۡیِ الۡمَوۡتٰی بِاِذۡنِ اللّٰہِ ۚ

لہٰذا مذکورہ حکایت میں اللہ پاک کی ایک نیک بی بی کا اللہ پاک پر یقینِ کامل کے صَدْقے اپنے ڈوبے ہوئے بیٹے کو دوبارہ زندہ سَلامَت پانی سے نکال لینا بعید از قیاس نہیں۔ البتہ! عام طور پر ایسا نہیں ہوتا، لہٰذا یہ خلافِ عادت کام ہے اور اسے ہی کَرامَت کہتے ہیں، تاریخ میں اگرچہ ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جن میں اللہ پاک کے اولیائے کرام نے مُردوں کو دوبارہ زندہ فرمایا۔ چونکہ یہاں مقصود صحابیات و صالحات کی کرامات ذکر کرنا ہے، لہٰذا ذیل میں ایسی مزید تین مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

14: بیٹا زندہ ہو گیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت فریعہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تیرا بیٹا ابراہیم وفات پا چکا ہے۔ وہ عرض کرنے لگیں:

(1) ... عیون الحکایات، ص 234

www.dawateislami.net

یَارَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم! کیا وہ مر گیا ہے؟ فرمایا: ہاں مر گیا۔ کہنے لگیں، اَلحَمدُ لِلّٰہ! اے میرے پروردگار! تجھے پتا ہے کہ میں نے تیری اور تیرے رسول کی طرف اس اُمّید پر ہجرت کی کہ ہر مصیبت و سختی کے وقت میری مَدَد کی جائے گی۔ اے اللہ! مجھے اس مصیبت میں مبتلا نہ فرما! اور مجھ سے یہ بوجھ نہ اُٹھوا۔ راوی کہتے ہیں کہ اسی وقت ان کے بیٹے ابراہیم نے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور وہ اس کے بعد بھی زندہ رہا۔ [1]

15: نابینا صحابیہ کا بیٹا زندہ ہو گیا

سبحانَ اللہ! ایک ماں کی دعا کی بَرَکت سے اس کا مردہ بیٹا زندہ ہو گیا، ایسا ہی ایک واقعہ حضرت اُمِّ سائب رضی اللہ عنہا کے متعلق بھی مروی ہے، وہ ایک بوڑھی نابینا صحابیہ تھیں جو محض دِینِ اسلام، اللہ پاک اور اس کے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی مَحبَّت میں اپنے وطن سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ چلی آئی تھیں۔ حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اُمِّ سائب رضی اللہ عنہا کا بیٹا نو عمری میں اچانک انتقال کر گیا۔ ہم لوگوں نے اس لڑکے کی آنکھوں کو بند کر کے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور آپ رضی اللہ عنہا کو لڑکے کی موت کی خبر سنائی اور تَعزِیَت و تسلّی کے کلمات کہنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے کی موت کی خَبَر سن کر چونک گئیں اور آبدیدہ ہو گئیں، پھر انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر بارگاہِ خداوندی میں اس طرح دعا مانگی: یا اللہ! میں تجھ پر اِیمان لائی اور میں نے اپنا وطن چھوڑ کر تیرے رسول کی طرف ہجرت کی ہے، جب مجھ پر کوئی مصیبت آتی ہے تو میں تجھ سے دعا کرتی ہوں وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے، اس لئے اے میرے اللہ! میں تجھ سے دُعا کرتی ہوں کہ میرے لڑکے کی موت کی مصیبت مجھ پر مت ڈال۔ یہ دُعا ختم ہوتے ہی جب ان کے بیٹے سے کپڑا ہٹایا گیا تو وہ زندہ تھا ہم وہیں تھے، یہاں

[1] ...جامع کرامات اولیاء، 1/132

تک کہ ہم نے کھانا کھایا تو اس لڑکے نے بھی ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔[1]

سبحان اللہ! اس حکایت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ حضرت اُمِّ سائب رضی اللہ عنہا کی دُعا کی بَرَکت سے ان کا فوت شدہ بیٹا زندہ ہو کر صحابۂ کِرام علیہمُ الرّضوان کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گیا۔ وہیں یہ درس بھی ملتا ہے کہ عام حالات میں اور بالخصوص جب کوئی مصیبت یا مشکل آجائے تو ہمیں اپنے رحیم و کریم پروردگار سے دُعا کرتے رہنا چاہیئے کہ وہی دعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے:

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ (پ2، البقرۃ:186)	ترجمۂ کنز الایمان: دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔

غریبوں کے آقا، بے کسوں کے داتا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: اَلدُّعَاءُ مُخُّ العِبَادَةِ یعنی دعا عِبادَت کا مغز ہے۔[2] کسی نے کیا خوب کہا:

جو وَجد کے عالم میں نکلے لَبِ مومن سے | وہ بات حقیقت میں تقدیرِ الٰہی ہے

مذکورہ دونوں حکایات میں ماں کی دعا کی بَرَکت سے ان کے بیٹوں کا دوبارہ زندہ ہو جانا خلافِ عادَت ہے کہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا جو ایک بار مر جائے دوبارہ زندہ نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے تو عُلَمائے کِرام نے اس طرح کے خلافِ عادَت کام کے وُقُوع کو کرامت شُمار کیا ہے۔ یاد رکھئے! تاریخ میں اس کے علاوہ بھی کئی واقعات مروی ہیں۔

16: مُردہ اونٹ زندہ ہو گیا

ایک مرتبہ حضرت رَابعہ عدویہ رحمۃُ اللہِ علیہا اونٹ پر سوار ہو کر حج کرنے تشریف لے گئیں، حج سے واپسی پر گھر پہنچنے سے قبل ہی اونٹ مر گیا، آپ رحمۃُ اللہِ علیہا نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا

[1] ...البدایۃ والنہایۃ، المجلد الثالث، 6/536

[2] ...ترمذی، ص777، حدیث:3371

کرتے ہوئے عرض کی: اے اللہ پاک! اسے زندہ کر دے، تو اللہ پاک نے اسے زندہ کر دیا، آپ اس پر سوار ہوئیں، جب اپنے مکان کے دروازے پر پہنچیں تو وہ اُونٹ دوبارہ مر گیا۔[1] اللہ پاک کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدقے ہماری بے حِساب مغفرت ہو۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

ہاتھ اُٹھتے ہی بر آئے ہر مدعا | وہ دعاؤں میں مولیٰ اثر چاہیے

مذکورہ حکایات میں اگرچہ یہ بیان ہوا ہے کہ اللہ پاک کی نیک بندیوں نے بارگاہِ خُداوندی میں مُردوں کو زندہ کرنے کی دعائیں مانگیں تو اللہ پاک نے ان کی دعاؤں کو شرفِ قبولِیَّت عطا فرمایا، مگر یہ ضروری بھی نہیں کہ کوئی رب سے دعا مانگے تو ہی کرامت کا ظُہُور ہو، کیونکہ ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جن میں اللہ پاک کی نیک بندیوں نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے نہ کسی شے کا مُطالَبہ کیا، اس کے باوُجود اللہ پاک نے ان پر اپنا خصوصی کرم فرمایا اور ان کی وجہ سے ایسے خلافِ عادت افعال جاری فرمائے جو عام طور پر واقع نہیں ہوتے۔

17: بے موسمی پھل کھانا

اللہ پاک کی ان نیک بیبیوں میں سے کچھ ایسی بھی ہیں جن کا ذِکر قرآنِ کریم میں بھی آیا ہے۔ ان میں ایک حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی مریم رحمۃُ اللہِ علیہا بھی ہیں، جن کی ایک کرامت گزشتہ صفحات میں بیان ہو چکی ہے، ان کی ایک اور کرامت مُلَاحَظہ فرمایئے جو قرآنِ کریم میں مذکور ہے۔ پارہ تین سورۂ آلِ عمران کی آیت نمبر 37 میں آپ رحمۃُ اللہِ علیہا کے متعلق اِرشَاد ہوتا ہے:

كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ | ترجمۂ کنز الایمان: جب زکریا اس کے پاس اس

[1] ... جامع کرامات اولیا، 2/59

www.dawateislami.net

عِنۡدَهَا رِزۡقًا ۚ قَالَ یٰمَرۡیَمُ اَنّٰی لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ ؕ (پ3،آلِ عمران:37)

کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے، کہا اے مریم یہ تیرے پاس کہاں سے آیا بولیں وہ اللہ کے پاس سے ہے۔

حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت تفسیر نور العرفان میں فرماتے ہیں: اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ کرامَتِ ولی بَرحق ہے کیونکہ حضرت مریم (رضی اللہُ عنہا) کو بے موسم غیبی پھل ملنا ان کی کَرامَت تھی۔ دوسرے یہ کہ بعض بندے مادر زاد ولی ہوتے ہیں، وِلایَت عَمَل پر موقوف نہیں، دیکھو! حضرت مریم (رضی اللہُ عنہا) لڑکپن میں ولیہ تھیں۔ تیسرے یہ کہ ولی کو اللہ تعالیٰ، عِلمِ لَدُنّی اور عَقْلِ کامل عَطا فرماتا ہے کہ حضرت مریم (رضی اللہُ عنہا) نے زکریا علیہ السّلام کے سوال کا جواب ایسا اِیمان افروز دیا کہ سبحانَ اللہ۔ چوتھے یہ کہ بعض اللہ والوں کے لئے جنّتی میوے آئے ہیں، حضرت مریم رضی اللہُ عنہا کو یہ پھل جَنَّت سے ملتے تھے۔ پانچویں یہ کہ حضرت مریم (رضی اللہُ عنہا) کی پرورش جنّتی میووں سے ہوئی نہ کہ ماں کے دودھ یا دنیاوی غذاؤں سے۔[1] جبکہ اسی آیتِ مُبارَکہ کے تحت تفسیرِ نعیمی میں فرماتے ہیں: حضرت مریم نے کسی عورت کا دودھ نہ پیا اور بچپن میں نہایت فصیح و بلیغ کلام فرمایا اور آپ کی پرورش کی یہ کیفیت تھی کہ آپ ایک دن میں اتنا بڑھتی تھیں جتنا دوسرے بچے ایک سال میں اور آپ کو جنتی پھل ملا کرتے تھے، جس کا ذکر اس آیتِ کریمہ میں ہے۔[2]

حضرت امام ابنِ کثیر رحمۃُ اللہِ علیہ اس آیتِ مُبارَکہ کے تَحت فرماتے ہیں: یہ آیت اللہ پاک کے ولیوں کی کرامات پر دلالت کرتی ہے۔[3] جبکہ حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ یہاں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں حضرت مریم کی دو کرامتیں بیان ہوئیں: جنت کے پھل کھانا اور

[1] ... تفسیر نور العرفان، اٰل عمران، تحت الآیۃ: 37، ص66

[2] ... تفسیر نعیمی، اٰل عمران، تحت الآیۃ: 37، 3/400

[3] ... تفسیر ابن کثیر، اٰل عمران، تحت الآیۃ: 37، الجزء 3، 1/777

www.dawateislami.net

بچپن میں کلام کرنا۔ نیز آپ نے ان تمام بچوں کا بھی اس مقام پر ذکر فرمایا ہے جنہوں نے بچپن میں کلام فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں: کُل 11 بچوں نے گھوارے میں کلام کیا:

(1) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم (2) حضرت یحیٰ علیہ السّلام

(3) حضرت ابراہیم علیہ السّلام (4) حضرت عیسٰی علیہ السّلام

(5) حضرت مریم (6) جریج کی گواہی دینے والا بچہ

(7) یُوسُف علیہ السّلام کا گواہ (8) کھائی والوں کا بچہ

(9) اس لونڈی کا بچہ جسے زمانۂ اسرائیل میں زنا کی تہمت لگائی گئی۔

(10) حضرت آسیہ (فِرعَون کی بیوی) کی خادمہ کا وہ بچہ جسے کھولتے ہوئے تیل میں جلایا گیا۔

(11) یہود کا وہ بچہ جو اپنے ماں باپ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔[1]

18، 19: غیب سے پانی ملنا

جس طرح حضرت مریم رحمۃُ اللہِ علیہا کی چند کرامتیں بیان ہوئیں جن میں آپ رحمۃُ اللہِ علیہا کو مُقفَّل (تالا لگی ہوئی) کوٹھڑی میں بے موسمی پھل غیب سے عَطا ہونا بھی ہے۔ اسی طرح اس اُمّت کی کئی نیک بیبیوں کو بھی غیب سے کھانا پانی ملتا رہا ہے۔ جیسا کہ حضرت اُمِّ اَیْمَن رضی اللہ عنہا[2] کی کَرامَت مشہور ہے کہ جب آپ مکۂ مکرمہ سے مدینۂ منوّرہ کی طرف ہجرت کے لئے روانہ ہوئیں تو اس وقت آپ کے پاس زادِ راہ نہیں تھا، سَفَر کرتے ہوئے جب مقامِ رَوْحا پہنچیں تو آپ کو شدید

---

[1] ... تفسیرِ نعیمی، پ3، اٰلِ عمران، تحت الآیۃ:37، 400/3

[2] ... آپ کا نام "بَرَکہ" ہے۔ یہ حُضُورِ اَقدَس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے والد ماجد حضرتِ عبد اللہ کی باندی تھیں جو حُضُور کو والد ماجد کی میراث سے ملی تھیں۔ انہوں نے حُضُور کی بچپن میں بہت زِیادہ خدمت کی۔ اعلانِ نبوّت کے بعد جلد ہی انہوں نے اسلام قبول کر لیا، پھر آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرتِ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ان کا نِکاح کر دیا۔ (اسد الغابہ، 7/290، ماخوذاً)

پیاس لگی، فرماتی ہیں: اتنے میں مجھے سر کے اوپر کچھ آہٹ محسوس ہوئی، میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ چمکدار رسی سے بندھا ہوا پانی کا ایک ڈول آسمان سے زمین پر اُتر رہا ہے، میں نے لپک کر اُسے پکڑا اور خوب جی بھر کر پانی پیا۔ اُس کے بعد میرا یہ حال ہو گیا کہ میں سخت گرمیوں میں روزے رکھتی ہوں اور روزہ کی حالت میں شدید چلچلاتی ہوئی دُھوپ میں کعبہ معظمہ کا طواف کرتی ہوں تاکہ مجھے پیاس لگے مگر پھر بھی کبھی پیاس نہیں لگی۔ [1]

سبحانَ اللہ! کیا شان ہے حضرت اُمِّ اَیمَن رضی اللہُ عنہا کی! ان کو اللہ پاک کی طرف سے پانی کا غیبی ڈول عطا ہوتا ہے اور پیاس بجھا دی جاتی ہے، عام طور پر ایسا نہیں ہوتا کہ آسمان سے پانی کا ڈول اتر آئے، رسی کے ساتھ لٹکا ہوا ہو اور ہم پی لیں، یہ خرقِ عادت ہے عادتاً ایسا نہیں ہوتا، یہ آپ رضی اللہُ عنہا کی کَرامَت ہے، یہ کرامت ایک اور صحابیہ سے بھی مروی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت اُمِّ شریک رضی اللہُ عنہا مکہ میں تھیں۔ ان کے دل میں اسلام کی عَظَمَت پیدا ہوئی اور اسلام لے آئیں۔ ان کا تَعَلُّق قریش کے قبیلہ بنی عامر بن لُوَی سے ہے اور ابو عسکر دوسی کے نکاح میں تھیں۔ قبولِ اسلام کے بعد خُفْیَہ طور پر قریش کی عورتوں سے ملتیں اور انہیں اسلام کی دَعْوَت دے کر قبولِ اسلام کی ترغیب دلاتیں حتی کہ اَہْلِ مکہ پر ظاہِر ہو گیا کہ یہ ایمان لا چکی ہیں۔ اَہْلِ مکہ نے آپ رضی اللہُ عنہا کو پکڑ کر کہا: اگر ہمیں تمہارے قبیلے کا لِحَاظ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سخت سزا دیتے لیکن اب ہم تمہیں مسلمانوں کی طرف لوٹا کر ہی دم لیں گے۔ آپ خود بیان کرتی ہیں کہ اَہْلِ مکہ نے مجھے بغیر کجاوے کے اونٹ پر سوار کیا کہ میرے نیچے کوئی کپڑا اور زین وغیرہ بھی نہ تھی۔ تین دن تک مجھے اسی حالَت میں چھوڑے رکھا نہ کچھ کھلاتے نہ پلاتے۔ مجھ پر تین دن ایسے گزرے کہ میں نے زمین پر چلنے والی کسی چیز کی آواز نہ سنی۔ اَہْلِ مکہ جب بھی کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے تو مجھے باندھ کر دھوپ میں ڈال دیتے اور خود سائے میں جا کر

[1] ...دلائل النبوۃ للبیہقی، 6/125

www.dawateislami.net

بیٹھ جاتے اور مجھے کھانے پینے کو بھی کچھ نہ دیتے۔ میں اسی حالَت میں رہتی یہاں تک کہ وہاں سے کوچ کا وقت ہو جاتا۔ اسی سفر کے دوران انہوں نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور مجھے باندھ کر دھوپ میں ڈال کر خود سائے میں چلے گئے۔

اچانک میں نے اپنے سینہ پر کسی چیز کی ٹھنڈک محسوس کی، دیکھا تو وہ پانی کا ایک ڈول تھا۔ میں نے اس میں سے تھوڑا سا پانی پیا پھر اسے اوپر اٹھا لیا گیا، کچھ دیر بعد ڈول پھر آیا میں نے اس میں سے پیا، اسے پھر اٹھا لیا گیا پھر اسی طرح تیسری بار آیا میں نے اس میں سے تھوڑا سا پانی پیا تو اسے پھر اٹھا لیا گیا، کئی بار ایسا ہوا، پھر وہ ڈول میرے حوالے کر دیا گیا، میں نے سیر ہو کر پیا اور بقیہ پانی اپنے جسم اور کپڑوں پر انڈیل لیا۔ جب وہ لوگ بیدار ہوئے اور مجھ پر پانی کا اثر محسوس کیا اور مجھے اچھی حالت میں دیکھا تو کہنے لگے: کیا تم نے ہمارے مشکیزوں سے پانی پیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں! بخدا! میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ میرے ساتھ یوں یوں مُعامَلہ پیش آیا ہے۔ انہوں نے کہا: اگر تم سچی ہو تو پھر تمہارا دین ہمارے دین سے بہتر ہے۔ جب انہوں نے اپنے مشکیزوں کو دیکھا تو انہیں ایسے ہی پایا جیسے انہوں نے چھوڑے تھے۔ اس وقت وہ (مجھ پر) ڈھائے ہوئے ظلم پر افسوس کا اظہار کرنے لگے۔ [1]

حضرت اُمِّ شریک رضی اللہ عنہا کے متعلق مذکورہ واقعہ امام ابو نُعیم نے حلیۃ الاولیا میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نَقْل کیا ہے، جبکہ تاریخ کی بعض دیگر کتب میں یہ واقعہ اس طرح بھی مروی ہے کہ حضرت اُمِّ شریک رضی اللہ عنہا نے جب اپنے قبیلہ دَوس سے ہجرت کی تو تنہا تھیں، راستے میں ایک یہودی کے مکان پر قیام کیا، آپ روزے سے تھیں، مگر یہودی نے اپنی بیوی کو سختی سے منع کر دیا کہ وہ آپ کو پانی تک نہ دے۔ لہٰذا یہودی کی بیوی نے آپ کو پانی تک نہ دیا، یہاں تک کہ جب رات کا آخری پہر ہوا تو آپ کو محسوس ہوا کہ غیب سے آپ

[1]... حلیۃ الاولیا، 2/79، رقم: 1530

www.dawateislami.net

کے سینے پر ایک ڈول اور زنبیل موجود ہے، آپ نے اس سے کھا پی کر اپنے رب کا شکر ادا کیا۔[1]

صحابیات کا ذوقِ عبادت

حضرت اُمِّ شریک رضی اللہ عنہا کی مدینہ منورہ میں ہجرت کے متعلق درست واقعہ جو بھی ہو دونوں سے یہ ضرور ثابت ہو رہا ہے کہ غیب سے آپ رضی اللہ عنہا کو پانی کا ڈول عطا ہوا اور اسے علمائے کرام نے آپ رضی اللہ عنہا کی کرامت شُمار کیا ہے۔ اس حِکایت سے جہاں حضرت اُمِّ شریک رضی اللہ عنہا کی کرامت ظاہِر ہو رہی ہے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ ہماری بزرگ خواتین عِبادَت کا کس قدر ذوق رکھتی تھیں کہ فرض روزوں کے عِلاوہ تپتی دوپہروں میں بھی نفل روزوں کا خوب اِہتِمام فرمایا کرتی تھیں، اس لئے ہمیں بھی فَرض روزوں کے عِلاوہ نَفل روزے رکھنے چاہئیں کہ اس میں بے شُمار دینی و دُنیوی فوائد ہیں اور ثواب تو اِتنا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ بس روزے رکھتے ہی چلے جائیں۔ مزید دینی فوائد میں اِیمان کی حِفَاظَت، جہنّم سے نَجات اور جنَّت کا حُصُول شامِل ہیں اور جہاں تک دُنیوی فوائد کا تعلّق ہے تو روزے میں دن کو کھانے پینے میں صَرف ہونے والے وقت اور اَخراجات کی بچت، پیٹ کی اِصلاح اور بَہُت سارے اَمراض سے حِفَاظَت کا سامان ہے اور تمام فوائد کی اَصل یہ ہے کہ اِس سے اللہ پاک راضی ہوتا ہے، صَحَابِیّات طَیِّبات رضی اللہ عَنہُنَّ نَفل روزوں کا کس قدر اِہتمام فرمایا کرتیں، دَرج ذیل 2 رِوایات سے مُلَاحظہ کیجئے:

زوجۂ حضرت عبّاس اُمِّ فَضل رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ ذِکر مِلتا ہے کہ انہیں عِبادَت اِلٰہی سے بَہُت قلبی لگاؤ تھا، اسی سَبَب آپ کا مَعْمول تھا کہ ہفتے میں دو[2] دن روزہ کی حالَت میں رہتیں۔ ان کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہما اپنی والِدۂ محترمہ کی عِبادَتِ خداوندی

[1] ... حجۃ اللہ علی العالمین، ص 623

www.dawateislami.net

سے مَحبَّت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میری والِدۂ محترمہ کو روزہ سے اس قدر مَحبَّت تھی کہ ہر پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتیں۔ [1]

حضرت صَفوان بن معطّل رضی اللہُ عنہ کی زوجہ محترمہ اس قدر تسلسل سے نَفْل روزے رکھنا شروع کر دیتیں کہ کوئی ناغہ ہی نہ کرتیں تو وہ انہیں منع کیا کرتے، اس پر انہوں نے بارگاہِ نبوّت میں شِکایَت کر دی۔ مسلسل روزے رکھنے کی وجہ سے چونکہ حُقوقِ زَوجین کی ادائیگی میں کوتاہی بھی ہو رہی تھی اس لیے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انہیں سمجھایا اور مطلق حکم اِرشَاد فرمادیا کہ کوئی بھی عورت اپنے شوہر کی مرضی کے بغیر (نفل) روزہ نہ رکھے۔ [2]

20: غیب سے کھانے کا نزول

مذکورہ حکایات اگرچہ صَحابِیّات طَیِّبات رضی اللہُ عنہنَّ کے متعلق مروی ہیں، مگر ایسا نہیں کہ دیگر صالحات کے لئے غیب سے کھانا پانی نازل نہیں ہوا۔ بلکہ حضور غوثِ پاک رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنے زمانے کی ایک ولیہ کا ذکر کرتے ہوئے کچھ یوں ارشاد فرمایا کہ میں پہلی بار بغداد سے حجِ بیت اللہ کو روانہ ہوا تو تنہا تھا، جب اُمُّ القرون کے پاس پہنچا تو مجھے شیخ عدی بن مسافِر نظر آئے، وہ بھی تنہا ہی حج کو جا رہے تھے، چنانچہ ہم دونوں مل کر چل دیئے، جب ایک جنگل میں پہنچے تو وہاں نہایت کمزور بدن والی ایک بُرقَع پوش حبشی خاتون ملیں، وہ مجھے غور سے دیکھ کر پوچھنے لگیں: اے نوجوان! کہاں سے ہو؟ میں نے جب بتایا کہ میرا وطن گیلان ہے تو وہ کہنے لگیں: تم نے مجھے تھکا دیا۔ میں نے پوچھا: وہ کیسے؟ تو کہنے لگیں: میں حبشہ میں تھی، اچانک کیا دیکھتی ہوں کہ اللہ پاک نے تمہارے دل پر تجلی فرمائی ہے اور اپنے فضل سے تمہیں وہ عنایات بخشی ہیں جو اس زمانے میں کسی اور کو نصیب نہیں ہوئیں، لہٰذا میں نے چاہا کہ تم سے ملاقات کروں۔ بہر حال وہ بھی ہمارے

[1] ... طبقات ابن سعد، 8/217

[2] ... ابوداود، ص393، حدیث: 2459 ماخوذاً

ساتھ ہو لیں، ہم راستے کے ایک طرف اور وہ دوسری طرف چلتی رہیں، یہاں تک کہ جب شام کا وقت ہوا تو آسمان سے ایک طباق اترا جس میں چھ روٹیاں، سرکہ اور سبزی تھی، اس رزق کو دیکھ کر وہ خاتون بولیں: اللہ پاک نے میری اور میرے مہمانوں کی عزت رکھ لی ورنہ ہر روز شام کے وقت مجھ پر دو روٹیاں ہی اترتی تھیں۔ ہم نے دو دو روٹیاں کھا کر اللہ پاک کا شکر ادا کیا اور پھر ہمیں تین کوزے ایسے میٹھے پانی کے ملے جن کی مٹھاس کی مثال ہم کسی دنیاوی پانی سے نہیں دے سکتے، اس کے بعد وہ رات کے اندھیرے میں کہیں غائب ہو گئیں اور پھر دوبارہ حرمِ پاک ہی میں نظر آئیں۔ [1]

21: برتن اناج سے بھر گئے

حضرت شیخ نجیب الدین علی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ایک نیک بزرگ خاتون بڑی باخبر اور اولیائے کرام میں سے تھیں، وہ شہر کلپایئگاں سے شیراز تشریف لاتیں تو اکثر ہمارے گھر بھی قیام فرمایا کرتیں، ایک بار تشریف لائیں تو چند دن تک ہمارے ہاں قیام فرمایا۔ ہمارے گھر میں چند برتن تھے۔ جب کبھی اللہ پاک گیہوں، جَو وغیرہ غلہ عطا فرماتا تو اس برتن میں ڈال دیا جاتا تھا، ان دنوں میرا ہاتھ تنگ تھا اور وہ برتن خالی تھے۔ صرف ان کے سر ڈھکے ہوئے تھے تاکہ ضَرورت کے وقت تک پاک رہیں۔ انہیں میرے ہاتھ کی تنگی معلوم ہوئی تو فرمانے لگیں: جب تنگی نے ستایا ہے تو کیوں ان برتنوں میں موجود غلہ سے گزارہ نہیں کرتے؟ میں نے عرض کی: وہ تو خالی ہیں، یہ سن کر وہ اُٹھیں اور ان برتنوں کے سروں کو پکڑا اور کھلا چھوڑ کر فرمانے لگیں: یہ اس لئے خالی ہیں کہ ان کے منہ بند ہیں۔ جب ان کا سر کھلا ہو گا تو اس منہ کی طرح ہو گا جو کھلا اور بھوکا ہو تو اللہ پاک اس کو غذا بھیجتا ہے اور ہر ایک کی غذا حاجَت کے وقت

[1] ... نزہۃ الخاطر، ص 47

اس کے مُناسِب پہنچاتا ہے۔چونکہ ان برتنوں کی غذا غلہ ہے۔لِہٰذا جب ان کے پیٹ خالی ہوں گے توغلہ اور اناج سے بھر جائیں گے۔ادھر انہوں نے یہ فرمایا تواسی وقت اللہ پاک نے اس قدر گیہوں بھیجے کہ وہ سارے برتن بھر گئے۔ [1]

22:مَن وسلویٰ کانزول

حضرت ذوالنون مصری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ میری ایک بھانجی اللہ والوں میں سے تھی،وہ ایک مرتبہ مہینا بھر غائب رہی اور مجھے اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔میں نے ایک دن اور رات اللہ پاک سے گریہ وزاری کی۔دن کو روزہ رکھا اور رات کو قیام کیا۔اس کے بعد میں نے خواب میں ہاتِفِ غیبی سے ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا تھا:جس کو تم تلاش کر رہے ہو،وہ فلاں میدان میں ہے۔میں نے حیرانگی سے کہا:سبحانَ اللہ!وہ وہاں کیسے پہنچ گئی؟بہر حال میں نے اس کے لئے کھانے پینے کا سامان لیا اور وہاں گیا،مگر اسے وہاں نہ پا کر نااُمّید ہو گیا،ادھر کھانے پینے کا سامان بھی خَتْم ہو رہا تھا،میں نے اگلے دن واپسی کا اِرَادہ کیا اور سو گیا۔

ابھی میں خواب کی حالَت میں تھا کہ اچانک کسی نے مجھے پاؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑی ہنس رہی ہے،پھر کہنے لگی:اے میرے کمزور دل ماموں!یہ آپ کی پُشت پر کیا ہے؟میں نے کہا:یہ کھانے پینے کا سامان ہے،مگر تم ایک مہینے سے کہاں غائب ہو؟میں تمہاری تلاش میں سرگرداں ہوں۔تو وہ بولی:خدا کی قسم!میں اپنے محراب میں تھی،میرے دل میں خیال آیا کہ زمین و آسمان کا رب،خشکی وتری کا رب،ویران اور آباد جگہوں کا رب جب ایک ہی ہے تو مجھے اس کی قدرت اور بزرگی کے آثار دیکھنا چاہئیں،لِہٰذا میں گزشتہ کئی دنوں سے اس میدان میں ہوں۔میں نے اپنے معبود کو یقین کی آنکھ سے دیکھا تو اس

[1] ...نفحات الانس،ص414

نے مجھے تمام مخلوق سے بے نیاز کر دیا۔ پھر وہ رونے لگی اور کچھ دیر کے بعد چپ ہوئی۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: مجھے سخت بھوک لگی ہوئی تھی، میں نے کھانے کے متعلق بات کرنا چاہی تو وہ میری طرف دیکھ کر بولی: اے ماموں! شاید آپ کو بھوک لگی ہے۔ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھ کر عرض کی: اے میرے مولا! میرے ماموں کو بھوک لگی ہے اور میرا تیرے ہاں جو مقام ہے، یہ اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ابھی اس کی بات ختم نہ ہوئی تھی کہ میں نے دیکھا آسمان سے سفید برف کی طرح کھانا نازل ہونے لگا۔ میں نے اسے کھایا، پھر کہا: اے بھانجی! یہ تو مَن ہے، سلویٰ کہاں ہے؟ بولی: من کے بعد سلویٰ ہو گا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: پھر میں نے دیکھا کہ سلویٰ ہم پر کثرت سے گر رہا ہے۔ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! ابھی وہ مجھ سے الگ نہ ہوئی تھی کہ میں کامِل مَردوں میں سے ہو گیا۔ [۱]

23: پانی مل جاتا

حضرت اُمّ ربیع زبیدی رحمۃُ اللہِ علیہا قافلہ کے ساتھ سَفَر پر ہوتیں اور قافلے والوں کو پیاس لگتی تو قافلے والے آپ رحمۃُ اللہِ علیہا کے پاس آتے (اور پانی کی ضَرورت کے بارے میں عرض کرتے) تو قافلے والے پانی کو اپنے سامنے پاتے۔ [۲]

24: بن مانگے ہر شے مل جاتی

حضرت نفیسہ رحمۃُ اللہِ علیہا کی بھتیجی حضرت زینب رحمۃُ اللہِ علیہا سے پوچھا گیا کہ سیدہ نفیسہ رحمۃُ اللہِ علیہا کیا کھاتی تھیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ تین دن میں ایک لقمہ کھایا کرتی تھیں، ان کے مصلے کے آگے ایک ٹوکری لٹکی ہوئی تھی، جب وہ کسی شے کی خواہش کرتیں تو وہ ٹوکری میں مل جاتی۔ میں

[۱] ... کتاب القلیوبی، ص42

[۲] ... جامع کرامات اولیا، 1/488

www.dawateislami.net

ان کے پاس (کھانے والی) ایسی چیزیں بھی دیکھتی جو میرے وہم و گمان میں نہ ہوتیں، مجھے نہیں معلوم وہ کون لاتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے حیران ہو کر اس کے متعلق ان سے پوچھا فرمانے لگیں: زینب! جو اللہ پاک کے بھروسے پر ہو جائے دنیا اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ [1]

نیک بندیوں کی لاج

سبحانَ اللہ! اللہ پاک نے اپنی نیک بندیوں کو کس طرح غیب سے کھانا اور پانی عطا فرمایا، یاد رکھئے! تاریخ میں مذکورہ واقعات کے علاوہ بھی ایسے کثیر واقعات مذکور ہیں جن میں مروی ہے کہ کھانا کم تھا یا تھا ہی نہیں تو اللہ کریم نے اپنی نیک بندیوں کی لاج رکھتے ہوئے غیب سے اس کا اہتمام فرمادیا۔

25: جنتی کھانوں سے دعوت

ایک روز حضرت عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ نے اللہ پاک کے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دَعْوَت کی۔ جب دونوں عالَم کے میزبان سرورِ ذیشان صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حضرت عثمان بن عفّان رضی اللہُ عنہ کے مکان پر رونق افروز ہوئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہُ عنہ آپ کے پیچھے چلتے ہوئے آپ کے قدموں کو گننے لگے اور عرض کی: یارَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میری تمنّا ہے کہ حُضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ایک ایک قدَم کے عِوَض میں آپ کی تعظیم و تکریم کے لئے ایک ایک غلام آزاد کروں۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ کے مکان تک جس قدَر حُضور کے قدَم پڑے تھے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ نے اتنی ہی تعداد میں غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیم نے اس دَعْوَت سے مُتاثّر ہو کر حضرت سیِّدہ فاطمہ رضی اللہُ عنہا

[1] ... نور الابصار، 207

www.dawateislami.net

سے کہا: اے فاطمہ! آج میرے دینی بھائی حضرت عثمان رضی اللہُ عنہ نے حُضورِ اَکرَم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی بڑی ہی شاندار دَعوَت کی ہے اور حُضور کے ہر ہر قدَم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے، میری بھی تمنّا ہے کہ کاش! ہم بھی حُضور کی اسی طرح شاندار دَعوَت کرسکتے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہُ عنہا نے اپنے شوہرِ نامدار حضرت علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ وَجہَہُ الکَرِیم کی اس بات سے مُتاثّر ہوکر کہا: بہُت اچھا، جایئے! آپ بھی حُضور کو اسی قسم کی دَعوَت دیتے آیئے۔ اِن شاءَ اللہ ہمارے گھر میں بھی اسی قسم کا سارا اِنتِظام ہو جائے گا۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہُ عنہ بولے: یَا کَرِیْمَۃَ النِّسَآء! یعنی اے سخی خاتون! ٹھیک ہے جیسا آپ فرما رہی ہیں میں ویسا ہی کرلیتا ہوں! مگر یہ تو بتایئے کہ ہمارے پاس اس قدر کھانا اور مال کہاں ہے؟ جو ہم اللہ پاک کے حبیب صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی دَعوَت کرکے شرفِ میزبانی حاصِل کریں اور ان کی اسی طرح عزت و توقیر بھی بجالائیں۔ سیدہ خاتونِ جنّت رضی اللہُ عنہا بولیں: اے میرے سرتاج! آپ فکر نہ کریں! بس جائیں اور جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی کیجئے، چونکہ میرے والد ماجد اللہ پاک کے حبیب ہیں، لِہٰذا وہ خود ہی ان کی عزت افزائی اور کھانے پینے کا انتظام فرمادے گا۔ حضرت علی رضی اللہُ عنہ آپ کی یہ بات سن کر بے حد خوش ہوئے اور بارگاہِ رِسالَت میں حاضِر ہوکر عرض گزار ہوئے: یارَسُولَ اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم! آپ کی شہزادی فاطمہ رضی اللہُ عنہا نے آپ کو سلام عرض کیا ہے اور وہ اپنے گھر پر آپ کی تشریف آوری کے لئے چشم براہ ہیں تاکہ وہ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی حضرت عثمان رضی اللہُ عنہ جیسی ضِیافَت کا اِہتِمام کریں۔ چنانچہ شہنشاہِ دوعالَم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم اپنے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کی ایک کثیر جماعت کو ساتھ لے کر اپنی پیاری بیٹی کے گھر تشریف لے آئے۔

سیِّدہ خاتونِ جنّت رضی اللہُ عنہا نے ان سب کا بہترین استقبال کیا اور ہانڈیوں کو چولھوں پر چڑھا کر خود خلوَت (یعنی تنہائی) میں تشریف لے جاکر خداوندِ قُدُّوس کی بارگاہ میں سربسجود ہو گئیں

www.dawateislami.net

اور یوں دُعا مانگنے لگیں: اے اللہ پاک! تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور اَصحابِ محبوب علیہمُ الرّضوان کی دَعوت کی ہے، تیری بندی کا صِرف تجھ ہی پر بھروسا ہے، لہٰذا اے میرے اللہ! آج میری لاج رکھ لے اور اس دَعوت کے کھانوں کا عالَمِ غیب سے اِنتِظام فرما۔

ابھی آپ دُعا سے فارغ ہی ہوئی تھیں کہ اللہ پاک کا دَریائے کرَم جوش میں آیا اور اس رَزَّاقِ مُطلَق (بغیر کسی قید کے رِزق عطا فرمانے والے) نے فوراً ان ہانڈیوں کو جنّت کے کھانوں سے بھر دیا۔ سیدہ خاتونِ جنّت رضی اللہُ عنہا نے ان ہانڈیوں میں سے کھانا نکال کر مہمانوں کو پیش کرنا شروع کر دیا۔ حُضور علیہ السّلام اور آپ کے تمام صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا مگر خدا کی شان! ہانڈیوں میں سے کھانا کچھ بھی کم نہ ہوا۔ ادھر صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان ان کھانوں کی خوشبو اور لذّت سے حیران تھے۔ حُضورِ اَکرَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے صحابۂ کِرام علیہمُ الرّضوان کو حیران دیکھ کر فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں، یارَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم!۔ اِرشاد فرمایا: یہ کھانا اللہ پاک نے ہم لوگوں کیلئے جنّت سے بھیجا ہے۔ اس کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہُ عنہا گوشۂ تنہائی میں جا کر دوبارہ سجدہ ریز ہو گئیں اور یہ دُعا مانگنے لگیں: یا اللہ پاک! حضرت عثمان (رضی اللہُ عنہ) نے تیرے محبوب کے ایک ایک قدَم کے عِوَض ایک ایک غلام آزاد کیا ہے لیکن تیری بندی فاطمہ (رضی اللہُ عنہا) کو اتنی استطاعت نہیں، لہٰذا اے خداوندِ عالَم! جہاں تو نے میری خاطِر جنّت سے کھانا بھیج کر میری لاج رکھ لی ہے وہاں میری خاطِر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ان قدَموں کے برابر جتنے وہ چل کر میرے گھر تشریف لائے ہیں، اپنے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اُمَّت کے گنہگار بندوں کو جہنّم سے آزاد فرما دے۔

سیّدہ فاطمہ رضی اللہُ عنہا جُوں ہی دُعا سے فارِغ ہوئیں، حضرت جبریل علیہ السّلام یہ بِشارت

www.dawateislami.net

لے کر بارگاہِ رِسالت میں حاضر ہوئے کہ یَارَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دُعا بارگاہِ الٰہی میں مَقبول ہوگئی ہے اور اللہ پاک نے فرمایا ہے کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ہر ہر قدَم کے بدلے ایک ایک ہزار گنہگاروں کو جہنّم سے آزاد کر دیا۔[1]

ذِکْر کردہ رِوایَت محبوبِ ربُّ العزَّت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شانِ علمیت، حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے جذبۂ سَخَاوَت اور ملکۂ جنّت کی عَظَمت وکَرَامَت کی واضح دلیل ہے۔ غیب داں نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پہچان لیا کہ یہ آج کی دَعْوَت کا کھانا کہاں سے آیا، حضرت عثمان ذُوالنُّورَین رضی اللہ عنہ نے اپنے دولت کَدہ (یعنی مکانِ عالیشان) کی طرف بڑھنے والے ہر قدَمِ نبی پر غلام آزاد کئے، اور اللہ مُعْطِی نے بِنْتِ رسول رضی اللہ عنہا کے مہمانوں کی میزبانی کے لئے جنّت کا کھانا بھیج کر اور دعا کو شرفِ قُبُولِیَّت عطا فرماتے ہوئے اس دَعْوَت کی طرف اُٹھنے والے ہر قَدَمِ نبی کے صدقے ہزار ہزار گناہ گاروں کی شَفَاعَت کا وعدہ فرما کر خاتونِ جنّت کو تاجِ کَرَامَت سے نواز دیا۔

26: کھانے میں برکت

ایک بار رسولِ انور، مکے مدینے کے تاجور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دولت خانہ میں کئی دن کھانا نہ پکا، جب بھوک کا غلبہ ہوا تو آپ اپنی ازواج کے گھروں میں تشریف لے گئے مگر کسی کے پاس کچھ نہ پایا۔ پھر خاتونِ جنت کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ گھر میں کچھ کھانے کو ہے تو انہوں نے بھی عرض کی: نہیں، یَارَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! کچھ بھی نہیں ہے۔ وہاں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم واپس ہوئے ہی تھے کہ کسی ہمسایہ نے سیِّدہ خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا کی خدمت میں دو روٹیاں اور کچھ گوشت بھیجا۔ سیِّدہ خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا نے سوچا کہ اگرچہ ہم سب حاجت مند ہیں، مگر میں یہ کھانا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش

[1] ... جامع المعجزات (مصری)، ص 65

کروں گی۔ اس خیال سے وہ کھانا ایک برتن میں رکھ دیا اور حضرات حسنین کو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت میں بلانے کیلئے بھیجا۔ حضور تشریف لائے تو وہ کھانا پیش کرنے کے لئے جونہی آپ رضی اللہُ عنہا نے اس طشتری (یعنی روٹی اور سالَن کے لئے دھات سے بنا ہوئے خوان) کو کھولا تو آپ رضی اللہُ عنہا یہ دیکھ کر حیران ہو گئیں کہ وہ طشتری کھانے سے بھری ہوئی تھی۔ پھر جب حُضُورِ اَکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے دریافت فرمایا: فاطمہ! اَنّٰی لَكِ هٰذَا؟ یعنی یہ تیرے پاس کہاں سے آیا؟ تو آپ نے عرض کی: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔ وہ اللہ کے پاس سے ہے بے شک اللہ پاک جسے چاہے بے حساب دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم مسکرائے اور ارشاد فرمایا: تمام تعریفیں اللہ پاک کی ہیں جس نے تم کو بنی اسرائیل کی سردار (بی بی مریم) کی مِثْل بنایا۔ وہ بھی غیبی کھانا پا کر یہی کہا کرتی تھیں۔ پھر حُضُورِ اَقدس صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے حضرت علی، حضراتِ حسنین کریمین اور دوسرے اَہْلِ بیت رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْن کو جمع فرما کر سب کے ساتھ کھانا تَنَاوُل فرمایا، مگر وہ اسی طرح رہا جس طرح پہلے تھا۔ پھر یہ کھانا حضرت فاطمہ رضی اللہُ عنہا نے اپنے پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا۔ [1]

27: کم کا زیادہ ہو جانا

معلوم ہوا کہ اللہ پاک نے اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تواضُع کے لئے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہُ عنہا کے پیش کردہ کم کھانے میں اتنی بَرَکَت ڈالی جو کثیر لوگوں نے کھایا، یہ بھی کرامت ہی کی ایک صُورَت ہے، مگر کرامت کی ایک صُورَت یہ بھی ہے کہ جو تھوڑا بہت پاس ہو وہ بھی راہِ خُدا میں دیدیا جائے یعنی وہ خَتْم ہو جائے اور پھر ہاتھوں ہاتھ زیادہ کی واپسی کا یقین ہو۔ جیسا کہ ایک بار حضرت رابعہ بصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے ہاں دو مہمان حاضر ہوئے، جو شدید بھوکے

[1]... خصائص کبریٰ، 2/82

www.dawateislami.net

تھے، لِہٰذا وہ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ اگر حضرت رابعہ اس وقت انہیں کھانا عطا کر دیں تو بہُت اَچھّا ہو، بلاشبہ ان کے یہاں رِزقِ حَلال ہی ملے گا۔ اس وقت آپ کے گھر میں صِرف دو۲ ہی روٹیاں تھیں جو (ان کی بھوک کے سامنے کچھ بھی نہ تھیں، بہر حال وہ روٹیاں) آپ نے مہمانوں کو پیش کر دیں، ابھی انہوں نے کھانا شروع نہ کیا تھا کہ کسی سائل نے دروازے پر صَدا بُلَند کی تو آپ نے وہ دونوں روٹیاں اٹھا کر اسے دیدیں۔

یہ دیکھ کر وہ دونوں مہمان حیرت زدہ رہ گئے، مگر بولے کچھ نہیں۔ کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک کنیز بہُت سی گرما گرم روٹیاں لئے حاضِرِ خدمت ہوئی اور عرض کی کہ یہ میری مالکہ نے بھجوائی ہیں۔ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے وہ روٹیاں شُمار کیں تو وہ 18 تھیں، یہ دیکھ کر آپ نے کنیز سے فرمایا: شاید تمہیں غَلَط فہمی ہو گئی ہے، یہ روٹیاں میرے یہاں نہیں بلکہ کسی اور کے ہاں بھیجی گئی ہیں۔ کنیز نے یقین کے ساتھ عرض کی کہ یہ آپ ہی کیلئے بھجوائی گئی ہیں مگر آپ نے کنیز کے مسلسل اِصرار کے باوُجود روٹیاں واپس لوٹا دیں۔ کنیز نے جب واپس جا کر اپنی مالکہ سے یہ ماجرا بیان کیا تو اس نے حُکم دیا کہ اس میں مزید دو روٹیوں کا اِضافہ کر کے لے جاؤ، کنیز جب 20 روٹیاں لے کر حاضِر ہوئی تو آپ رحمۃُ اللہِ علیہا نے قبول فرما لیں اور مہمانوں کی خوب خاطِر تواضُع فرمائی۔ کھانے سے فَراغت کے بعد انہوں نے ماجرا دریافت کیا تو آپ رحمۃُ اللہِ علیہا نے اِرشاد فرمایا: جب آپ حضرات تشریف لائے تو مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ آپ بھوکے ہیں۔ جو کچھ گھر میں تھا وہ میں نے پیش کر دیا، اتنے میں سائل نے صَدا لگائی تو میں نے وہ دونوں روٹیاں اسے دے کر بارگاہِ خُداوندی میں عرض کی: یااللہ! تیرا وعدہ ایک کے بدلے 10 دینے کا ہے اور مجھے تیرے وعدے پر مُکَمَّل یقین ہے۔ جب وہ کنیز 18 روٹیاں لائی تو میں نے سمجھ لیا کہ اس مُعَاملے میں ضَرور کوئی غَلَطی ہوئی ہے، اس لئے میں نے واپس کر دیں، پھر جب وہ 20 روٹیاں لے کر آئی

تو میں نے وعدے کی تکمیل سمجھ کر انہیں قبول کر لیا۔ [1]

28: کم تر کا برتر ہو جانا

سُبحانَ اللہ! حضرت رابعہ بصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے یقین کی بَرَکت سے کم کھانا کثیر کھانے میں تبدیل ہو گیا، حالانکہ عام طور پر ایسا ہوتا نہیں کہ کوئی مہمان کے سامنے سے کھانا اٹھا کر راہِ خُدا میں دیدے اور مہمان بھی وہ جو اس کھانے کے حقیقی حق دار ہوں، چونکہ آپ رحمۃُ اللہِ علیہا بخوبی جان چکی تھیں کہ یہ کھانا مہمانوں کی بھوک کے سامنے کچھ بھی نہیں، لِہٰذا انہوں نے اللہ پاک کے بھروسے پر وہ کھانا صَدَقہ کر دیا تاکہ وہ رحیم و کریم اللہ انہیں اس تھوڑے سے کھانے کے بدلے میں اتنی مقدار عطا فرمائے جو ان کے مہمانوں کو خوب کِفَایَت کرے۔ چنانچہ اللہ پاک نے بھی حضرت رابعہ بصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے یقین کی لاج رکھی اور ان کے مہمانوں کے لئے وافِر کھانے کا انتظام فرما دیا۔

جس طرح کرامت کا ظُہور اللہ پاک کے ولی اور ولیہ کے تَصَرُّف فرمانے سے ہوتا ہے اسی طرح بسااَوقات اس کے ظہور کے لئے وہ کوئی تَصَرُّف فرماتے ہیں نہ کوئی خواہش رکھتے ہیں، اس وقت ان کرامات کا ظہور اللہ والوں اور والیوں کی شان و عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ اُمُّ الْمُومِنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہُ عنہا سے کسی مسکین نے سوال کیا، اس وقت آپ روزے سے تھیں اور گھر میں سوائے ایک روٹی کے کچھ نہ تھا۔ آپ نے خادِمہ سے وہ روٹی اس مسکین کو دینے کا حُکم اِرشَاد فرمایا۔ تو اس نے عرض کی: آپ کی اِفطاری کے لئے اس کے سِوا کچھ نہیں ہے۔ اِرشَاد فرمایا: (کوئی بات نہیں، بہر حال) اسے وہ روٹی دے دو۔ خادِمہ نے حَسْبِ حُکم وہ روٹی سائل کو دیدی۔ جب شام ہوئی تو کسی نے آپ رضی اللہُ عنہا کی خدمت میں ایک بکری بطورِ

[1] ... تذکرۃ الاولیا، ص69

www.dawateislami.net

ہدیہ بھیج دی۔ لانے والا اس گوشت کو کپڑے میں ڈھانپے ہوئے لے کر آیا۔ تو آپ نے خادِمہ کو بلا کر کہا: لو اس میں سے کھاؤ! یہ تمہاری اس روٹی سے بہتر ہے۔[1] اللہ پاک کی اُن پر رَحمت ہو اور ان کے صَدْقے ہماری بے حِساب مغفرت ہو۔ اٰمین بِجاہِ النَّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

تِرے غلاموں کا نَقشِ قَدَم ہے راہِ خُدا | وہ کیا بہک سکے جو یہ سُراغ لے کے چلے[2]

29: اللہ کی نشانی

حضرت اُمِّ شریک دَوسِیَّہ رضی اللہ عنہا کے پاس چمڑے کا ایک کُپّہ تھا جسے اکثر لوگوں کو عاریۃً دے دیا کرتی تھیں۔ ایک دن انہوں نے اس میں پھونک مار کر اسے دھوپ میں رکھا تو وہ گھی سے بھر گیا۔ پھر ہمیشہ اس میں سے گھی نکلتا رہا۔ اس بات کا ہر طرف اس قدر چرچا ہوا کہ لوگ عام طور پر یہ کہا کرتے تھے: حضرت اُمِّ شریک رضی اللہ عنہا کا کُپّہ اللہ پاک کی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی ہے۔[3]

30: 12 سال تک دسترخوان نازِل ہوتا رہا

حضرت ذوالنون مصری رحمۃُ اللہِ علیہ ایک مرتبہ دریا میں شکار کر رہے تھے، ساتھ میں آپ کی چھوٹی بیٹی بھی تھی، جب دریا میں جال پھینکا تو ایک مچھلی جال میں آئی۔ بچی نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ وہ مچھلی اپنے دونوں ہونٹ ہلا رہی ہے، بچی نے اسے دریا میں پھینک دیا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃُ اللہِ علیہ نے بیٹی سے فرمایا: تو نے ہماری محنت کو ضائع کیوں کیا؟ بچی نے عرض کی: جو چیز اللہ کا ذِکر کرتی ہو میں اسے کھانے کے لئے راضی نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے بیٹی ہم کیا کریں؟ بچی نے عرض کی: ہم اللہ پر بھروسا کریں گے اور وہ ہمیں ایسی مخلوق سے

[1] ... موطا امام مالک، ص524، حدیث: 1929
[2] ... حدائقِ بخشش، ص369
[3] ... حجۃ اللہ علی العالمین، ص623

www.dawateislami.net

رِزْق دے گا جو اللہ پاک کا ذِکْر نہیں کرتی۔ آپ نے شکار چھوڑ دیا اور دونوں شام تک اللہ پاک پر بھروسا کر کے ٹھہرے رہے، شام تک ان کے پاس کوئی چیز نہ آئی۔ جب عشا کا وقت ہوا تو ان دونوں پر اللہ پاک نے آسمان سے دستر خوان اتارا، اس میں طرح طرح کے کھانے تھے اور یہ 12 سال تک ہر رات کو نازل ہوتا رہا۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃُ اللہِ علیہ نے گمان کیا کہ یہ دستر خوان شاید ان کی عِبَادَت و فرماں برداری کی وجہ سے نازِل ہوتا ہے۔ مگر جب آپ کی بیٹی کا انتقال ہوا تو وہ دستر خوان نازل ہونا بند ہو گیا۔ تب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ دستر خوان تو ان کی بیٹی کی وجہ سے نازِل ہوتا تھا نہ کہ ان کی وجہ سے۔ لِہٰذا آپ نے اپنے اس گمان سے رُجُوع کر لیا۔ [1]

31: خالی تنور روٹیوں سے بھر گیا

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ﴿۲﴾ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ (پ28، الطلاق:2، 3)	ترجمۂ کنز الایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اُسے کافی ہے۔

معلوم ہوا! جو لوگ اللہ پاک سے ڈرتے ہیں بسا اَوقات اللہ پاک انہیں غیب سے اس طرح رزق عطا فرماتا ہے کہ عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ چُونکہ ایسے واقعات کے ظُہُور کا سَبَب اللہ پاک کے نیک بندے ہوتے ہیں لِہٰذا ان مُحَیِّرُ الْعُقُول (عقلوں کو حیران کر دینے والے) واقعات کو بطورِ کَرَامَت انہی کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ زمانۂ نبوی میں بھی ظُہُور پذیر ہوا، جسے رِوایَت کرتے ہوئے حضرت ابو ہُرَیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی

[1] ...کتاب القلیوبی، ص16

بہت غریب و حاجت مند تھے، ایک دن گھر میں کچھ نہ پا کر وہ کچھ بندوبست کرنے گھر سے نکلے تو ان کی نیک سیرت بیوی اپنی سفید پوشی کا بھرم رکھنے کے لئے بولیں: کاش! میں اپنی چکی پیستی اور تنور میں لکڑیاں ڈالتی، تاکہ میرے پڑوسی چکی کی آواز سنتے اور دھوئیں کو دیکھ کر گمان کرتے کہ ہمارے پاس کھانا ہے اور ہم مُحتاج نہیں ہیں۔ وہ اپنے تنور کے پاس گئیں اور اس میں آگ جلا دی، پھر خالی چکی کے پاس بیٹھ کر چکی گھمانے لگیں۔ اتنی دیر میں ان کے شوہر واپس آگئے اور انہوں نے بھی دروازے پر دستک دینے سے پہلے چکی کی آواز سن لی، جب زوجہ نے دروازہ کھولا تو حیرانی سے پوچھنے لگے: آپ کیا پیس رہی تھیں؟ بیوی نے ساری بات بتا دی۔ لِہٰذا جب اندر داخل ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ چکی چل رہی ہے اور اس سے آٹا باہَر نکل رہا ہے، انہوں نے جلدی جلدی اس آٹے کو مختلف برتنوں میں اکٹھا کرنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ گھر میں موجود ہر برتن آٹے سے بھر گیا۔ اس کے بعد وہ نیک بخت صحابیہ تنور کی طرف مُتَوجّہ ہوئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ خالی تنور بھی روٹیوں سے بھرا ہوا ہے (یعنی روٹیاں پکی ہوئی تھیں اور آگ میں جلی بھی نہ تھیں)۔ یہ سب ماجرہ دیکھ کر وہ انصاری صحابی بارگاہِ رِسالَت میں حاضِر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا تو حُضُور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دریافت فرمایا: تم نے چکی کے ساتھ کیا کیا؟ عرض کی: میری بیوی نے چکی کو صاف کر دیا ہے۔ تو حُضُور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اِرشَاد فرمایا: اگر تم چکی کو اپنی حالَت پر چھوڑ دیتے تو وہ تمہاری زِنْدَگی بھر چلتی رہتی۔ [1]

معلوم ہوا اللہ پاک اپنے بعض نیک بندوں کی خواہشات کا بھی کس قدر خیال فرماتا ہے کہ انہیں غیب سے رزق عَطا فرماتا ہے۔ اسی طرح کی چند دیگر حکایات میں ہے کہ صالحات نے محض خواہش کی تو ان کی ہتھیلیاں اشرفیوں اور درہموں سے بھر گئیں جو انہوں نے تقسیم فرما دیں۔

[1] ...امتاع الاسماع، 5/163

بلاشبہ یہ ایک خلافِ عادت کام ہے اور کرامت کی اقسام میں سے ہے۔ ذیل میں اسی طرح کی مزید تین[3] حکایات پیشِ خدمت ہیں:

32: غیبی دولت

حضرت عُثمان جُرجانی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن بصرہ جانے کے لئے کوفہ سے نکلا تو راستے میں ایک خاتون پر میری نظر پڑی، جنہوں نے اون کا جبہ پہن اور بالوں کا دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا اور وہ چلتے ہوئے کہہ رہی تھیں: اے میرے مالک و مولیٰ! اس کی منزل کتنی دور ہے جس کا راہ نُما نہیں اور اس کا راستہ کتنا وحشت ناک ہے جس کا ہم سَفَر نہیں۔ میں نے قریب جاکر سلام کیا تو وہ سلام کا جواب دینے کے بعد پوچھنے لگیں: اللہ آپ پر رحم فرمائے! آپ کون ہیں؟ میں نے اپنا نام بتایا تو کہنے لگیں: اے عثمان! اللہ آپ کی عمر دراز فرمائے، کہاں کا اِرادہ ہے؟ میں نے عرض کی: بصرہ کا۔ پوچھنے لگیں: کیوں؟ عرض کی: کسی حاجَت کو پورا کرنے کے لئے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگیں: آپ تمام حاجات پوری کرنے والے کو اپنی حاجَت کیوں نہیں بتاتے کہ وہ آپ کی طرف توَجُّہ فرمائے اور آپ کو اتنی مشقّت نہ جھیلنی پڑے؟ میں نے عرض کی: مجھے ابھی اس کی معرفت حاصِل نہیں ہوئی۔ بولیں: حُصُولِ معرفت میں کون سی چیز رکاوٹ ہے؟ میں نے جواب دیا: گناہوں کی کثرت۔ کہنے لگیں: اللہ کی قسم! یہ بہت بری بات ہے، گناہ نہ کیا کرو، اگر آپ اپنی رسی کو اس کی رسی سے مَضْبُوط باندھ دیں تو وہ آپ کی حاجَت پوری فرمادے گا اور آپ کو کوئی مشقّت بھی نہ اٹھانی پڑے گی۔ یہ سن کر مجھے رونا آگیا۔ پھر میں نے ان سے دعا کی درخواست کی تو انہوں نے دعا دی: اللہ اپنی اِطَاعَت کرنے اور نافرمانی سے بچنے پر آپ کی مَدَد فرمائے۔ جب میں لوٹنے لگا تو اپنی جیب سے درہم نِکال کر آدھے ان کو دیئے اور عرض کی: یہ رکھ لیں، آپ کے کام آئیں گے۔ پوچھنے لگیں: یہ کہاں سے حاصِل کئے ہیں؟ میں نے بتایا: میں

www.dawateislami.net

پہاڑ پر چڑھ کر وہاں سے لکڑیوں کا گٹھا اکٹھا کرتا ہوں، پھر اس کو اپنی گردن پر اٹھا کر مسلمانوں کے بازار میں فَرَوخْت کرتا اور اس کے بدلے رقم لے لیتا ہوں۔ بولیں: ہاں! یہ حَلال کی کمائی ہے اور انسان جو اپنے ہاتھ سے کماتا ہے اسے کھانا حَلال ہے، لیکن اے عثمان! اگر تم صحیح معنوں میں اپنے پالنے والے ربِّ ذُوالجلال کی اِطاعَت کرو اور اس پر کامِل بھروسا رکھو تو پہاڑوں کی بلندی سے لکڑیوں کا گٹھا اُٹھانے کی زَحمت نہ کرنا پڑے گی۔ میں نے عرض کی: پھر تو میرے لئے رِزْق کا کوئی ظاہری سَبَب باقی نہ رہے گا، میں کہاں سے کھاؤں پیوں گا؟ بولیں: اے عثمان! کیا چاہتے ہو کہ میں تمہیں یہ دکھاؤں کہ میں نے اپنے رب سے کیسا مُعَامَلہ اور اس پر کیسا بھروسا کیا ہے؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں، ضرور دکھائیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھ بڑھا کر ہونٹوں کو ابھی جنبش دینا ہی چاہی تھی کہ ان کے دونوں ہاتھ سونے کی اشرفیوں سے بھر گئے۔ پھر بولیں: اے عثمان! یہ لو، اللہ کی قسم! یہ سونے کی اشرفیاں ایسی ہیں کہ ان پر کسی بادشاہ و سلطان کا نام مُنَقَّش (یعنی لکھا ہوا) نہیں اور یاد رکھو! اگر تم اللہ پاک سے مَحبَّت کرو گے تو وہ تم کو تمام مخلوق سے بے نیاز کر دے گا اور صِرف وہی تمہارے لئے کافی ہو گا۔ [1]

33: غیبی اشرفیاں

ایک مردِ صالح کا بیان ہے کہ میں ایک دیہات میں تھا، جہاں ایک قافلہ آیا۔ میں اپنے سامنے ایک شخص کو دیکھ کر جلدی سے اس کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک عمر رسیدہ خاتون تھیں، جو لاٹھی کے سہارے آہستہ آہستہ چل رہی تھیں۔ میں سمجھا کہ شاید یہ اپنا زادِ راہ ضائع کر چکی ہیں۔ لہٰذا میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور 20 درہم نکال کر عرض کی: یہ لے لیں، قافلہ والوں کو کرایہ دے دیجئے گا، بلکہ چاہیں تو رات کو آرام کے لئے میرے ہاں تشریف لے آیئے گا تاکہ

[1] ...الروض الفائق، ص 288

www.dawateislami.net

آپ کو پریشانی نہ ہو۔ یہ سن کر اس بزرگ خاتون نے اپنا ہاتھ ہوا میں لہراتے ہوئے کہا: پریشانی تو یوں دور ہوجائے گی۔ میں نے دیکھا تو ان کی ہتھیلی میں غیب سے سونے کی اشرفیاں آچکی تھیں، وہ فرمانے لگیں: تم نے جیب سے چاندی کی اشرفیاں لیں، جبکہ میں نے غیب سے سونے کی اشرفیاں لے لیں۔ (1)

34: غیبی سونا

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا نے ایک مرتبہ حضرت شیبان راعی رحمۃُ اللہِ علیہ کے پاس سے گزرتے ہوئے فرمایا کہ میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں۔ تو انہوں نے اپنی جیب سے کچھ سونا نکال کر دینا چاہا تاکہ بوقت ضرورت خرچ کر سکیں، یہ دیکھ کر آپ نے فضا میں ہاتھ بلند کیا تو وہ سونے سے بھر گیا، پھر فرمانے لگیں: آپ نے جیب سے سونا لیا میں نے غیب سے لے لیا۔ (2)

35: حاجت روا صالحہ

حضرتِ بنان حَمّال رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ مصر سے مکۂ مکرمہ جاتے ہوئے راستے میں مجھے ایک خاتون ملیں، فرمانے لگیں: اے بَنان! تم واقعی حَمَّال ہو۔ پیٹھ پر بوجھ اٹھا کر چلتے ہو اور یہ خَیال کرتے ہو کہ تمہیں رِزق نہیں ملے گا۔ فرماتے ہیں: میں نے توشہ راہ میں بانٹ دیا، اس کے بعد سَفَر کرتے کرتے تین دن گزر گئے، میں نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا، راستے سے مجھے ایک پازیب ملی تو میں نے دل میں سوچا: اس کو اٹھالوں، اس کا مالِک آئے گا تو شاید اس کے بدلے مجھے کچھ دے۔ اتنے میں وہی خاتون آئیں اور فرمانے لگیں: تم سوداگر ہو، کہتے ہو اس کا مالِک آئے گا تو میں اس سے کچھ لوں گا۔ پھر میری طرف کچھ درہم پھینک کر فرمانے لگیں: یہ خَرْچ کرو۔ وہ دِرْہَم مجھے مصر واپسی تک کافی ہوگئے۔ (3)

(1) ...الروض الفائق، ص158
(2) ...جامع کرامات اولیا، 2/59
(3) ...روض الریاحین، ص115

www.dawateislami.net

36: کنکریاں دینار بن گئیں

مذکورہ صورتیں وہ تھیں کہ صالحات کے پاس کچھ نہ تھا اور ان کی خواہش پر غیبی دولت سے ان کی ہتھیلیاں بھر گئیں، مگر کسی چیز کی حقیقت وماہِیَّت کا اچانک بدل جانا یا بدل دینا بھی چونکہ کَرَامَت کہلاتا ہے لِہٰذا تاریخ میں ایسے واقعات بھی مروی ہیں کہ جس میں اولیائے کرام نے تَصَرُّف فرما کر کنکروں کو درہم و دینار میں بدل دیا۔ جیسا کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اور محمد عابد نامی ایک شخص بَیْتُ الْمُقَدَّس سے جمعہ کے دن رَملہ کے اِرادہ سے نکلے، ہم ایک گھاٹی پر چڑھے تو ہمیں ایک آواز سنائی دی، کوئی کہہ رہا تھا: آدمی کتنا گھبراتا ہے جب اس کا کوئی ساتھی نہ ہو اور راستہ کس قدر تنگ ہوتا ہے جب اس کا کوئی رہنُما نہ ہو۔ ہم نے قریب جا کر دیکھا تو وہ ایک بزرگ خاتون تھیں جن کے جسم پر بالوں سے بنا ہوا کُرتا اور اُون کی ایک چادَر تھی، جبکہ ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ ہم نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دے کر پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا: رَملہ۔ پھر پوچھنے لگیں: رَملہ جا کر کیا کرنا ہے؟ ہم نے کہا: ہمارے وہاں دوست رہتے ہیں۔ پھر کہنے لگیں: تمہارے قُلُوب میں حبیب اکبر کا رُتبہ کتنا ہے؟ ہم نے کہا: وہ اللہ ہمارا اور جملہ مومنین کا حبیب ہے۔ اس پر فرمانے لگیں: وہ تمہارا اور جملہ مومنین کا تو صرف زبانی حبیب ہے مگر وہ میرا زبانی حبیب بھی ہے اور قلبی حبیب بھی۔

ہم نے ان سے کچھ سوالات بھی کئے جن کے انہوں نے تسلی بخش جواب دیئے، پھر جب میں نے اپنے کمبل سے کچھ دراہم نِکال کر انہیں پیش کئے تو فرمانے لگیں: یہ تمہارے پاس کہاں سے آئے؟ میں نے عرض کی: میں نے جائز طریقے سے کمائے ہیں۔ بولیں: یہ کمائی کمزور ہے۔ میں نے کہا: کمائی کمزور کیسے ہو سکتی ہے؟ فرمانے لگیں: یقین کی کمزوری کی وجہ سے۔ عرض کی: یقین کی عَلامَت کیا ہے؟ بولیں: تم اس وقت تک یقین کے درجے تک نہیں پہنچ سکتے جب

www.dawateislami.net

تک کہ اس کی رضا کے بغیر پیدا ہونے والے گوشت کو قینچی سے نہ کاٹ دو یہاں تک کہ اس کی جگہ اس کی رضامندی کے ساتھ نیا گوشت پیدا ہو جائے۔

ہم نے عرض کی: ہر چیز کی دلیل ہوتی ہے آپ کے سچا ہونے کی کیا دلیل ہے؟ تو انہوں نے فوراً زمین پر ہاتھ مار کر مٹھی بھر کنکریاں اٹھائیں اور فرمانے لگیں: اے ضعیف الیقین! اسے پکڑ! میرے ساتھی نے انہیں پکڑا تو وہ کنکریاں سب کی سب دینار بن چکی تھیں۔ پھر وہ فرمانے لگیں: انہیں لے جاؤ! یہ کبھی ترازو میں تلے ہیں نہ کبھی ان پر کسی انسان نے ہاتھ لگایا ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا: تمہیں اس لیے نہیں دیئے کہ تم ان سے بھاگتے ہو۔ اس کے بعد انہوں نے پھر ہم سے پوچھا: کہاں جانا چاہتے ہو؟ ہم نے عرض کی: رَمْلَہ۔ فرمانے لگیں: یہی تو ہے رَمْلَہ۔ ہم نے دیکھا تو ہم رَمْلَہ کے باغ میں تھے اور وہ بزرگ خاتون کہیں دکھائی نہ دیں۔ ہم رَمْلَہ شہر میں داخِل ہوئے تو لوگ نمازِ جُمُعَہ سے فارِغ ہو کر نِکل رہے تھے۔ محمد عابد نے ان دیناروں سے عَسْقَلان میں ایک مَسْجِد بنوائی جو مَسْجِد مباحی کے نام سے مشہور ہے۔ [١]

عالَمِ برزخ سے آگاہ ہونا

دنیا اور آخرت کے درمیان ایک اور عالَم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں، مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام اِنس و جن کو حسبِ مراتب اُس میں رہنا ہوتا ہے اور یہ عالَم اِس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ [٢] اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ نے فتاویٰ رضویہ شریف میں ایک سوال کے جواب میں 60 اَحادِیث مُبارَکہ اور 100 جلیل القدر، صحابہ و تابعین کرام کے اَقْوال ذکر کر کے یہ ثابِت کیا ہے کہ مرنے کے بعد رُوح فنا نہیں ہوتی، اس کا سننا، بولنا، دیکھنا کہیں آنا جانا وغیرہ بدستور باقی رہتا ہے بلکہ ان صفات و اَفْعَال کی قوّت مزید بڑھ جاتی ہے کہ زِنْدَگی میں جن اعضا ہاتھ، کان،

[١]...روض الریاحین، ص329

[٢]...بہارِ شریعت، حصہ اول، 1/ 98

www.dawateislami.net

آنکھ، زبان وغیرہ سے کام لیتے تھے اب روح ان اعضا کے بغیر کام کر رہی ہے، اگرچہ جسم مثالی کے ساتھ ہو۔ اس کے ثُبُوت میں بے شمار اَحادِیث، آثار اور کافی وشافی دلائل موجود ہیں کہ جن میں روح کے متعلق بہت زیادہ اُمُور کا ذکر آیا ہے، ان میں سے 50 یہ ہیں:

(1) بعد انتقال عقل وہوش بدستور رہنا
(2) روح کا پس از مرگ آسمانوں پر جانا
(3) اپنے رب کے حضور سجدے میں گرنا
(4) فرشتوں کو دیکھنا
(5) ان کی باتیں سننا
(6) ان سے باتیں کرنا
(7) اپنے منازلِ جنّت کا پیشِ نظر رہنا
(8) نیک ہمسایوں سے نفع پانا
(9) بدہمسایوں سے ایذا اٹھانا
(10) ملائکہ کا ان کے پاس تحفے لانا
(11) ان کی مزاج پرسی کو آنا
(12) ان کا منتظرِ صدقات رہنا
(13) قبر کا ان سے بزبانِ فصیح باتیں کرنا
(14) ان کے منتہائے نظر تک وسیع ہونا
(15) زندوں کے اعمال انہیں سنائے جانا
(16) نیکیوں پر خوش ہونا، بُرائیوں پر غم کرنا
(17) پسماندوں کے لیے دعائیں مانگنا
(18) ان کے ملنے کا مشتاق رہنا
(19) روحوں کا باہم ملنا جلنا
(20) ہر گُونہ کلام کے دفتر کھلنا
(21) منزلوں کی فصل سے آپس کی ملاقات کو جانا
(22) اگلے اموات کا مُردہ نو کے استقبال کو آنا
(23) اس کا گزرے قریبوں کو دیکھ کر پہچاننا، ان سے مل کر شاد ہونا
(24) ان کا اس سے باقی عزیزوں دوستوں کے حال پوچھنا
(25) آپس میں خوبی کفن سے مفاخرت کرنا
(26) بُرے کفن والے کا ہم چشموں میں شرمانا

www.dawateislami.net

(27)اپنے اچھے یا برے اعمال کو دیکھنا (28)تلاوتِ قرآن میں مشغول رہنا

(29)ان کی صحبت سے انس وفرحت یا مَعَاذَ اللّٰہ خوف ووحشت پانا

(30)عالِمِ دین کا عِلمِ شریعت (31)اہلِ سنّت کا مذہبِ سنّت

(32)مسلمان کے دل خوش کرنے والے کا اس سُرور وفَرحَت سے صحبت دلکشار کھنا

(33)تالیِ قرآن کا قرآنِ عظیم کی پاکیزہ طلعت سے صحبتِ دلکشار کھنا

(34)دشمنانِ عثمان کا اپنی قبروں میں عیاذاً باللّٰہ دجال پر ایمان لانا

(35)نیک بندوں کا خدمتِ اقدس سید عالم صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم وعباد اللّٰہ الصالحین میں حاضر ہونا

(36)اپنی قبور میں نمازیں پڑھنا (37)حج کرنا لَبَّیْك کہنا

(38)بلکہ ملائکہ کا انہیں تمام وکمال قرآنِ عظیم حِفظ کرانا

(39)اپنے رب سے باتیں کرنا (40)جنّت کی نہروں میں غوطے لگانا

(41)بیل اور مچھلی کا لڑتے ہوئے ان کے سامنے آنا تماشا دیکھ کر جی بہلانا

(42)رب تبارک وتعالیٰ کا ان سے کلامِ جانفزا فرمانا

(43)جو تلاوتِ قرآن میں مشغول مرے قرآنِ عظیم کا ہر وقت ان کی دل جوئی فرمانا، ہر صبح وشام ان کے اہل وعَیال کی خبریں انہیں پہنچانا

(44)دودھ پیتے شہزادے کا انتقال ہوا، جَنَّت کی دائیاں مُقرَّر ہونا، مدّت رَضَاعَت تمام فرمانا

(45)نیکوں کا شوق قیامت میں جلدی کرنا (46)بدوں کا نام قیامت سے گھبرانا

(47)مقتولانِ راہِ خدا کے دل میں دوبارہ قتل کی آرزو ہونا

(48)مسلمانوں کا سبز یا سپید (سفید) پرندوں کے روپ میں جہاں چاہنا اُڑتے پھرنا

(49)جنّت کے پھل پانی کھانا پینا

www.dawateislami.net

(50)سونے کی قندیلوں میں عرش کے نیچے بسیرا لینا۔ [۱]

عالَمِ برزخ چونکہ ظاہری آنکھوں سے اوجھل ہے، اس کے متعلق کوئی کچھ نہیں جانتا، بس ہمارا اس پر ایمان ہے کہ اللہ پاک اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جو کچھ اس عالم کے متعلق بتایا وہ حق ہے۔ جیسا کہ ایک روایت میں مومنوں کی جان، ہماری آن ہماری شان صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: مردہ جب تخت پر رکھا جاتا ہے اور اُسے لے کر ابھی تین قدم ہی چلے ہوتے ہیں کہ وہ بولتا ہے اور اس کے کلام کو انسانوں اور جنوں کے علاوہ اللہ پاک جسے چاہتا ہے سنواتا ہے۔ [۲]

اب ان سننے والوں میں کون کون ہیں ان کے متعلق حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جس ولی پر حضور کا دستِ کرم پڑ جائے وہ عرش و فرش دیکھ لیتا ہے۔ [۳] نیز فرماتے ہیں کہ بعض صحابہ اور اولیائے کرام عذابِ قبر کو سنتے اور دیکھتے ہیں۔ [۴]

37: مردوں کی باتیں سننا

حضرت عائشہ اَنْدَلُسِیَّہ رحمۃُ اللہِ علیہا جو کہ ایک نیک صفت اور صالحہ خاتون تھیں، فرماتی ہیں: میرا بیٹا انتقال کر گیا اور میں ہفتے میں ایک بار اس کی (قبر کی) زیارت [۵] کرنے جاتی۔ جب میں

[۱]... فتاویٰ رضویہ، 9/703

[۲]... موسوعہ ابن ابی الدنیا، 6/61، حدیث:25

[۳]... مراٰۃ المناجیح، 1/131

[۴]... مراٰۃ المناجیح، 1/132

[۵]... عورتوں کی قبروں پر حاضری کے مسئلے کی وضاحت کرتے ہوئے، حضرت مفتی امجد علی اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ فتاویٰ رضویہ شریف کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زِیارت میں تو وہی جزع وفزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ چہارم، 1/849)

www.dawateislami.net

اس کی قبر کے قریب پہنچتی تو اس کے پڑوسی مُردوں کو کہتے ہوئے سنتی: اے فلاں! یہ تیری ماں ہے، تیرے پاس آئی ہے۔ میں اپنے بیٹے کی قبر کو دیکھتی تو لگتا جیسے وہ ہنس رہا ہو، میں اس سے بہت خوش ہوتی۔ [1]

38: تختۂ غسل پر مسکرانے والی ولیہ

امام یافعی رحمۃُ اللہِ علیہ روض الریاحین میں فرماتے ہیں کہ مجھے ایک نیک و پاکباز عورت نے بتایا کہ ایک مرتبہ ایک نیک عورت کا انتقال ہو گیا، تو اس نے ان کے ناخن تراش دیئے، [2] ایک ناخن کے تراشنے میں کچھ شک ہوا اور جب اس نے دوبارہ وہ انگلی پکڑنا چاہی تو فوت شدہ وہ صالحہ اپنی انگلی پیچھے کھینچ کر مسکرانے لگیں۔ [3]

39: قبر میں تلاوت کرنا

بعض اوقات اللہ پاک اپنے بندوں کو قبور میں نیک اَعمال کرنے کا شَرف عطا فرماتا ہے، لیکن اس پر انہیں ثواب نہیں ملتا کیونکہ موت کی وجہ سے عمل ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ قبور میں ان کو نیک اَعمال کی سعادت ملنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح فرشتے نیک اَعمال سے لذّت حاصِل کرتے ہیں اور جنّتی جَنَّت میں نیک اَعمال سے لذّت حاصِل کریں گے اگرچہ اس پر انہیں ثواب نہیں ملے گا، اِسی طرح اللہ والے اپنی قبروں میں اللہ پاک کے ذِکر و عبادت سے لذّت حاصِل کرتے ہیں کیونکہ ان کے لیے اللہ پاک کا ذِکر اور اس کی عبادت دُنیا کی تمام لذّتوں اور نعمتوں سے بڑھ

---

[1] ...الروض الفائق، ص28

[2] ...یاد رہے! میّت کے بالوں میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا، کترنا یا اُکھاڑنا ناجائز و مکروہِ تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اُسی حالت میں دفن کر دیں، ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لیے تو کفن میں رکھ دیں۔ (ردالمحتار، 3/104)

[3] ...روض الریاحین، ص187

کرے ہے اور ذِکر و عبادت جیسا کیف و سُرور اور ایسی لذّت دُنیا کی کسی نعمت میں نہیں ہے۔[1]

حضرت علّامہ محمد یوسُف بن اسماعیل نبہانی رحمۃُ اللہِ علیہ جامع کراماتِ اَوْلیا جلد 1 صفحہ نمبر 312 پر نَقْل فرماتے ہیں: حضرت آمنہ بِنْتِ امام موسیٰ کاظم رحمۃُ اللہِ علیہا کی قَبْر شریف کے پاس رات کے وقت تلاوتِ قرآن کی آواز آیا کرتی تھی۔

40: قبر میں زندگی کا ثبوت

حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حضرات انبیائے کرام اور اولیائے کرام کے بعدِ وفات سننے دیکھنے تَصَرُّف کرنے کے متعلق تمام اسلامی فرقے اسی پر مُتَّفِق ہیں کہ وہ حضرات بعدِ وفات سنتے دیکھتے عالَم میں تَصَرُّف کرتے ہیں کیونکہ حضرات اَنبیَا دُنیاوِی حقیقی حیات سے زندہ ہیں اور حضرات اولیا بہ حیاتِ اُخروی معنوی زندہ ہیں۔[2] اولیائے کرام کے قبر میں زندہ ہونے کا ثبوت درج ذیل حکایت سے بخوبی ہو رہا ہے:

بنی اسرائیل کا ایک نوجوان سخت بیمار ہو گیا تو اس کی ماں نے نذر مانی: اگر اللہ پاک نے اسے بیماری سے شفا دی تو میں سات دن تک دنیا سے باہَر نکل جاؤں گی۔ پس اللہ پاک نے اسے بیماری سے شفا عَطا فرمادی مگر وہ عورت اپنی نذر بھول گئی۔ ایک رات وہ سو رہی تھی کہ خواب میں کسی نے کہا: اپنی نذر پوری کر تاکہ تجھے اللہ پاک کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت نہ پہنچے۔ صبح ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے کو بلا کر ساری بات بتائی اور اسے کہا کہ وہ قبرستان میں ایک قَبْر تیّار کر کے اسے قَبْر میں دَفن کر دے۔ بیٹے نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ قَبْر میں اتری تو اس نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے میرے خُدا! اے میرے مولیٰ! بے شک میں نے اپنی ہِمَّت اور طَاقَت کے مُطابِق اپنی نذر پوری کی، پس تو مجھے قَبْر کی آفتوں سے مَحْفُوظ رکھنا۔ اس دُعا کے بعد بیٹا

[1]... مدنی مذاکرہ قسط 30، ص 14

[2]... مراٰۃ المناجیح، 5/542

قَبْر پر مٹی ڈال کر واپس آگیا۔ تو اس عورت نے قَبْر میں اپنے سر کی طرف سے ایک چمکتا ہوا نور دیکھا جہاں کھڑکی نما ایک سوراخ بھی تھا۔ سوراخ سے اسے ایک باغ نَظَر آیا جس میں دو عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان دونوں عورتوں نے اس مدفونہ بی بی کو آواز دی کہ اے بی بی! ہمارے پاس آجا! وہ عورت اس سوراخ سے گُزَر کر ان کی طرف چلی گئی۔ وہاں اس نے ایک صاف ستھرا حوض دیکھا، جس کے پاس وہ دونوں عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ یہ بھی ان کے پاس جا بیٹھی اور ان کو سَلام کیا لیکن انہوں نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا۔ تو اس نے پوچھا: تم نے میرے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ حالانکہ تم دونوں سلام کا جواب دینے کی قدرت رکھتی ہو۔ تو وہ بولیں: سلام فرماں برداری ہے اور ہمیں اِطَاعَت و فرماں برداری سے منع کیا گیا ہے۔ اتنے میں وہ عورت کیا دیکھتی ہے کہ ان میں سے ایک عورت کے سر پر ایک چڑیا اپنے پروں سے ہوا دے کر اس کی راحَت کا ساماں کر رہی ہے جبکہ دوسری عورت کے سر پر ایک پرندہ اپنی چونچیں مار رہا ہے۔ لِہٰذا اس نے پہلی عورت سے پوچھا: بِمَاذَا نِلْتِ هٰذِهِ الْكَرَامَةَ یعنی تمہیں یہ کَرَامَت کس وجہ سے ملی؟ اس نے جواب دیا: میں دنیا میں اپنے شوہر کی فرماں بردار تھی، جب میرا انتقال ہوا تو میرا شوہر مجھ سے راضی تھا، اس وجہ سے اللہ پاک نے مجھے بخش دیا۔ پھر اس نے دُوسری عورت سے پوچھا: بِمَاذَا اَصَابَكِ هٰذَا الْعُقُوبَة یعنی تم عذاب میں کیونکر مبتلا ہو؟ اس نے جواب دیا: میں ایک نیک صالحہ عورت تھی مگر دنیا میں اپنے شوہر کی نافرمان تھی، جب میرا انتقال ہوا تو میرا شوہر مجھ سے ناراض تھا۔ اللہ پاک نے نیک صالحہ ہونے کی وجہ سے میری قَبْر کو جَنَّت کا باغ تو بنا دیا مگر شوہر کی نافرمانی کی وجہ سے مجھے یہ عذاب دیا گیا ہے۔ میں تم سے عرض کرتی ہوں کہ جب تم دنیا میں واپس جاؤ تو میرے شوہر سے میرے لئے سِفَارِش کرنا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے۔

www.dawateislami.net

جب سات دن گزر گئے تو ان عورتوں نے اس مدفونہ عورت سے کہا: اُٹھو اور اپنی قَبْر میں واپس چلی جاؤ کیونکہ تیرا بیٹا تجھے لینے آیا ہے۔ جب وہ عورت واپس اپنی قَبْر میں آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ اس کا بیٹا اس کی قَبْر کھود رہا ہے، بیٹے نے ماں کو قَبْر سے باہر نکالا اور گھر لے آیا۔ یہ بات لوگوں میں مشہور ہو گئی کہ فلاں عورت نے اپنی نذر پوری کر لی ہے۔ لوگ اس کی زیارت کو آنے لگے۔ جب اس عورت کا شوہر بھی آیا جس نے اس کو کہا تھا کہ دنیا میں جا کر اس کے شوہر سے اس کی معافی کی درخواست کرے۔ تو اس نے اس کے شوہر سے اس کی بیوی کا سارا حال بیان کیا اور بیوی کو معاف کر دینے کی سِفَارِش کی تو شوہر نے بیوی کو معاف کر دیا۔ پھر قبر میں ساتے دن گزارنے والی اس بی بی کو ایک رات خواب میں وہ عورت ملی تو کہنے لگی: میں نے عذاب سے تیری وجہ سے نجات پائی ہے۔ اللہ پاک تجھے بہتر جزا دے اور تیرے گناہوں کو معاف فرمائے۔[1]

منت کا شرعی حکم

یہ بات جاننا فائدے سے خالی نہیں کہ ایسی منت و نذر ماننا گزشتہ امتوں میں اگرچہ جائز تھا، مگر ہمارے ہاں منت کا شرعی حُکم کیا ہے؟ اس کے متعلق بہارِ شریعت میں ہے: شرعی منّت جس کے ماننے سے شرعاً اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے، اس کے لیے مطلقاً چند شرطیں ہیں:

(1) ایسی چیز کی منّت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی واجب ہو، عیادتِ مریض اور مسجد میں جانے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی منت نہیں ہو سکتی۔

(2) وہ عبادت خود بالذات مقصود ہو کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہو، لہٰذا وضو و غسل و نظرِ مصحف کی منّت صحیح نہیں۔

(3) اس چیز کی منّت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہو، خواہ فی الحال یا آئندہ مثلاً آج کی

[1] ... کتاب القلیوبی، ص 7

www.dawateislami.net

ظہر یا کسی فرض نماز کی منّت صحیح نہیں کہ یہ چیزیں تو خود ہی واجب ہیں۔

(4) جس چیز کی منّت مانی وہ خود بذاتہٖ کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور اگر کسی اور وجہ سے گناہ ہو تو منّت صحیح ہو جائے گی، مثلاً عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے، اگر اس کی منّت مانی تو منّت ہو جائے گی اگرچہ حکم یہ ہے کہ اُس دن نہ رکھے، بلکہ کسی دوسرے دن رکھے کہ یہ ممانعت عارضی ہے یعنی عید کے دن ہونے کی وجہ سے، خود روزہ ایک جائز چیز ہے۔

(5) ایسی چیز کی منت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو، مثلاً یہ منت مانی کہ کل گزشتہ میں روزہ رکھوں گا یہ منت صحیح نہیں۔[1]

41: قبر سے اِصلاح فرمائی

حضرت فاطمہ عَیْنَا بِنْتِ قاسم الطیب رحمۃُ اللہِ علیہا کی خادمہ آپ کے مزار شریف کے پاس سورۂ کہف پڑھ رہی تھی کہ کسی جگہ پڑھنے میں اس سے غَلَطی ہوئی تو آپ رحمۃُ اللہِ علیہا نے مزار شریف سے اسے غَلَطی سے آگاہ فرمایا۔[2]

42: تیل واپس کر دیا

ایک شخص ایک مرتبہ حضرت آمنہ بِنْتِ امام موسیٰ کاظم رحمۃُ اللہِ علیہا کے مزار شریف کے خادِم کے پاس 20 رِطل (یعنی 10 سیر۔ 1 رِطل تقریباً آدھے سیر کا ہوتا ہے) زیتون کا تیل لایا اور خادِم سے عہد لیا کہ یہ سارا تیل ایک ہی رات میں جلانا ہے، خادِم نے قندیلوں میں تیل ڈالا اور جلانا چاہا مگر آگ نہ جلی، خادِم بہت حیران ہوا، سویا تو آپ رحمۃُ اللہِ علیہا خواب میں تشریف لائیں اور اس سے فرمایا: اُسے تیل واپس کر دو، کیونکہ ہم صرف پاک اور حلال مال قبول کرتے ہیں، اُس سے پوچھو یہ تیل کہاں سے لایا ہے؟ صبح ہوئی تو خادِم تیل لانے والے کے پاس پہنچا اور اُسے کہا: اپنا تیل

[1] ... بہارِ شریعت، حصہ پنجم، 1/1015

[2] ... جامع کراماتِ اولیا، 2/357

واپس لے لو۔ وہ کہنے لگا: کیوں؟ خادِم نے جواب دیا: اِسے آگ نہیں پکڑتی اور حضرت آمنہ بنتِ امام موسیٰ کاظم رحمۃُ اللہِ علیہا نے مجھے خواب میں حکم فرمایا ہے کہ ہم صِرف پاک مال ہی قبول کرتے ہیں۔ تیل لانے والے نے خادم سے کہا: حضرت آمنہ بِنْتِ امام موسیٰ کاظم رحمۃُ اللہِ علیہا ٹھیک فرماتی ہیں، میں کاہِن (جنوں سے معلوم کر کے خبریں دینے والا) ہوں، پھر وہ تیل لے کر چلتا بنا۔[1]

بعدِ وِصال تصرف

سُبْحٰنَ اللہ! حضرت آمنہ بِنْتِ امام موسیٰ کاظم اور حضرت فاطمہ عَیْنَا بنتِ قاسم رحمۃُ اللہِ علیہا اللہ پاک کی کیسی کامِل ولیہ تھیں کہ آپ کے مزارِ پاک سے تلاوتِ قرآن کی آواز آیا کرتی، نیز آپ کے تَصَرُّف سے زیتون کا تیل مزارِ پُر انوار کی قندیلوں میں نہ جلا، یہ تیل چونکہ حرام کی کمائی کا تھا، اس لئے آپ نے گوارا نہ فرمایا کہ مالِ حرام سے مزارِ پاک کے چراغ روشن ہوں۔ جبکہ حضرت فاطمہ رحمۃُ اللہِ علیہا قرآنِ کریم کی تِلاوَت سَماعَت فرمایا کرتیں اور آپ نے تلاوت میں ہونے والی غلطی کی فوراً اصلاح بھی فرمادی۔ کاش! اولیائے کرام کے صَدْقے ہمیں بھی رِزْقِ حلال کی توفیق مل جائے۔ اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

بلاشبہ ان حکایات سے اولیائے کرام کی معنوی حیات معلوم ہو رہی ہے۔ ہماری دیگر کئی بزرگ خواتین سے بھی بعدِ وِصَال تَصَرُّف فرمانے کے واقعات مروی ہیں۔ ذیل میں بطورِ مثال ایسے ہی تین واقعات پیشِ خدمت ہیں:

43: کٹی ہوئی گردن جڑ گئی

ایک بچی کھیل رہی تھی، اس کے سر پر سونے چاندی سے آراستہ کافی قیمتی ٹوپی دیکھ کر ایک لالچی لڑکے نے وہ ٹوپی چھیننے کا فیصلہ کیا اور اسے سیدہ نفیسہ کے مزار شریف کے پاس لا کر قتل کر

[1] ...جامع کرامات الاولیا، 1/312 مفہوماً

کے ٹوپی لے گیا، بچی کے گھر والوں کو جب بچی کہیں نہ ملی تو انہوں نے لڑکوں کو پکڑ کر حاکم کے حوالے کر دیا جس کے ڈرانے پر قاتل لڑکے نے اقرار کرلیا، پھر جب اس کی نشاندہی پر اس بچی کی لاش تلاش کی گئی تو یہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے کہ بچی زندہ تھی، حقیقت پوچھنے پر اس نے بتایا کہ جب مجھے ذبح کر کے یہ لڑکا چلا گیا تو میرے پاس ایک نیک خاتون آئیں، انہوں نے میرے گلے پر اپنا مبارک ہاتھ پھیرا، جس سے خون بہنا بند ہو گیا، پھر انہوں نے مجھے تسلی دی اور فرمایا کہ ڈرنا نہیں اور مجھے پانی بھی پلایا۔ میں نے جب ان سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں سیدہ نفیسہ ہوں۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ لڑکی کافی عرصہ تک زندہ رہی۔[1]

44:ٹریکٹر اُلٹ جاتا

اُمُّ الْمُومِنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزارِ پُر انوار مدینہ روڈ پر **نَوارِیہ** کے قریب مقامِ سَرِف پر واقع ہے۔ شَیخِ طریقت، اَمیرِ اَہلسنّت دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ اپنی کتاب عاشقانِ رسول کی 130 حکایات مع مکے مدینے کی زیارتیں کے صفحہ نمبر 245 پر آپ رضی اللہ عنہا کے مزار مبارک کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ مزار مبارک سڑک کے بیچ میں ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ سڑک کی تعمیر کیلئے اِس مزار شریف کو شہید کرنے کی کوشش کی گئی تو ٹریکٹر اُلٹ جاتا تھا، ناچار یہاں چار دیواری بنادی گئی۔ ہماری پیاری پیاری امّی جان میمونہ رضی اللہ عنہا کی کَرامَت مرحبا![2]

اَہلِ اِسلام کی مادَرانِ شفیق | بانُوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام[3]

45:بعد وفات انگور کھلائے

شَیخِ طریقت، اَمیرِ اَہلسنّت دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ نے اُمُّ الْمُومِنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی

[1] ... نور الابصار، ص 210

[2] ... عاشقانِ رسول کی 130 حکایات، ص 245

[3] ... حدائقِ بخشش، ص 310

بعدِ وفات رونُما ہونے والی ایک اور کَرامَت کچھ یوں ذکر فرمائی ہے کہ آپ کے مزارِ پُر اَنْوار کا ظاہری دروازہ جن دنوں زائرین کیلئے کُھلا رہتا تھا اُن دنوں کی حِکایت ایک زائر سے منقول ہے: آدھی رات کے وقت ہم مکّہ مکرّمہ سے مدینہ منوّرہ جانے والے راستے پر واقع مقامِ سَرِف پہنچے جہاں اُمُّ الْمُومِنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار ہے، عجیب اتفاق ہے کہ اُس دن میں نے کچھ نہیں کھایا تھا، بھوک کی شدّت کی وجہ سے میری طَاقت جواب دے چکی تھی، روٹی حاصِل کرنے کی بہُت کوشِش کی مگر کہیں سے نہ ملی، مجبوراً زیارت کے لئے حجرۂ مقدّسہ میں گیا، میں نے مزارِ فائض الانوار کے سامنے سلام عرض کیا، سُوْرَۃُ الْفَاتِحَہ اور سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص پڑھ کر ان کی رُوحِ پر فُتُوح کو ایصالِ ثواب کیا، فقیرانہ صدا لگائی: اے پیاری امّی جان! میں آپ کا مہمان ہوں، کھانے کے لئے کچھ عِنَایَت فرمایئے اور اپنے الطافِ کریمانہ سے مجھے مَحْرُوم نہ لوٹایئے۔ میں بیٹھا ہوا تھا کہ رزّاقِ مُطلَق جَلَّ جَلالُہ کی طرف سے یکایک تازہ انگور کے دوؔ گچھے میرے ہاتھ میں آ گئے! عجیب ترین بات یہ تھی کہ سردیوں کا موسم تھا اور کہیں بھی تازہ انگور میسر نہ تھے، میں حیران رہ گیا، ایک گُچھا تو میں نے وَہیں کھا لیا، مزار شریف سے باہَر آ کر ایک ایک دانہ ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔[1]

ہاتھ اُٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم | ہیں سخی کے مال میں حق دار ہم[2]

46: زمین کا سمٹ جانا

حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا اولیا سے مُمکِن ہے۔[3] زمین کے سمٹ جانے کی وضاحت

[1] ... عاشقانِ رسول کی 130 حکایات، ص 245
[2] ... حدائقِ بخشش، ص 83
[3] ... بہارِ شریعت، حصہ اول، 1/ ۲۷۰ ملتقطاً

www.dawateislami.net

کرتے ہوئے حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ایک ولی کے لئے عالم کبیر میں زمین کے لپٹ کر مختصر ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ ولی مجاہدات اور مختلف عبادات کے ذریعے اپنے جسم کی زمین کو لپیٹ دیتا ہے اور کئی کئی دنوں اور کئی کئی راتوں تک اپنے آپ کو مقامِ طُوٰی (بھوک) پر روکتا ہے تو اسے طَیّ (زمین کے لپٹ کر مختصر ہونے) پر تسلط حاصل ہو جاتا ہے۔[1] بلاشبہ تاریخ میں ایسے بے شمار واقعات مروی ہیں جو اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ اولیائے کرام کے لئے زمین کے فاصلے کچھ معنیٰ نہیں رکھتے، وہ اگر چاہیں تو پل بھر میں جہاں چاہیں جا اور لے جا سکتے ہیں۔ ذیل میں صالحات کے متعلق ایسی ہی چند کرامات پیشِ خدمت ہیں:

ایک شیخ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت ابو علی بدوی رحمۃُ اللہِ علیہ کسی سے ملنے کے لئے نکلے، ہم جنگل میں داخِل ہوئے تو ہمیں شدید بھوک لگی، اتنے میں ہم نے ایک لومڑی کو دیکھا کہ زمین کھود کر کھمبی نکالتی ہے اور ہماری جانب پھینکتی ہے۔ ہم نے حسبِ ضرورت لیا اور آگے روانہ ہوئے۔ اسی سَفَر میں ہم نے ایک بڑے درندے کو سوتا ہوا پایا جب ہم قریب ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ اندھا ہے، ہم اس کے پاس کھڑے تعجب کر رہے تھے کہ اچانک ایک کوّا اپنی چونچ میں بڑے گوشت کا ٹکڑا لے آیا اور اس نے درندے کے کان پر پَر مارے، اس نے منہ کھولا اور کوّے نے گوشت کا ٹکڑا اس کے منہ میں ڈال دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابو علی رحمۃُ اللہِ علیہ نے فرمایا: یہ ہمارے لیے دلیلِ قدرت ہے نہ کہ درندے کے لیے۔

اس ویران جنگل میں ہم کئی روز چلتے رہے، ایک جھونپڑی نَظَر آئی، جس میں ایک بوڑھی خاتون تھیں، جھونپڑی کے دروازے پر ایک پتّھر تھا جس میں ایک گڑھا بنا ہوا تھا۔ ہم سلام کر کے ان کے پاس بیٹھ گئے تو وہ عِبَادَت میں مشغول ہو گئیں، سورج ڈوب گیا تو وہ نمازِ مَغرِب کے بعد دو[2]

[1] ... جامع کرامات الاولیا، 1/ 54

روٹیاں اور کھجوریں لے کر باہَر نکلیں اور ہم سے کہنے لگیں: جھونپڑی میں جا کر اپنا حِصّہ لے لو۔ ہم اندر گئے تو وہاں چار روٹیاں اور ان پر کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ حالانکہ اردگرد کھجوروں کا کوئی درخت تھا نہ کھجوریں۔ ہم روٹی اور کھجوریں کھا کر سیر ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک بادل کا ٹکڑا آیا اور اس پتھر پر برسا یہاں تک کہ وہ بھر گیا مگر پانی کا کوئی قطرہ باہر نہ گرا۔ میں نے اس بوڑھی خاتون سے عرض کی: آپ یہاں کتنی مُدّت سے ہیں؟ فرمانے لگیں:70 سال سے اللہ کا میرے ساتھ یہی مُعَاملہ ہے، جیسا کہ تم نے دیکھا ہے۔ پھر انہوں نے پوچھا: تم لوگ کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ ہم نے کہا: ہم ابو نصر سمرقندی رحمۃُ اللہِ علیہ کی زیارت کیلئے جا رہے ہیں۔ تو وہ بولیں: ابو نصر سمرقندی نیک انسان ہیں۔ آؤ! ابو نصر سے مُلَاقات کرو۔ ہم نے دیکھا تو ابو نصر ہمارے پاس کھڑے تھے، انہوں نے ہمیں سلام کیا اور ہم نے انہیں۔ پھر وہ بزرگ خاتون فرمانے لگیں: جب بندہ اللہ کی اِطاعَت کرتا ہے تو اللہ اس کے ارادوں کو پورا فرما دیتا ہے۔[1]

47: اذان کے دوران 88 کلومیٹر کا سفر طے کرلیا

حضرت مُنَیَّہ بِنْتِ میمون رحمۃُ اللہِ علیہا (متوفی 595ھ) مراکش کی ایک عظیم بزرگ خاتون ہیں، ان کا شمار اللہ پاک کے ان اولیا میں ہوتا ہے، جنہیں اَفراد[2] کہا جاتا ہے۔[3] یہ ایک بار اپنے بیٹے کے پاس بارش اور کیچڑ کے موسم میں عباد (نامی علاقہ میں جو دکالہ سے 88 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے)

[1] ...روض الریاحین، ص328

[2] ...اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ سے عرض کی گئی: افراد کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: اَجِلّہ اولیائے کرام سے ہوتے ہیں۔ ولایت کے دَرَجات ہیں، غوثیت کے بعد فردیت۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص179) مزید صفحہ 445 پر ارشاد فرمایا: اَفراد سوائے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے کسی اور کے ماتحت نہیں، اِسی واسطے فَرد کہلاتے ہیں۔ سلسلے میں کسی کے نہیں لیکن حضور غوثِ اعظم کی طرف رجوع سے چارہ نہیں۔

[3] ...التشوف الی رجال التصوف، ص316

www.dawateislami.net

گئیں، جب وہاں سے اپنے گھر بابُ الدَّبَّاغین کی طرف واپس لوٹیں تو مغرب کی اذان ہونے لگی، اذان ابھی مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ یہ اپنے گھر پہنچ گئیں۔ ①

48:عارفہ کی سیر

حضرت عبد الواحد رحمۃُ اللهِ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بَیْتُ الْمُقَدَّس کے اِرادہ سے نکلا اور راستہ بھول گیا، اچانک ایک بزرگ خاتون ملیں تو میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ بھی راستہ بھول گئی ہیں؟ وہ بولیں: اس کا (یعنی اللہ پاک کا) عارِف مُسَافِر کیسے ہو سکتا ہے اور اس سے مَحبَّت رکھنے والا کیونکر راستہ بھول سکتا ہے؟ پھر بولیں: میرے عصا کا سرا تھام کر آگے آگے چلو۔ میں ان کا عصا پکڑ کر تقریباً سات قَدَم ہی چلا تھا کہ میرے سامنے بَیْتُ الْمُقَدَّس کی مَسْجِد تھی۔ میں نے آنکھوں کو ملا کہ شاید مجھ سے غَلَطی ہو گئی ہے تو وہ بولیں: اے شخص! تیری سیر وسیاحت زاہِدوں کی سیر کی طرح ہے اور میری سیر عارفوں کی سیر کی طرح ہے۔ زاہِد چلتا ہے اور عارِف اڑتا ہے اور چلنے والا بھلا اڑنے والے کو کب مل سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ میری آنکھوں سے غائب ہو گئیں، پھر میں نے انہیں نہ دیکھا۔ ②

49:اصفہان سے بارگاہِ غوثیت میں حاضری

پیرانِ پیر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃُ اللهِ علیہ کے ایک مُرید بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور غوثِ پاک رحمۃُ اللهِ علیہ مِنْبَر پر استغراق کی حالت میں چلے گئے اور آپ کے عِمَامَہ کا ایک پیچ کھل گیا جس کا آپ کو پتہ نہ چلا۔ سب حاضرین نے آپ کی موافقت میں اپنے عمامے اور ٹوپیاں اتار کر مِنْبَر کے پایہ میں ڈال دیں۔ جب آپ رحمۃُ اللهِ علیہ کو ہوش آیا تو آپ نے دوبارہ اپنا سلسلہ کلام پورا فرمایا۔ اپنے عمامہ کو دُرُست کیا اور مجھ سے فرمایا کہ عِمَامے اور ٹوپیاں ان کے

① ...التشوف الی رجال التصوف، ص317
② ...روض الریاحین، ص335

www.dawateislami.net

مالکوں کو دے دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن ایک ٹوپی باقی رہ گئی۔ جس کا مالِک معلوم نہ ہوا۔ شیخ نے فرمایا: یہ مجھے دے دو اور اپنے کندھے پر رکھ لی۔ اُسی وقت وہ غائب ہو گئی، میں حیران ہو گیا۔ جب شیخ مِنْبَر سے اُترے تو مجھ سے فرمایا: جب شرکائے محفل نے اپنے عمامے اُتارے تو ہماری ایک ہمشیرہ اصفہان میں رہتی ہے، اس نے بھی اپنی پٹی کو پھینکا، چنانچہ میں نے اس پٹی کو کندھے پر رکھا تو اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھالیا۔ [۱]

50: شفائے امراض

ہماری بزرگ خواتین میں سے بعض ایسی بھی تھیں کہ لوگ اپنے مریضوں کو لے کر ان کی خدمت میں حاضِر ہوتے تو اللہ پاک ان کی بَرَکت سے انہیں شفا عَطا فرماتا۔ جیسا کہ حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا کا جنگِ یمامہ میں ہاتھ کٹ گیا(یہ وہ ہاتھ تھا جس سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا دِفاع کیا کرتی تھیں)لوگ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس اپنے بیمار لے کر آتے تو وہ اپنا کٹا ہوا ہاتھ مریض کو لگا کر دُعا کرتیں تو اللہ پاک اسے شفا دے دیتا۔ [۲]

51: پرندوں کا شفا پانا

اسی طرح حضرت عائشہ بنت عبد اللہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے مزارِ پُر انوار پر جب بھی کوئی بیمار پرندہ حاضِر ہوتا تو اللہ پاک اُسے شِفایابی عطا فرما دیتا۔ [۳]

52: معذوری ختم ہو جانا

حضرت نفیسہ رحمۃُ اللہِ علیہا جب اپنے شوہر حضرت اِسحاق رحمۃُ اللہِ علیہ کے ساتھ مصر تشریف لائیں تو مقام ”مَنْصُوصَہ“ میں رہنے لگیں۔ آپ کے پڑوس میں ایک گھر غیر مسلموں کا تھا، جن کی

[۱] ... نفحات الانس، ص414
[۲] ... روض الانف، 2/293 ملتقطاً
[۳] ... جامع کرامات الاولیا، 2/113، ملخصاً

www.dawateislami.net

ایک بیٹی معذور تھی اور چل پھر نہ سکتی تھی۔ ایک روز آپ رحمۃُ اللہِ علیہا کے وہ پڑوسی کہیں جانے لگے تو اپنی معذور بچی کو آپ کے پاس چھوڑ گئے۔ جب حضرت نفیسہ رحمۃُ اللہِ علیہا نے وُضُو کیا تو وُضُو کے بچے ہوئے پانی کو اللہ کا نام لے کر معذور بچی پر ڈال دیا۔ جس کی بَرَکت سے وہ بچی بالکل ٹھیک ہوگئی اور اپنے قدموں پر کھڑی ہوگئی۔ جب اس کے گھر والے آئے اور انہوں نے دیکھا کہ معذور بچی چل رہی ہے، تو انہوں نے جان لیا کہ سب حضرت نفیسہ رحمۃُ اللہِ علیہا کی کرامت ہے۔ لہٰذا سب گھرانے نے آپ کی خدمت میں حاضِر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔[1]

53: دعا کی برکت سے شفا پانا

امام شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ جب بھی بیمار ہوتے تو اپنے کسی شاگرد کو سیدہ نفیسہ رحمۃُ اللہِ علیہا کی خدمت میں بھیجتے، جو سلام کے بعد ان سے عرض کرتے: آپ کے چچا کے بیٹے شافعی بیمار ہیں اور آپ سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ رحمۃُ اللہِ علیہا ان کے لئے دعا فرماتیں تو پیغام لانے والا ابھی واپس بھی نہ لوٹا ہوتا کہ اللہ پاک امام شافعی کو شفا عطا فرما دیتا۔[2]

ایک وسوسہ اور اس کا علاج

ان حِکایات سے کسی کے ذہن میں وَسوَسہ آ سکتا ہے کہ کیا اللہ پاک کے علاوہ بھی کوئی شِفا دے سکتا ہے؟ تو جان لیجئے! بے شک ذاتی طور پر صِرف اور صِرف اللہ پاک ہی شفا دینے والا ہے، مگر اللہ پاک کی عطا سے اسکے بندے بھی شفا دے سکتے ہیں۔ اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ اللہ پاک کی دی ہوئی طاقت کے بِغیر فُلاں دوسرے کو شِفا دے سکتا ہے تو یقیناً وہ کافِر ہے۔ کیوں کہ شِفا ہو یا دوا، ایک ذرّہ بھی کوئی کسی کو اللہ پاک کی عَطا کے بِغیر نہیں دے سکتا۔ ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ اَنبیا و اَولیا جو کچھ بھی دیتے ہیں وہ محض اللہ پاک کی عَطا سے دیتے ہیں، مَعَاذَ اللہ اگر کوئی یہ

[1] ...المواعظ والاعتبار، 4/326
[2] ...نور الابصار، ص 209

عقیدہ رکھے کہ اللہ پاک نے کسی نبی یا ولی کو مرض سے شفا دینے کا یا کچھ عطا کرنے کا اختیار ہی نہیں دیا۔ تو ایسا شخص حکمِ قرآنی کو جھٹلا رہا ہے۔ ایسوں کو ہی سمجھاتے ہوئے حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کے مقبول بندے اللہ کی عطا سے دافِعُ البلا (یعنی بلائیں دور کرنے والے) ہوتے ہیں۔ دیکھو! یوسف علیہ السّلام کی قمیص یعقوب علیہ السّلام کی سفید آنکھ پر لگی تو آنکھ روشن ہوگئی (سورۂ یوسف)، قرانِ حکیم میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اعلانِ عام فرمایا تھا: وَ اُبْرِئُ الْاَ كْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ (پ:3، آلِ عمران:49)[1] درودِ تاج میں جو آتا ہے: دَافِعُ الْبَلَاءِ وَ الْوَبَاءِ۔ اس کا ماخذ قرآنِ کریم کی یہ آیات اور احادیث ہیں۔ جب اَطِبَّا کی گولیاں اور جنگل کی جڑی بوٹیاں دافِعِ قبض اور دافِعِ جریان ہو سکتی ہیں، ایک شربت کا نام شربتِ فریادرَس ہو سکتا ہے تو کیا اللہ کے محبوبوں کا درجہ ان چیزوں سے بھی کم ہے؟[2]

حاکم، حکیم داد و دوا دیں، یہ کچھ نہ دیں | مَردُود یہ مراد کس آیت، خبر کی ہے[3]

شرح کلامِ رضا: حاکم مدد مانگنے والے کو داد دیتے ہیں یعنی ان کا حق ادا کرتے ہیں، حکیم مریض کو دوا دیتے ہیں، جبکہ بعض افراد ان باتوں کو مانتے ہیں مگر اولیائے کرام کے متعلق اور بالخصوص حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضور کچھ دیتے نہیں، اگر غیرِ خدا سے مانگنا شرک ہے تو حاکم و حکیم سے داد یا دوا کا مانگنا کیوں نہ شرک ہوا، اور اگر واسطہ عطائے خدا جان کر اُن سے مانگنا شرک نہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور آپ کے برگزیدہ غلاموں سے مانگنا کیوں شرک ہوا؟ یہ ناپاک فرق کون سی آیت و حدیث میں ہے۔

54: آنکھوں کی بینائی لوٹ آئی

حضرت زِنّیرہ رضی اللہُ عنہا اَمیرُ المُؤمِنین حضرت عمر فاروق اَعْظم رضی اللہُ عنہ کے گھرانے کی

[1] ... ترجمۂ کنز الایمان: اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سپید داغ والے کو اور میں مردے جِلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔
[2] ... مراٰۃ المناجیح، 3/83
[3] ... حدائقِ بخشش، ص206

کنیز تھیں۔اِسلام کی حقّانِیَّت ان کے دل میں گھر کر گئی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے،جونہی حضرت زِنّیرَہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اسلام کا اِعْلَان کیا تو حضرت عمر آپے سے باہر ہوگئے اور آپ رضی اللہ عنہا کو شدید مارا،بلکہ آپ کے گھر کے افراد بھی برابر مارتے رہے یہاں تک کہ مکہ کے کفار نے سرِبازار ان کو اس قدر مارا کہ چوٹوں کی شدت سے آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی اور آپ نابینا ہوگئیں۔جب کفّارِ مکہ نے یہ طعنہ دیا کہ اے زِنّیرَہ! چونکہ تو ہمارے معبودوں (یعنی لات و عُزّیٰ) کو برا بھلا کہتی تھی اس لئے ہمارے ان معبود بتوں نے تمہاری آنکھیں چھین لی ہیں۔تو یہ خون کھولا دینے والا طعنہ سن کر حضرت زِنّیرَہ رضی اللہ عنہا کی رگوں میں اسلامی خون جوش مارنے لگا اور آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! تمہارے لات و عُزّیٰ میں ہر گز یہ طَاقت نہیں کہ وہ میری آنکھوں کی روشنی چھین سکیں میرا اللہ جب چاہے گا میری آنکھوں میں روشنی لوٹا دے گا۔ان اَلْفَاظ کا آپ کی زبان مبارک سے نکلنا تھا کہ اسی وقت آپ کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔[1]

معلوم ہوا اللہ پاک کا کوئی محبوب بندہ یا بندی اپنے یقینِ کامل کی بنا پر کوئی قسم کھالے تو وہ پوری ہو کر رہتی ہے،یہی وجہ ہے کہ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا نے جب کفار کے معبودوں کے باطل ہونے اور اللہ پاک کے ایک ہونے پر یقین رکھتے ہوئے قسم کھا کر کفارِ مکہ کے طعنوں کو جھٹلایا تو ان کی آنکھوں کی بینائی فوراً لوٹ آئی۔یاد رکھئے! نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِی طِمْرَیْنِ لَا یُؤْبَهُ لَهُ لَو اَقْسَمَ عَلَی اللهِ لَاَبَرَّهُ یعنی بہت سے پراگندہ بال،غبار آلود چہرے اور پھٹے پرانے کپڑوں والے لوگ جن کو حقیر سمجھا جاتا ہے،ایسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ اللہ پاک پر قسم کھالیں تو اللہ پاک ان کی قسم کو ضرور پورا فرماتا ہے۔[2]

[1]...شرح الزرقانی علی المواہب،1/502،ملخصاً
[2]...ترمذی،ص868حدیث:3858

اس حِکَایَت سے جہاں ہمیں حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کی کَرَامَت معلوم ہوئی، ساتھ ہی آپ کی دِیْنِ اِسلام پر استقامت اور ثابِت قدمی کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اتنی مُخالَفَت اور سزاؤں کے باوُجُود دامَنِ اِسْلام سے وابستہ رہیں۔ اس سے ان اسلامی بہنوں کو درس حاصِل کرنا چاہئے جن کی شرعی پردہ کرنے کی وجہ سے گھر میں مُخالَفَت ہوتی ہے تو وہ شرعی پردہ چھوڑ دیتی ہیں یا پھر کسی نے دو باتیں کہہ دیں تو دینی مَاحَول چھوڑ دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر پردے کے جذبے کے تحت دستانے اور موزے پہن کر کسی کی شادی پر جانا ہوا وہاں کسی نے دو باتیں کہہ دیں تو شرعی پردہ ہی نہیں چھوڑ تیں بلکہ دینی مَاحَول سے بھی دور ہو جاتی ہیں، ذرا غور کیجئے! حضرت زِنّیْرہ رضی اللہ عنہا کو مارا گیا، اس قدر زدو کوب کیا گیا کہ آپ کی بینائی جاتی رہی، پھر طعنے بھی دیئے گئے اور ایک ہم ہیں کہ ذرا سی آزمائش آجائے تو دینی مَاحَول سے دور ہو جاتی ہیں۔

انتقال کی پیشگی خبر

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۳۴﴾ (پ21، لقمان:34)	ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

اس آیتِ مُبارَکہ کے تحت تفسیر صِراطُ الْجِنَان میں ہے: اس آیت میں پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیت اللہ پاک کے ساتھ بیان فرمائی گئی اور مخلوق کو عِلْمِ غیب عَطا کئے جانے کے بارے میں سورۂ جنّ کی آیت نمبر 26 اور 27 میں ارشاد ہوا:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًاۙ(۲۶) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ

(پ29،الجن:26،27)

ترجمۂ کنزالایمان: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ عِلْمِ غیب آیت میں مذکور پانچ چیزوں سے متعلق ہو یا کسی اور چیز کے بارے میں۔ ذاتی طور پر اللہ پاک ہی جانتا ہے جبکہ اللہ کے بتا دینے سے مخلوق بھی غیب جان سکتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ذاتی عِلْمِ غیب اللہ پاک کے ساتھ خاص ہے اور انبیائے کرام اور اولیائے عظام کو غیب کا علم اللہ کے بتانے سے معجزہ اور کرامت کے طور پر عَطا ہوتا ہے، یہ اس اختصاص کے مُنافی نہیں جو آیت میں بیان ہوا بلکہ اس پر کثیر آیتیں اور حدیثیں دَلَالَت کرتی ہیں، بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے گا اور کہاں مرے گا ان اُمور کی خبریں اَنبیائے کرام اور اَولیائے عظام نے بکثرت دی ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو فرشتوں نے حضرت اسحٰق علیہ السّلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت زکریا علیہ السّلام کو حضرت یحییٰ علیہ السّلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں، تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں (حمل کی جمع) میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دی تھیں اور ان سب کا جاننا قرآنِ کریم سے ثابت ہے، تو اس آیت کے معنٰی قطعاً یہی ہیں کہ اللہ پاک کے بتائے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ اس کے یہ معنٰی مراد لینا کہ اللہ پاک کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا، محض باطِل اور صَدہا آیات و اَحادیث کے خِلاف ہے۔[1]

معلوم ہوا اپنے یا کسی کے مرنے کی خبر پہلے ہی دیدینا عِلْمِ غیب ہے اور بلاشبہ ایسی خبریں اللہ

[1] ... تفسیر صراط الجنان، 7 / 521

www.dawateislami.net

پاک کی نیک بندیوں سے بھی ثابت ہیں۔ جیسا کہ ذیل میں مذکور ہے:

55: اپنے وصال کی خبر

اُمُّ الْمُوْمِنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیِّدہ خاتونِ جنت حضرت فاطمۃُ الزہراء رضی اللہُ عنہا مرضِ وفات میں تھیں، میں آپ کی تیمارداری کیا کرتی تھی۔ ایک دن (حضرت) علی (رضی اللہُ عنہ) کسی کام سے باہر تشریف لے گئے تو مجھے کہنے لگیں: اے امی جان! میں نے غسل کرنا ہے، مجھ پر پانی ڈالیں۔ میں نے پانی ڈالا تو انہوں نے بہت اچھے طریقے سے غسل فرمایا جیسا کہ پہلے فرماتی تھیں۔ پھر کہنے لگیں: اے امی جان! میرے نئے کپڑے لائیے۔ میں نے کپڑے لا کر دیئے تو پہن کر کہنے لگیں: اے امی جان! میری چارپائی میرے گھر کے درمیان رکھ دیجئے۔ میں نے رکھ دی تو بیت اللہ شریف کی طرف منہ کیا اور رخسار کے نیچے اپنا دایاں ہاتھ رکھ کر لیٹ گئیں۔ پھر کہنے لگیں: اے امی جان! میرا وقتِ اجل آگیا ہے، میں نے غسل کر کے کفن پہن لیا ہے، اب میرے کفن کو کوئی نہ کھولے اور اسی جگہ انتقال فرما گئیں۔ [1]

56: اپنی موت کی خبر دینا

حضرت احمد بن ابرہیم ازدی بسطی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حضرت مُنَیَّہ بِنْتِ میمون رحمۃُ اللہِ علیہا ایک صاحبِ کرامت بزرگ خاتون تھیں، میری ایک عرصے سے ان کی زیارت کی خواہش تھی، آخر ایک بار میں رباط شاکر [2] گیا تو وہاں حضرت مُنَیَّہ رحمۃُ اللہِ علیہا بھی موجود تھیں،

[1] ...مسند امام احمد، 11 / 341، حدیث: 28382

[2] ...رِباط، مراکش کا دارالحکومت ہے، حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہُ عنہ 18 صحابہ اور بقیہ تابعین کے ساتھ مغرب میں تشریف لے گئے اللہ پاک نے آپ کو فتح عطا فرمائی۔ آپ کے ساتھ حضرت یعلیٰ بن مصلین رجراجی اور آپ کے بیٹے حضرت شاکر رحمۃُ اللہِ علیہ بھی تھے، جو بڑے متقی پرہیز گار فقیہ اور تابعی عالم تھے، واپسی پر آپ کو دین اسلام کی تبلیغ اور خدمتِ قرآن کے لئے وہیں ٹھہرا دیا گیا۔ آپ نے جس خانقاہ

میں نے ان سے اپنی دلی کیفیت کا اظہار کیا تو وہ شفقت فرماتے ہوئے مجھ سے باتیں کرنے لگیں، پھر اچانک فرمانے لگیں: لگتا ہے میری موت کا وقت قریب آگیا ہے، اب مجھے چلنا چاہئے۔ جب وہ واپس لوٹیں تو واقعی انتقال فرما گئیں۔ [1]

57: آئندہ مہینے کس کی قدم بوسی کرو گے؟

حضرت شیخ نظام الدین اولیا رحمۃُ اللہِ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جمادی الثانی کی پہلی تاریخ کو میری والدہ دنیا سے رُخصَت ہوئیں۔ میرا دَستُور تھا کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو قدم بوسی کیلئے والدہ کے پاس حاضِر ہوتا۔ ایک مرتبہ نوچندی کے دن چاند دیکھ کر میں نے والدہ ماجِدہ کی قدم بوسی کی تو فرمایا: **آئندہ مہینے کس کی قدم بوسی کرو گے؟** میں سمجھ گیا کہ اب نہ رہیں گی، میری حالَت غیر ہو گئی اور میں رونے لگا اور روتے ہوئے کہا: اماں جان! مجھ غریب کو کس کے سہارے چھوڑ کر جائیں گی؟ ارشاد فرمایا: کل صبح بتاؤں گی۔ پھر فرمایا: آج رات شیخ نجیب الدین مُتوکِّل رحمۃُ اللہِ علیہ کے گھر آرام کرو۔ میں ان کے حکم کے مُطابِق رات کو شیخ کے گھر چلا گیا، شب کے آخری حصے میں جبکہ صبح ہونے والی تھی، خادم نے آکر کہا: بی بی تمہیں بلا رہی ہیں، جب میں حاضِر ہوا تو فرمانے لگیں: کل تم نے ایک بات پوچھی تھی جس کے بتانے کا میں نے وعدہ کیا تھا۔ اب کہتی ہوں، پھر میرا سیدھا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے اللہ! اسے تیرے حوالے کیا۔ بس اتنا کہا اور انتقال فرما گئیں۔ آپ کا مزار مبارک شیخ نجیب الدین مُتوکِّل رحمۃُ اللہِ علیہ کے مزار مُبارَک کے قریب ہے۔ [2]

58: کسی کے مرنے کی خبر

ایک بار حضرت رابعہ بنتِ اسماعیل رحمۃُ اللہِ علیہا کی خدمت میں ایک تھال پیش کیا گیا تو آپ

کو اپنایا وہ رباط شاکر کے نام سے مشہور ہوئی۔ (رباط شاکر، ص27)

[1] ...التشوف الی رجال التصوف، ص316 بتغیر

[2] ...اخبار الاخیار، ص298

کی زبان سے نکلا: یہ تھال مجھ سے دُور کرو کیونکہ اِس پر لکھا ہوا ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید کا انتقال ہو گیا ہے۔ جب لوگوں نے معلوم کیا تو واقعی اُسی دن ان کا انتقال ہوا تھا۔ (۱)

59: مال پر موت کو ترجیح دی

ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے حضرت زینب بِنْتِ جحش رضی اللہُ عنہا کی خدمت میں کوئی عطیہ بھیجا تو آپ رضی اللہُ عنہا نے فرمایا: اللہ پاک عمر کی بخشش فرمائے، میری دوسری بہنیں اس کی مجھ سے زیادہ حق دار ہیں۔ لوگوں نے عرض کی: یہ سب آپ ہی کا ہے۔ اس پر آپ نے سبحانَ اللہ کہا اور ایک کپڑا لے کر پَردہ کر لیا اور فرمایا: اس پر کپڑا ڈال کر ڈھک دو۔ پھر حضرت برزہ رضی اللہُ عنہا سے کہنے لگیں کہ اس میں سے مٹھیاں بھر بھر کر بنو فلاں اور بنو فلاں کے پاس لے جاؤ، یہ آپ کے قریبی رشتے دار اور کچھ یتیم بچے تھے۔ (حضرت برزہ رضی اللہُ عنہا اسے تقسیم کرتی رہیں) حتی کہ جب تھوڑا سا مال باقی رہ گیا تو عرض کی گئ: اے اُمُّ المومنین! اس میں ہمارا بھی حق ہے۔ فرمایا: جو کچھ کپڑے کے نیچے بچا ہے تمہارا ہے۔ حضرت برزہ فرماتی ہیں: جب میں نے اس باقی مال کو شمار کیا تو وہ 85 درہم تھے، پھر آپ نے اپنے دستِ مُبارَک آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور عرض کی: مولیٰ! آیندہ سال عمر کا کوئی ہدیہ مجھ تک نہ پہنچے۔ اللہ پاک نے آپ کی دُعا کو قبول فرمایا اور آپ کا اسی سال انتقال ہو گیا۔ (۲)

60: عشقِ حقیقی کی سچائی

اللہ پاک کی مَحبّت میں عبادت و ریاضت اور مشقّت و مجاہدہ کر کے روحانی کمال حاصل کرنے والیاں بلاشبہ ہر دور میں موجود رہی ہیں، ایسی ہی اللہ پاک کی ایک نیک و صالح ولیہ کوہِ مقطم میں رہتی تھیں۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃُ اللہِ علیہ چونکہ ہمیشہ حق کی تلاش میں اللہ والوں سے

(۱) ... نفحات الانس، ص404

(۲) ... طبقات ابن سعد، 8/86

ملنے کی خواہش مند رہتے تھے، لہٰذا جب انہیں ان کے متعلق معلوم ہوا تو وہ ان سے ملنے کے لئے چل پڑے، آخر خوب تلاش بسیار کے بعد جب وہ ملیں تو آپ رحمۃُ اللہِ علیہ نے ان سے چند ایک ایسے سوالات کئے جن کا جواب صرف کوئی عارف ہی دے سکتا تھا۔ پھر جب آخر میں اپنی طبیعت کے اضطراب کو مٹانے کا سامان کرنے کے لئے انہوں نے یہ پوچھا کہ اگر آپ حق کو پا چکی ہیں تو ذرا مجھے بھی تو بتایئے کہ حق کو پانے کی دلیل اور سچائی کیا ہے؟ یہ سوال سن کر وہ روتے روتے ہلکان ہو گئیں، یہاں تک کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃُ اللہِ علیہ بھی ان کی یہ حالت دیکھ کر پریشان ہو گئے۔ بہر حال تھوڑی ہی دیر میں وہ اس کیفیت سے ہوش میں آئیں تو کہنے لگیں: اے ذوالنون! آپ کو حق کی سچائی جاننا ہے تو جان لیجئے کہ جو لوگ حق کو پا لیتے ہیں وہ اس کی بارگاہ میں اس طرح حاضر ہوتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے یادِ حق میں ایک زور دار نعرہ مارا اور ساتھ ہی اس دنیائے فانی سے کوچ فرما گئیں۔ فرماتے ہیں کہ میں ابھی ان کے اس طرح کوچ فرمانے پر ہی حیران تھا اور سوچ رہا تھا کہ اب اس ویرانے میں ان کے کفن دفن کا انتظام کیسے کروں تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کا مردہ جسم وہاں سے غائب ہو چکا ہے۔[1]

61: راز کھل جانے پر موت کو ترجیح

حضرت عطا رحمۃُ اللہِ علیہ کا ایک بازار سے گزر ہوا وہاں ایک کنیز کی بولی لگ رہی تھی، مگر کوئی خریدار نہ تھا۔ انہوں نے اسے سات دینار میں خرید لیا اور اپنے ساتھ گھر لائے۔ رات ہوئی تو دیکھا اس نے آہستہ سے اٹھ کر وضو کیا اور نماز شروع کر دی۔ نماز میں اس کی کیفیت یہ تھی کہ آنسوؤں کی برسات ہو رہی تھی اور سانس پھول رہا تھا۔ اس کے بعد وہ اس طرح مناجات کرنے لگی: اے میرے پروردگار! اس محبت کی قسم جو تو مجھ سے فرماتا ہے! مجھ پر رحم کر۔ حضرت عطا

[1] ...روض الریاحین، ص68

نے دعا کے یہ الفاظ سنے تو اس کے قریب آکر کہا: اے لڑکی: تجھے اللہ پاک سے اس طرح دعا کرنی چاہیے: اے میرے رب کریم! اس محبت کی قسم جو میں تجھ سے کرتی ہوں! مجھ پر رحم فرما۔ تو وہ بولی: آپ یہاں سے چلے جائیں، مجھے اس ذات کی قسم وہ اگر مجھ سے پیار نہ فرماتا تو میٹھی نیند سلا کر مجھے عبادت کے لئے نہ اٹھاتا۔ اس کے بعد اس نے درد میں ڈوبے ہوئے چند اشعار پڑھے، پھر بلند آواز سے بارگاہِ خداوندی میں عرض کرنے لگی: اے اَرحمُ الراحمین! اب تک تیرا اور میرا راز پوشیدہ تھا۔ مگر اب یہ راز لوگوں پر فاش ہو چکا ہے، اس لئے تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ حضرت عطار رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: یہ کہتے ہی اس کی روح پرواز کر گئی۔ [1]

62: جب چاہا موت کو گلے لگالیا

اللہ پاک نے جو موت مُقَدَّر فرما دی ہے وہ اپنے وقت پر ضرور آئے گی، ایک سیکنڈ اپنے وقت سے پہلے آسکتی ہے نہ ایک سیکنڈ بعد آئے گی، موت کسی کی مرضی کے تابع نہیں کہ جب چاہے آجائے، بلکہ مَشْہُور مقولہ ہے: **جسے رب رکھے اسے کون چکھے**، حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو آگ کے الاؤ میں پھینکا گیا مگر موت کا وقت مُقرَّر نہ تھا، نہ آئی، اسی طرح آپ علیہ السّلام نے اپنے لختِ جگر کے گلے پر چھری چلائی مگر موت نہ آئی، ایسے ہی بے شمار واقعات و حکایات سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں اور آئے دن اس قسم کے واقعات سے ہمارا سامنا بھی ہوتا رہتا ہے، کہ موت برحق ہے، اس پر کسی کا بس نہیں، مگر اللہ پاک کے بعض نیک بندوں اور بندیوں نے جب اس دنیائے فانی سے کوچ کرنا چاہا تو بارگاہِ خداوندی میں دعا کی جو فوری قبول ہوئی۔ جیسا کہ مذکورہ حکایت سے معلوم ہوا، چونکہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا، لہٰذا وصالِ حق کے لئے اپنی مرضی سے موت کی وادی میں چلے جانا بھی کَرامَت ہی کی ایک صُورَت ہے۔ حضرت ذوالنون

[1] ...روض الریاحین، ص64، ملخصاً

www.dawateislami.net

مصری رحمۃُ اللّٰہِ علیہ سے منقول اسی طرح کا ایک اور واقعہ امام یافعی رحمۃُ اللّٰہِ علیہ نے کچھ یوں ذکر فرمایا ہے کہ ایک بار آپ رحمۃُ اللّٰہِ علیہ بَیْتُ الْمُقَدَّس کے صحراؤں میں سفر فرما رہے تھے کہ آپ نے درد و الم سے بھرپور مناجات میں مصروف ایک نسوانی آواز سنی تو آپ نے پاس جا کر سلام و دعا کے بعد عرض کی: اے اللہ پاک کی نیک بندی! پہلے کی طرح پھر دعا و مناجات کیجئے (تاکہ میں بھی آپ کی دعا و مناجات میں شریک ہو سکوں)۔ یہ سن کر اس لاغر بدن والی اللہ پاک کی نیک بندی نے بارگاہِ خداوندی میں گویا یوں عرض کی: اے (جہان کی) روشنی و رونق کے مالک! میں ان دنیا والوں سے بھاگ کر اس ویرانے میں تیری خاطر آئی تھی، یہ یہاں بھی آ گئے ہیں، لہٰذا انہیں مجھ سے دور فرما دے، بلکہ اب مجھے اس دُنیاوِی زِندَگی سے وَحْشَت محسوس ہو رہی ہے اس لئے مجھے اپنے پاس بلا لے۔ ابھی یہ اَلْفَاظ منہ سے نکلے ہی تھے کہ اس نیک بخت عظیم خاتون کی روح اپنے خالِقِ حقیقی کی طرف پرواز کر گئی اور حضرت ذوالنون مصری رحمۃُ اللّٰہِ علیہ حیران کھڑے دیکھتے ہی رہ گئے کہ یہ کیا ہوا! اتنے میں ایک ناتواں بزرگ خاتون ادھر آ گئیں اور اس نیک بخت لاش کا چہرہ دیکھ کر کہنے لگیں: شکر ہے اس پروردگار کا جس نے اسے عزّت بخشی۔ حضرت ذوالنون رحمۃُ اللّٰہِ علیہ نے اس بزرگ خاتون سے دریافت کیا کہ یہ کون تھیں؟ وہ بولیں: یہ میری بیٹی تھی، اس کی یہ حالت 20 سال سے تھی، لوگ تو اسے مجنونہ سمجھتے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ اسے اپنے مالک و خالق کے عشق کی آگ نے جلا کر کباب کر دیا تھا۔[1]

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مذکورہ دونوں حکایات میں حضرت ذوالنون مصری رحمۃُ اللّٰہِ علیہ کا بزرگ خواتین کی خدمت میں حاضر ہونا بیان کیا گیا ہے، یہ حضرات شریعت کو بخوبی جانتے تھے کہ کوئی بھی شخص ظاہر

[1] ...روض الریاحین، ص74

www.dawateislami.net

وباطن میں اتباعِ شریعت کے بغیر اللہ پاک کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ امام صاوی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حقیقت شریعت کے بغیر باطل ہے اور شریعت حقیقت کے بغیر بیکار ہے۔[1] لہٰذا وہ تمام روایات وحکایات جن میں کسی اللہ والے کا کسی اللہ والی کی خدمت میں حاضر ہونا یا کسی اللہ والی کا کسی اللہ والے کی خدمت میں حاضر ہونا مذکور ہے تو اس سے کسی کے دل میں یہ بدگمانی پیدا نہ ہو کہ یہ اللہ والیاں بے پردہ ہوں گی وغیرہ وغیرہ۔ کیونکہ عورت کا ہر اجنبی بالغ مرد سے پردہ ہے۔ جو مَحرم نہ ہو وہ اجنبی ہوتا ہے، مَحرم سے مراد وہ مرد ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو، حُرمت نَسَب سے ہو یا سبب سے مثلاً رَضاعت (دودھ کا رشتہ ہو) یا مُصاہَرَت (یعنی سسرال کا)۔[2] چنانچہ خواتین کا اپنے پیر صاحِب سے علمِ دین حاصل کرنا جائز تو ہے مگر یاد رکھئے کہ پیر سے علم حاصل کرنے کی بعض شرائط ہیں، جیسا کہ فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے: اگر بدن موٹے اور ڈِھیلے کپڑوں سے ڈَھکا ہے، نہ ایسے باریک (کپڑے) کہ بدن یا بالوں کی رَنگت چمکے نہ ایسے تنگ (کپڑے) کہ بدن کی حالت دِکھائیں اور جانا تنہائی میں نہ ہو اور پیر جوان نہ ہو (یعنی ایسا بوڑھا وضَعیف جس سے طَرَفین یعنی پیر اور مُریدنی میں سے کسی ایک کی جانِب سے بھی شَہوت کا اندیشہ نہ ہو) غَرَض کوئی فتنہ نہ فِی الْحال ہو نہ اس کا اندیشہ (آئندہ کیلئے) ہو تو عِلمِ دین (اور) اُمورِ راہِ خُدا سیکھنے کے لئے جانے اور بلانے میں حَرَج نہیں۔[3] اب چونکہ حصولِ علم کے لئے سوال پوچھنا ایک مجبوری ہے لہٰذا نامَحرم لوگوں سے ضَرورت کے وَقت بات تو کی جا سکتی ہے، مگر اِس کی بھی کچھ صورتیں ہیں، جنہیں بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: تمام مَحارِم (سے گفتگو کر سکتی ہے) اور (اگر) حاجت ہو اور اندیشۂ فتنہ نہ ہو، نہ خَلْوَت (یعنی تنہائی) ہو تو پردے کے اندر سے بعض نامَحرم سے

[1] ... تفسیر صاوی، یونس، تحت الآیۃ:57، 3/877

[2] ... پردے کے بارے میں سوال جواب، ص44

[3] ... فتاویٰ رضویہ، 22/240

www.dawateislami.net

بھی(بات کر سکتی ہے)۔[1] پیر صاحب سے اُن کی اجازت کے بِغیر بات چیت نہ کی جائے، نیز اُن کو گفتگو کیلئے مجبور بھی نہ کیا جائے،ہو سکتا ہے کہ ان کے نزدیک گفتگو نہ کرنے ہی میں بہتری ہو۔[2]

نامحرموں سے اگرچہ مطلقاًبات کرنا منع نہیں، چنانچہ اگر نامَحرم پیر صاحِب (یاکسی بھی غیر مرد سے ضَرورتاً بھی بات کرنی پڑ جائے تواُس) سے لب ولَہجہ قدرے رُوکھا سا ہو۔ آواز لَوچ دار ونرم اور انداز بے تکلّفانہ نہ ہو۔[3] چونکہ اِس کی رِعایت بَہُت مُشکِل ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ کوئی عام شخص ہو یانامَحرم رِشتے دار بس پردے ہی میں دونوں جہاں کی بھلائی ہے۔ ورنہ مرد و عورت کا آپَس میں بے تکلّف ہونا بے حد خطرناک نتائج لا سکتا ہے۔ یاد رکھئے! ہماری بزرگ خواتین کی تاریخ میں ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ ان ذی قدر خواتین نے زندگی بھر پردے کا ایسا اہتمام کیا کہ ان کے دامن کے دھاگے پر بھی کسی کی نظر نہ پڑی اور بعض تو ایسی بھی تھیں کہ ساری زندگی کسی غیر مرد کو دیکھا تک نہیں، حتی کہ ان کی قبر کے کسی پتھر پر کوئی مرد ہاتھ رکھے تو شدید گرمی کے موسم میں اسے پتھر پر پسینے کا اثر محسوس ہوتا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی حکایت میں ہے:

63: غیر اللہ کو دیکھنے پر موت کو ترجیح

مشہور قاری حضرت ابو عمرو دانی رحمۃُ اللہِ علیہ کے استاذ حضرت ابو الحسن بن طاہر رحمۃُ اللہِ علیہ کی صاحبزادی حضرت عروسہ صحراء رحمۃُ اللہِ علیہا کے متعلق منقول ہے کہ شادی کی پہلی رات ہی انتقال فرما گئیں، جس کا سَبَب یہ بنا کہ شادی سے پہلے آپ رحمۃُ اللہِ علیہا ہر وقت اپنے رب کی عِبادَت میں مَصرُوف رہتی تھیں، یہاں تک کہ آپ کی تَوَجُّہ کسی اور طرف گئی نہ آپ نے کبھی اپنے والد ماجد کے علاوہ کسی اور مرد کو دیکھا، چنانچہ شادی کی پہلی رات جب آپ کے چچازاد شوہر

[1] ...فتاوی رضویہ، 22/ 243
[2] ...پردے کے بارے میں سوال جواب، ص89
[3] ...رد المحتار، 2/ 97 ملخصاً

www.dawateislami.net

نے آپ کا گھونگھٹ اٹھایا اور آپ نے اپنے سامنے اپنے والد گرامی کے علاوہ کسی اور مرد کو دیکھا تو شرم وحیا سے آپ کے پسینے چھوٹ گئے، گھبراہٹ اس قدر شِدّت اختیار کر گئی کہ آنکھوں سے دکھائی دینا بند ہو گیا۔ فوراً اللہ پاک سے دعا کی: یااللہ! مجھے اپنے سوا کسی اور کے دیکھنے سے بچا۔ اللہ پاک نے ان کی دعا قبول فرمائی اور وہ اسی وقت جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں۔ آج بھی سَخْت گرمیوں کے موسم میں اگر کوئی انسان ان کی قَبْر پر مَوجُود کسی پرانے پتھر پر ہاتھ رکھتا ہے تو اسے پتھر پر پسینے کا اَثَر محسوس ہوتا ہے۔ بلاشبہ آپ کا مزار مبارک قبولیتِ دعا کے لئے معروف ہے، آپ مصر میں اپنے والد گرامی کے مزار شریف کے پہلو میں مدفون ہیں۔[1]

سبحانَ اللہ! ہماری بزرگ خواتین کی عظمت کے کیا کہنے! حضرت عروسہ رحمۃُ اللہِ علیہا کی اس حکایت سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

- آپ ہر وقت یادِ الٰہی میں مگن رہتیں۔
- پردے کی اس قدر پابند تھیں کہ کبھی کسی غیر مرد کو نہ دیکھا، یہاں تک کہ اپنے سامنے شوہر کو دیکھ کر شرم وحیا سے اس قدر گھبرا گئیں کہ آنکھوں کی بینائی ہی جاتی رہی۔
- مستجاب الدعوات تھیں، کہ ادھر دعا کی اور ادھر جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں۔
- امام نبہانی رحمۃُ اللہِ علیہ کے نزدیک کوئی مرد ان کی قبر کے پرانے پتھر پر ہاتھ رکھتا تو وہ پتھر بھی شرم وحیا سے پسینے پسینے ہو جاتا۔

قوتِ سماعت و بصارت

آج کے دور میں ٹی وی و دیگر جدید ذرائع مواصلات کے ذریعے ہر کوئی لائیو ٹیلی کاسٹ ہونے والے پروگرامز کو فاصلے کی قید کے بغیر اپنے اپنے مقام پر دیکھ لیتا ہے اور اس پر حیرانی کا

[1] ...جامع کرامات اولیا، 2/249

اظہار تک نہیں کرتا، مگر قربان جائیں اللہ والیوں کی قوتِ سماعت و بصارت پر! جو بغیر کسی واسطے کے ہر شے کو براہِ راست دور سے دیکھ لیتیں۔ بلاشبہ یہ غیب کی باتیں بتانا ہے اور کرامت میں شمار ہوتا ہے اور اس کا ثبوت آخری نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عمل سے بھی ملتا ہے، جیسا کہ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ جنگ موتہ جو ملک شام میں ہو رہی تھی حضور اس کے حالات مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے ملاحظہ فرما کر ارشاد فرما رہے تھے۔ مروی ہے کہ رسولوں کے سردار، مکے مدینے کے تاجدار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت ابنِ رواحہ علیہمُ الرّضوان کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ان لوگوں کے شہید ہو جانے کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا: (یعنی جنگ کا براہِ راست آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا) زید نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور شہید ہو گئے، اب جھنڈے کو جعفر نے سنبھالا اور وہ بھی شہید ہوئے، اب ابنِ رواحہ نے جھنڈا تھام لیا ہے اور وہ بھی شہید ہو گئے ہیں۔ یہ واقعہ بیان فرماتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر فرمایا: اب جھنڈے کو اس شخص نے پکڑ لیا ہے جو اللہ پاک کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے (یعنی حضرت خالد بن ولید نے جھنڈا لیا اور خوب گھمسان کی لڑائی لڑتے رہے) یہاں تک کہ اللہ پاک نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔[1] اسی طرح امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہُ عنہ اور ان کے لشکر کو نہاوند کے مقام پر مدینہ منورہ سے 14 سو میل کی مسافت سے دشمنوں کے گھیرے میں آتے ہوئے دیکھ کر فوراً رہنمائی فرمائی اور آواز دی: یَا سَارِیَۃُ! اَلْجَبَل یعنی اے ساریہ! پہاڑ کا خیال کر۔ حضرت ساریہ رضی اللہُ عنہ نے آپ کی آواز سن کر دشمن سے اپنے آپ کو بچا لیا۔[2]

الغرض دور سے کسی کو دیکھ کر اس کے متعلق اظہارِ خیال کرنا صالحات سے بھی ثابت ہے،

[1]... بخاری، 5/143، حدیث: 4262

[2]... کنز العمال، 12/256، حدیث 35783 ملخصاً

جیسا کہ ذیل میں ذکر کیا گیا ہے:

64:جب چاہا زیارت کرلی

حضرت اَمَۃُ اللہ جَبَلِیَّہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے متعلق مروی ہے کہ آپ دَامِغَان کے پہاڑی علاقے میں نَوقابذ نامی بستی میں رہتی تھیں۔ آپ حضرت بایزید بسطامی رحمۃُ اللہِ علیہ کی مرید اور بڑی فراست و کرامت والی خاتون تھیں۔ اکثر اوقات آپ اپنے شوہر عبداللہ جَبَلی کو حضرت بایزید بسطامی رحمۃُ اللہِ علیہ کے واقعات بتادیتیں اور فرمایا کرتیں کہ وہ اس وقت فلاں کام کر رہے ہیں۔ ایک بار آپ کے شوہر حضرت بایزید بسطامی رحمۃُ اللہِ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہیں سب کچھ بتادیا۔ آپ اس وقت وُضو فرمارہے تھے، آپ نے ایک بیاض پکڑی اسے تر کرکے اپنی کرسی پر مارا اور فرمایا: اَمَۃُ اللہ سے جا کر کہو کہ اگر وہ سچ کہتی ہے تو بتائے کہ کرسی پر کیا ہے؟ ان کے شوہر جب وہاں سے نکلے تو حضرت بایزید رحمۃُ اللہِ علیہ نے وہ بیاض کرسی سے اٹھالی۔ وہ گھر پہنچے اور ان سے پوچھا تو انہوں نے بتادیا کہ اس وقت کرسی پر کوئی شے نہیں ہے۔ اس پر ان کے شوہر نے کہا: اب پتا چلا کہ تم جھوٹی ہو۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃُ اللہِ علیہ نے ایسا اس وجہ سے کیا تھا کہ وہ اپنا راز اپنے شوہر سے بھی چھپائے رکھیں۔[1]

65:دور سے کسی چیز کو دیکھ لینا

حضرت ابوبکر حُوَیری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک بار کھیتی کٹنے کے دنوں میں حضرت اُمِّ محمد سلامۃ رحمۃُ اللہِ علیہا کے پاس حاضر تھا، آپ کے بیٹے محمد بھی موجود تھے، اچانک آپ رحمۃُ اللہِ علیہا نے درد بھری چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئیں، جب آپ کو کچھ افاقہ ہوا تو بڑی خوش تھیں، وجہ پوچھی گئی تو فرمانے لگیں: میں نے دیکھا کہ رومیوں نے مسلمانوں پر بہت بڑا حملہ کردیا ہے تو

[1] ...طبقات الصوفیۃ للسلمی، ص415

مجھے بڑا دکھ ہوا (جس کی وجہ سے بے اختیار میری درد بھری چیخ نکل گئی)، پھر دوبارہ دیکھا کہ مسلمانوں نے رومیوں کے جواب میں ان پر حملہ کرکے ان کو شکست دے دی ہے (تو میں خوش ہوگئی)۔ لوگوں نے وہ وقت اور تاریخ لکھ لی، کچھ دنوں بعد جزیرۂ اندلس سے خبر آئی کہ اس دن اس وقت واقعی ایسا ہی ہوا تھا جیسا آپ رحمۃُ اللہِ علیہا نے بتایا تھا۔ وہ جنگ ارک تھی جو 9 شعبان 591ھ بروز بدھ کو ہوئی تھی۔ [1]

66: مرنے سے ایک سال پہلے سب بتا دیا

سبحانَ اللہ! معلوم ہوا اولیائے کرام کی قوّتِ سَماعت و بَصارت (یعنی سننے اور دیکھنے کی طاقت) کو عام لوگوں کی قُوّتِ سَماعت و بَصارت پر ہرگز ہرگز قِیاس نہیں کرنا چاہیے، بلکہ یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ اللہ پاک نے اپنے محبوب بندوں کے کانوں اور آنکھوں میں عام انسانوں سے بہت ہی زیادہ طاقت رکھی ہے اور ان کی آنکھوں، کانوں اور دوسرے اَعضا کی طاقت اِس قدَر بے مِثْل و بے مثال ہے اور اُن سے ایسے ایسے کارہائے نُمایاں اَنجام پاتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر کرامت کے سوا کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ یہ تو وہ واقعات ہیں جو اس وقت وقوع پذیر ہوتے دیکھ کر ان اللہ والیوں نے بتائے، لیکن اگر کوئی اللہ پاک کی عطا سے آئندہ کیا ہونے والا ہے، اس کے متعلق بھی بتا دے تو یہ کوئی عجب بات نہیں، بلکہ اسے بھی کرامت ہی کہیں گے۔ جیسا کہ حضرت شیخ صفی الدین ابو منصور رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے اُستاذ حضرت شیخ ابو العباس رحمۃُ اللہِ علیہ کی ایک بیٹی تھی، جس سے حضرت کے تعلّق والوں میں سے کئی لوگ نکاح کے خواہش مند تھے، حضرت کو معلوم ہوا تو فرمانے لگے: میری اس بیٹی سے نکاح کا کوئی بھی ارادہ نہ کرے، اللہ پاک نے اس کی پیدائش کے وقت ہی مجھے اس کے شوہر کی اطلاع فرمادی تھی، میں اس کا منتظر ہوں۔

[1] ...التشوف الی رجال التصوف، ص388

www.dawateislami.net

شیخ صفی الدین رحمۃُ اللهِ علیہ فرماتے ہیں: میرے والد وزیر تھے، جب میں اپنے شیخ حضرت ابو العباس رحمۃُ اللهِ علیہ کی خِدْمَت میں حاضر ہوا تو سب عیش و آرام چھوڑ کر شیخ ہی کا ہو کر رہ گیا، والد صاحِب نے میری درویشانہ حالت دیکھ کر پہلے تو کافی سختی سے کام لیا، پھر خود ہی شیخ کی خِدْمَت میں لے جا کر یوں عرض کی: حضرت یہ آپ کا لڑکا ہے، اسے جو چاہیں کریں۔ اس کے بعد میں نے انہیں ایک ماہ تک نہیں دیکھا، میرے سُپُرد یہ خدمت تھی کہ میں روزانہ پانی سے بھرے ہوئے گھڑے ننگے پاؤں شیخ کے گھر لے جایا کرتا تھا، لوگ یہ سب کچھ دیکھ کر میرے والد کو جا کر بتاتے تو وہ انہیں جواب دیتے: میں نے اسے اللہ کے واسطے چھوڑا ہے اور اللہ پاک سے اُمّید رکھتا ہوں کہ اس کا ثواب برباد نہیں ہو گا اور دعا کرتا ہوں کہ اسے اپنی شان کے لائق اجر سے نوازے۔ والد صاحب کے انتقال کے بعد میں نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ میرے شیخ فرماتے ہیں: اے صفی الدین! میں نے اپنی بیٹی کا نکاح تم سے کر دیا۔ بیدار ہوا تو حیرت زدہ تھا اور اسی کشمکش میں تھا کہ شیخ سے بات کروں یا نہ کروں، کہ شیخ نے خود ہی اِرشَاد فرمایا: تو نے خواب میں کیا دیکھا؟ میں پریشانی میں ان سے کچھ کہہ نہ سکا تو انہوں نے بتانے پر اِصْرَار کیا، لہٰذا جب میں نے سب کچھ عرض کی تو انہوں نے فرمایا: بیٹے یہ تو پہلے ہی سے طے شدہ امر تھا۔ یوں انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کر دیا، جو بلاشبہ اللہ پاک کی ولیہ تھیں، ان کے چہرے پر ایسا نور تھا کہ جو دیکھتا اسے ان کے ولیہ اور جنتی ہونے میں کوئی شبہ نہ رہتا۔ وہ انتہائی باکرامت اور کشف والی تھیں، موت سے ایک سال پہلے ہی اپنے مرنے کی خبر دیدی تھی اور یہ بھی بتا دیا تھا کہ جب میں مروں گی تو اس وقت ایسا ایسا ہو گا اور مرنے کے بعد یہ یہ ہو گا۔ وہ سب کچھ ویسا ہی ہوا جیسا انہوں نے فرمایا تھا۔ [1]

[1] ...روض الریاحین، ص374

اس حکایت سے چند کرامات معلوم ہوئیں:

- ❖ باپ کو بیٹی کی پیدائش کے وقت ہی اس کے شوہر کا علم ہونا کہ وہ کون ہوگا؟
- ❖ پیر کا مرید کے خواب سے آگاہ ہونا۔
- ❖ اللہ پاک کی ولیہ کے چہرے پر نور دیکھ کر ہر کسی کا ان کے ولیہ اور جنتی ہونے پر یقین کرنا۔
- ❖ موت سے پہلے اپنے مرنے کی خبر دینا۔
- ❖ موت کے وقت کیا کیا ہوگا اور مرنے کے بعد کیا کیا ہوگا، سب بتا دینا۔

67: فرشتے سایہ کرتے

انسانوں کی طرح جنّ اور فرشتے بھی اللہ پاک کی پیدا کردہ مخلوق ہیں، یہ انسان سے قبل وجود میں آئے، یہ غیر مرئی (نظر نہ آنے والی) مخلوق ہیں، بظاہر آنکھوں سے انہیں دیکھنا مُمکِن نہیں، ہاں اللہ پاک جس کی نگاہوں سے حجاب اٹھا دے وہ انہیں دیکھ لیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: فِرعَون کی بیوی حضرت آسیہ رحمۃُ اللہِ علیہا کو دھوپ میں سزا دی جاتی تھی، جب سزا دینے والے چلے جاتے تو فرشتے اپنے نورانی پروں سے ان پر سایہ کرتے اور وہ جَنَّت میں اپنا گھر دیکھتیں۔[1]

68: جنّات اور حورِ عین کو دیکھنا

سبحانَ اللہ! فرشتوں کا سایہ کرنا اور اپنا جنتی ٹھکانا دیکھ لینا بلاشبہ خارقِ عادت ہے اور اسے حضرت آسیہ رحمۃُ اللہِ علیہ کی کرامت کہا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ہماری بعض صالحات ایسی بھی تھیں جو جنوں کو ہی نہیں دیکھا کرتی تھیں، بلکہ جنتی حورِ عین انہیں دیکھ کر شرما جایا کرتی تھیں۔ جیسا کہ حضرت رابعہ بنتِ اسماعیل رحمۃُ اللہِ علیہا کے متعلق مروی ہے کہ آپ رحمۃُ اللہِ علیہا ساری رات قیام

[1] ... تفسیر طبری، تحریم، تحت الآیۃ: 11، 12/ 162، حدیث: 34471

www.dawateislami.net

فرماتیں، روزانہ بلاناغہ روزہ رکھتیں اور فرمایا کرتیں: میں نے کئی مرتبہ بہت سے جنات کو آتے جاتے دیکھا ہے، یہی نہیں بلکہ میں نے کئی دفعہ حُورِ عین کو بھی دیکھا ہے، وہ مجھے دیکھ کر شرماتی ہیں اور اپنی آستینوں سے مجھ سے چھپا کرتی ہیں۔ [1]

69: فرشتے سے ہم کلامی

حضرت مریم رحمۃُ اللہِ علیہا سے حضرت جبرائیل علیہ السّلام کا بالمشافہ ہم کلام ہونا آپ کی کرامت ہے۔ [2]

فرشتوں اور جنّوں کے متعلق ہمارا عقیدہ

فرشتے اجسامِ نوری ہیں، اللہ پاک نے اُن کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔ وہ وہی کرتے ہیں جو حُکمِ خداوندی ہے، اللہ پاک کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، نہ قصداً، نہ سہواً، نہ خطاً، وہ اللہ پاک کے معصوم بندے ہیں، ہر قسم کے صغیرہ وکبیرہ گناہوں سے پاک ہیں۔

ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں:

بعض کے ذمّے حضراتِ انبیائے کرام کی خدمت میں وحی لانا، کسی کے متعلق پانی برسانا، کسی کے متعلق ہوا چلانا، کسی کے متعلق روزی پہنچانا، کسی کے ذمّہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا، کسی کے متعلق بدنِ انسان کے اندر تصرّف کرنا، کسی کے متعلق انسان کی دشمنوں سے حِفَاظَت کرنا، کسی کے متعلق ذاکرین کا مجمع تلاش کرکے اُس میں حاضر ہونا، کسی کے متعلق انسان کے نامۂ اعمال لکھنا، بہتوں کا دربارِ رسالت میں حاضر ہونا، مسلمانوں کی صلاۃ و سلام پہنچانا، بعضوں کے متعلق مُردوں سے سوال کرنا، کسی کے ذمّہ قبضِ روح کرنا، بعضوں کے ذمّہ عذاب

[1] ... جامع کراماتِ اولیا، 2/59

[2] ... حاشیۃ شیخ زادہ، اٰل عمران، تحت الآیۃ: 42، 3/61

کرنا، کسی کے متعلق صُور پُھونکنا اور اِن کے علاوہ اور بہت سے کام ہیں جو فرشتے انجام دیتے ہیں۔ یہ فرشتے نہ مرد ہیں، نہ عورت۔ اُن کو قدیم ماننا یا خالق جاننا کفر ہے۔ انکی تعداد وہی جانے جس نے ان کو پیدا کیا اور اُس کے بتائے سے اُس کا رسول۔ چار فرشتے بہت مشہور ہیں: جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل اور یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔ کسی فرشتے کی ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے، جاہل لوگ اپنے کسی دشمن یا مبغوض کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ ملک الموت یا عزرائیل آگیا، یہ قریب بکلمہ کُفر ہے۔ فرشتوں کے وجود کا انکار کرنا یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں، یہ دونوں باتیں کُفر ہیں۔ جبکہ جن آگ سے پیدا کیے گئے ہیں۔ اِن میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، اِن کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں، اِن کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں، یہ سب انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح و اجسام والے ہیں، اِن میں توالد و تناسل ہوتا ہے، کھاتے، پیتے، جیتے، مرتے ہیں۔ اِن میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی، مگر اِن کے کفّار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں اور اِن میں کے مسلمان نیک بھی ہیں اور فاسق بھی، سُنّی بھی ہیں، بدمذہب بھی اور اِن میں فاسقوں کی تعداد بہ نسبت انسان کے زائد ہے۔ اِن کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کا نام جنّ یا شیطان رکھنا کفر ہے۔ [1]

70: بعض خواتین کا مقام

اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ایک صاحِب اَجِلّہ (یعنی جلیل القدر) اَولیائے کرام سے کسی نے پوچھا: حضرت خضر علیہ السّلام زندہ ہیں؟ فرمایا: ابھی ابھی مجھ سے مُلاقات ہوئی تھی۔ فرماتے تھے: میں نے جنگل میں ٹیلے پر ایک نُور دیکھا جب میں قریب گیا تو معلوم ہوا کہ وہ کمبل کا نور ہے۔ ایک صاحب اُسے اوڑھے سو رہے ہیں۔ میں نے پاؤں پکڑ کر ہلایا اور جگا کر کہا: اُٹھئے!

[1] ...بہارِ شریعت، حصہ اول، 1/ 90تا97

اللہ پاک کو یاد کیجئے۔ وہ بولے: آپ اپنے کام میں مشغول رہیں مجھے میری حالَت پر رہنے دیجئے۔ میں نے کہا: میں مشہور کئے دیتا ہوں، یہ اللہ پاک کے ولی ہیں۔ کہا: میں مشہور کر دوں گا کہ یہ حضرت خضر (علیہ السّلام) ہیں۔ میں نے کہا: میرے لئے دعا کیجئے۔ بولے: دعا تو آپ ہی کا حق ہے۔ میں نے کہا: آپ کو دُعا کرنی ہو گی۔ کہا: وَفَّرَ اللهُ حَظَّكَ مِنْه۔ اللہ پاک اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ (یعنی حِصّہ) زائد کرے اور کہا: میں اگر غائب ہو جاؤں تو مَلَامَت نہ فرمایئے گا اور فوراً نظر سے غائب ہو گئے حالانکہ کسی ولی کی طاقت نہ تھی کہ میری نِگاہ سے غائب ہو سکے۔ وہاں سے آگے بڑھا ایک اور اِسی طرح کا نور دیکھا کہ نِگاہ کو خِیرہ کرتا (یعنی آنکھ کو چندھیاتا) ہے۔ قریب گیا تو دیکھا ٹیلے پر ایک عورت کمبل اوڑھے سو رہی ہے۔ وہ اس کے کمبل کا نور ہے۔ میں نے پاؤں ہلا کر ہوشیار کرنا چاہا۔ غیب سے ندا آئی: اے خضر (علیہ السّلام)! احتیاط کیجئے۔ اُس بی بی نے آنکھ کھولی اور بولیں: حضرت نہ رُکے یہاں تک کہ روکے گئے۔ میں نے کہا: اٹھئے! اللہ پاک کو یاد کیجئے۔ بولیں: حضرت اپنے کام میں مشغول رہیں، مجھے اپنی حالَت پر رہنے دیں۔ میں نے کہا: تو میں مشہور کئے دیتا ہوں: یہ اللہ پاک کی ولیہ ہیں۔ کہا: میں مشہور کر دوں گی کہ یہ حضرت خضر ہیں۔ میں نے کہا: میرے لئے دُعا کیجئے۔ بولیں: دُعا تو آپ کا حق ہے۔ میں نے کہا: آپ کو دُعا کرنی ہو گی۔ کہا: وَفَّرَ اللهُ حَظَّكَ مِنْه۔ اللہ پاک اپنی ذات میں آپ کا نصیبہ زائد کرے۔ پھر کہا: اگر میں غائب ہو جاؤں تو مَلَامَت نہ فرمایئے گا۔ میں نے دیکھا یہ بھی جاتی ہے، کہا: یہ تو بتایئے کیا آپ اُسی مرد کی بی بی ہیں؟ بولیں: ہاں! یہاں ایک ولیہ کا انتقال ہو گیا تھا، اس کی تجہیز و تکفین کا ہمیں حکم ملا تھا۔ یہ کہا اور میری نگاہ سے غائب ہو گئیں۔

حضرت خضر علیہ السّلام سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: یہ لوگ اَفراد[1] ہیں۔ میں نے کہا:

[1]... افراد کون ہیں، اس کی وضاحت صفحہ 80 میں بیان ہو چکی ہے۔

وہ بھی کوئی ہے جس کی طرف یہ رُجوع لاتے ہیں۔ فرمایا: ہاں! شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ۔ [1]

71: روحوں کی باہم پہچان

بے شمار حکایات و روایات اس بات کی شاہد ہیں کہ اللہ پاک کے نیک بندوں اور بندیوں نے مخاطب کو اس کے نام سے پکارا، حالانکہ اس سے پہلے بظاہر ان کی مُلاقات تک نہیں ہوئی ہوتی۔ جیسا کہ اسی رسالے کی ابتدائی حکایت میں بھی بیان ہوا کہ حضرت میمونہ سوداء رحمۃُ اللہِ علیہا نے حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃُ اللہِ علیہ کا جب نام لے کر انہیں مخاطب فرمایا تو انہوں نے حیرانی سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ میں ابنِ زید ہوں تو انہوں نے فرمایا: آپ کو معلوم نہیں کہ روحیں ایک اِکٹھا لشکر تھیں، جو ایک دوسرے سے مُتَعَارِف ہو گئیں، وہ باہَم مَحبَّت کرتی ہیں اور جنہوں نے ایک دوسرے کو نہ پہچانا وہ الگ رہتی ہیں۔ [2]

ایسا ہی ایک واقعہ حضرت ذُوالنُّون مصری رحمۃُ اللہِ علیہ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا، آپ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں بنی اسرائیل کے تِیہ نامی جنگل میں گھوم رہا تھا کہ میری ملاقات ایک سیاہ فام لونڈی سے ہوئی۔ وہ مَحبَّتِ الٰہی میں ایسی مگن تھی کہ اسے آس پاس کی خبر ہی نہ تھی۔ وہ مسلسل آسمان کی جانب دیکھے جارہی تھی۔ میں نے کہا: اے میری بہن! اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ۔ اس نے کہا: وَعَلَیْكَ السَّلَام اے ذُوالنُّون! میں نے اس سے اپنا نام سنا تو حیران ہو کر پوچھا: اے اللہ کی بندی! تو نے میرا نام کیسے جانا؟ اس نے کہا: بے شک اللہ پاک نے جسموں کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل روحوں کو پیدا فرمایا، پھر وہ روحیں عرشِ مُعَلّٰی کے ارد گرد گھومتی رہیں۔ ان میں سے جن روحوں نے ایک دوسرے کو وہاں پہچانا وہ دنیا میں بھی ایک دوسرے سے اُنس رکھتی ہیں اور جنہوں نے وہاں نہ پہچانا ان میں آپس میں اِختلاف ہے۔ میری روح نے آپ کی روح کو عرشِ

[1] ... ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص179

[2] ... حلیۃ الاولیاء، 6/170، رقم: 8181

www.dawateislami.net

مُعلّٰی کے گرد پہچان لیا تھا اسی لئے آج بھی وہ آپ سے واقف ہے۔[1]

بن ملے نام سے پکارنا

بن ملے کسی کو اس کا نام لے کر مخاطب کرنے کی وضاحت گویا کہ حضرت امام شرف الدین طیبی رحمۃُ اللہِ علیہ (سال وفات 743ھ) کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ پاک کے برگزیدہ بندوں کے نفوسِ قدسیہ جسمانی آلائشوں وغیرہ سے جدا ہوتے ہیں تو معراج کا شرف پاتے ہیں اور ملائے اعلیٰ تک جا پہنچتے ہیں، ان کے سامنے کوئی حجاب باقی نہیں رہتا، وہ ہر ایک شے کو اس طرح دیکھ رہے ہوتے ہیں جیسے وہ اپنے آپ کو دیکھ رہے ہوں، اگر وہ ہر شے کو اس طرح نہ بھی دیکھ رہے ہوں تو ہر شے کا خالق ومالک انہیں اس سے (بوقتِ ضرورت) آگاہ فرما دیتا ہے۔ مگر یہ ایک ایسا راز ہے جسے صرف وہی ہستیاں جانتی ہیں جن کے لئے اللہ پاک کی طرف سے آسانی پیدا کر دی گئی ہو۔[2] یہی وجہ ہے کہ مذکورہ حکایات میں اللہ پاک کے نیک بندوں اور نیک بندیوں نے ایک دوسرے کو پہچان کر نام سے مخاطب بھی کیا۔ عام طور پر چونکہ ایسا نہیں ہوتا، اس لئے بلاشبہ اسے کرامت کہا جا سکتا ہے۔ ذیل میں اس طرح کی چند مزید کرامتیں جو صالحات سے مروی ہیں۔ پیشِ خدمت ہیں:

72: مجنونہ یا عارفہ

حضرت سَری سقطی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک رات نیند نہ آئی تو میں نے سوچا کیوں نہ قبرستان جاؤں، ممکن ہے زیارتِ قبور، یومِ آخرت اور دوبارہ زندہ اُٹھائے جانے کے متعلّق غور و فکر سے میرا غم زائل ہو جائے۔ میں قبرستان چلا گیا، لیکن وہاں بھی میں نے اپنے دل کو کشادہ نہ پایا۔ تو پھر سوچا کہ بازار چلتا ہوں، ہو سکتا ہے لوگوں سے مل جل کر میں اپنی بے قراری

[1] ... عیون الحکایات، ص345، مختصراً

[2] ... شرح طیبی علی مشکاۃ، 2/435، تحت الحدیث: 926

www.dawateislami.net

دور کرسکوں۔ میں نے ایسا ہی کیا، پھر بھی میرے دل کی تنگی دور نہ ہوئی۔ پھر مجھے پاگل خانے کا خَیال آیا کہ مجنون اور پاگل لوگوں اور ان کے اَفْعَال کو دیکھ کر شاید میرے دل کی گھٹن خَتْم ہو جائے۔ وہاں داخِل ہوتے ہی میں نے اپنے دل سے غم کو دور ہوتا ہوا محسوس کیا۔ میں بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوا: یا اللہ! یہاں آنے کے لئے تونے مجھے چلایا اور بیدار کیا؟ تو مجھے ایک آواز آئی: یہاں ہم تمہیں اپنی حِکْمَت کے تحت لائے ہیں۔ فرماتے ہیں: میں پاگلوں کی طرف بڑھا تو میں نے ایک زرد رُو باندی کو دیکھا، جس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور وہ اللہ کے ذِکْر میں مشغول تھی۔ میں نے سنا کہ وہ اس مَفْہُوم کے چند اشعار پڑھ رہی تھی: میں اللہ کی پناہ طلب کرتی ہوں کہ بغیر کسی جُرم کے میرے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیئے گئے ہیں حالانکہ میں نے خیانت کی ہے نہ چوری، میرے سینے میں بھی ایک دل ہے جسے میں جلتا ہوا محسوس کرتی ہوں، اے میرے دل کی آرزو! تو یقیناً حق پر ہے، اگر میں نے تجھے پورا نہ کیا تو گویا محض اپنی باتوں سے تجھے دھوکے میں مبتلا رکھوں گی۔ آپ رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں نے قریب کھڑے ہوئے نگہبانوں سے پوچھا: اسے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اس کی عقل زائل ہوچکی ہے، اس لئے اس کے آقا نے اسے قید کر دیا ہے۔ جب باندی نے ان کی یہ بات سنی تو گہری سانس لیتے ہوئے مزید کچھ اشعار پڑھنے لگی، جن کا مفہوم یہ ہے: اے لوگو! میں نے کوئی جرم نہیں کیا، بلکہ میں تو دیوانی ہوں اور میرا دل ہی میرا محبوب دوست ہے اور تم نے میرے ہاتھ باندھ رکھے ہیں، حالانکہ میں نے سوائے محبّت کے کوئی جُرم نہیں کیا، میں تو اپنے محبوب کی محبَّت میں فنا ہوں اور اس کے در سے ہٹنے والی نہیں، تم جو کچھ میرے لئے بہتر سمجھتے ہو وہ میرے لئے بُرا ہے اور جو میرے لئے بُرا سمجھتے ہو وہ میرے لئے بہتر ہے۔

حضرت سَری سقطی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اس کا یہ کلام سن کر میں رونے لگا، میرا دل بے

قرار ہو گیا، جب اس نے میرے چہرے پر آنسو بہتے ہوئے دیکھے تو کہنے لگی: اے سَری! اوصافِ الٰہیہ سن کر آپ کا یہ حال ہو گیا تو اگر آپ کو اس کا کماحقُّہٗ عرفان حاصِل ہو جائے تو پھر آپ کا حال کیا ہو گا؟ میں نے کہا: تعجب ہے، مجھے یہ باندی کیسے پہچانتی ہے؟ جبکہ میری اس سے پہلے کبھی ملاقات ہوئی تھی نہ کوئی جان پہچان تھی۔ تو اُس نے کہا: اے سَری! جب سے مجھے معرِفت حاصِل ہوئی ہے، میں جاہل نہیں رہی۔ جب سے عِبادَت میں مشغول ہوئی ہوں کبھی غافل نہیں ہوئی، جب سے وِصَال ہوا کبھی جُدائی نہیں ہوئی، جب سے اس کا دیدار کیا تب سے حجاب حائل نہ ہوا اور اہلِ درجات تو ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔ [1]

73: مخفی اسرار کی عارفہ

حضرت یزید بن حباب رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میرا گزر حضرت حمدونہ مجنونہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے قریب سے ہوا جو ایک چوراہے پر اُون کا جبہ پہنے بیٹھی تھیں، جس کی آستینوں پر سیاہی سے یہ شعر لکھا ہوا تھا:

سَلَبَ الرُّقَادَ عَنِ الْجُفُوْنِ تَشَوُّقٌ

فَمَتَی اللِّقَاءُ یَاوَارِثَ الْاَ مْوَاتِ

یعنی میرے شدتِ شوق نے آنکھوں سے نیند کو دور کر دیا، اے موت عطا فرمانے والے! تجھ سے ملاقات کب نصیب ہو گی۔

میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا: کیا تم یزید بن حباب نہیں ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! مگر آپ نے کیسے پہچانا؟ فرمانے لگیں: میں نے مخفی اسرار کی معرفت سے تعلّق رکھا تو ملکِ جبّار کے بتانے سے تمہیں پہچان لیا۔ [2]

[1] ... الروض الفائق، ص 290 مختصراً
[2] ... آنسوؤں کا دریا، ص 195

74:میدانِ اسرار کی عارفہ

حضرت ذوالنون مصری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار طواف کر رہا تھا، اچانک ایک نور چمکا اور آسمان تک جا پہنچا، مجھے تعجب ہوا، بہر حال میں طواف سے فارِغ ہو کر کعبہ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور اس نور کے بارے میں غور و فکر کر ہی رہا تھا کہ میں نے درد میں ڈوبی ہوئی ایک آواز سنی۔ جب آواز کا پیچھا کیا تو ایک لڑکی کو دیکھا جو کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر اس مفہوم کے اشعار پڑھ رہی تھی:اے میرے حبیب!تو خوب جانتا ہے کہ کون میرا حبیب ہے؟ جسم کی لاغری اور آنسو دونوں میرا راز ظاہِر کر رہے ہیں۔ بے شک میں نے مَحبَّت کو چھپایا یہاں تک کہ پوشیدگی کے سَبَب میرا سینہ تنگ ہو گیا۔اس کی باتیں سن کر میں رونے لگا۔ پھر اس نے کہا: میرے حبیب تیری اس مَحبَّت کے صَدْقے جو تجھے مجھ سے ہے مجھے بخش دے۔ میں نے کہا:اے لڑکی!کیا تجھے یہ کافی نہ تھا کہ یہ کہتیں:میری اس مَحبَّت کے صَدْقے جو مجھے تجھ سے ہے۔اس نے کہا:اے ذُوالنُّون!مجھ سے دور ہو جایئے!کیا آپ کو معلوم نہیں اللہ پاک کے کچھ بندے ایسے ہیں جو اللہ پاک سے مَحبَّت کرتے ہیں اور اللہ ان سے مَحبَّت فرماتا ہے؟ بلکہ اللہ کی مَحبَّت ان کے ساتھ ان کی مَحبَّت سے پہلے ہوتی ہے۔ کیا آپ کو یہ فرمان باری تعالیٰ یاد نہیں:

فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ (پ6،المائدۃ:54)

ترجمۂ کنز الایمان:تو عنقریب اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ ان کا پیارا۔

لِہٰذا یہاں اللہ پاک کی مَحبَّت ان کی مَحبَّت سے پہلے ہوئی۔ میں نے پوچھا: آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ میں ذُوالنُّون ہوں؟لڑکی نے جواب دیا: جب دلوں نے میدانِ اَسرار میں چکر لگایا تو میں نے آپ کو اللہ کی معرفت سے پہچان لیا۔[1]

[1]...روض الریاحین، ص375

75: عشقِ الٰہی میں سرشار ولیہ

حضرت زَہرَاء والہہ رحمۃ اللہِ علیہا کا شمار اللہ پاک سے مَحبّت کرنے والیوں میں سے بے خود لیکن عقلمند اور معرفتِ الٰہیہ سے سرشار عظیم خواتین میں ہوتا ہے، بلاشبہ ان کی ایک بیٹی بھی انہی کی طرح عشقِ الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن تھیں، حضرت ذُوالنُّون مصری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بَیۡتُ الۡمُقَدَّس کے پہاڑوں میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میں نے ایک آواز سنی، کوئی کہہ رہا تھا: اے بے حد اور بے انتہا نعمتوں والے! اور اے جود و کرم اور حقیقی بقا والے! اپنی قدرت کی سیر کرانے میں میرے دل کی بَصَارَت کو دراز فرما اور اے لُطف و کرم فرمانے والے! میری ہِمَّت کو اپنے لُطف و کرم کے ساتھ متصل فرما اور اے رءوف و رحیم! مجھے اپنے جَلَال کے صَدقے متکبر اور سرکشوں کے راستے سے پناہ عطا فرما، تنگی اور فراخی دونوں حالتوں میں مجھے اپنا خادم اور طالب بنا، اے میرے دل کو روشن کرنے والے اور اے مَطۡلُوبِ حقیقی تو میرا ساتھ دے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس آواز کو تلاش کرتے ہوئے ایک نیک خاتون کے پاس جا پہنچا جو عِبَادَت و ریاضت کی وجہ سے جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو چکی تھیں، ان کے جسم پر اُون کا لِباس اور بالوں سے بنا ہوا دوپٹّا تھا، انہیں عِبَادَت و ریاضت نے کمزور، غموں نے فنا اور عِشقِ الٰہی نے قتل کر ڈالا تھا، میں نے سلام کیا تو انہوں نے مجھے میرے نام سے مخاطب کرتے ہوئے سلام کا جواب دیا، جس پر میں نے تعجب سے کہا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ! آپ نے میرا نام کیسے جان لیا حالانکہ آپ نے مجھے کبھی نہیں دیکھا؟ بولیں: مجھ سے میرے محبوبِ حقیقی نے اسرار کے پردے ہٹا دیئے، میرے دل کے اندھے پن کو دور کر دیا اس لیے میں نے آپ کا نام جان لیا۔ [1]

[1] ...روض الریاحین، ص66 مختصراً

www.dawateislami.net

76:ہوا میں پرواز کرنا

ایک بار حضرت ابو عبدُ اللہ مغربی رحمۃُ اللہِ علیہ حج کے لیے نکلے تو راستے میں ان کی ملاقات ایک ایسی خاتون سے ہوئی جو ہاتھ، پاؤں سے معذور اور دونوں آنکھوں سے نابینا تھی۔ آپ رحمۃُ اللہِ علیہ نے ان سے تعجب سے پوچھا: اے اللہ کی بندی! کہاں سے آئی ہیں اور کہاں جانے کا اِرادہ ہے؟ فرمانے لگیں: اللہ کی طرف سے آئی ہوں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ انہوں نے حیرانی سے عرض کی: آپ معذور ہیں اور اس حَالت میں ایسے جنگل میں ہیں کہ جس میں کوئی مَدد کرنے والا بھی نہیں۔ اس پر وہ حیران ہو کر بولیں: ذرا آپ اپنی آنکھیں بند کرکے کھولئے۔ میں نے ایسے ہی کیا تو وہ بیت اللہ شریف کے غلاف کو پکڑے ہوئے تھیں۔ پھر فرمایا: اے ابو عبد اللہ! آپ کمزور بڑھیا پر تعجب کر رہے ہیں کہ اللہ نے اس کو اپنے گھر پہنچا دیا ہے۔ اس کے بعد وہ زمین اور آسمان کے درمیان چلتی ہوئی میری آنکھوں سے اوجھل ہو گئیں۔ [1]

77:ہوا میں مُصَلّٰی

ایک روز حضرت رابعہ بصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا دریائے فرات کے کنارے پر موجود تھیں کہ حضرت حسن بصری رحمۃُ اللہِ علیہ بھی وہاں تشریف لے آئے اور پانی پر مصلّٰی بچھا کر ان سے فرمایا: آیئے! ہم دونوں نماز ادا کریں۔ لیکن آپ رحمۃُ اللہِ علیہا نے جواب دیا: اگر یہ مخلوق کے دکھاوے کے لئے ہے تو بہت اچھا ہے، کیونکہ دوسرے لوگ ایسا کرنے سے قاصر ہیں۔ پھر آپ نے اپنا مصلّٰی ہوا کے دوش پر بچھا کر فرمایا: آیئے! دونوں یہاں نماز ادا کریں تاکہ مخلوق کی نگاہوں سے اوجھل رہیں۔ پھر حضرت حسن بصری رحمۃُ اللہِ علیہ کی دلجوئی کی خاطر آپ نے فرمایا: جو فعل آپ نے سرانجام دیا وہ تو پانی کی معمولی سی مچھلیاں بھی کر سکتی ہیں اور جو میں نے کیا

[1] ... طبقات الصوفیۃ للمناوی، 4/226

وہ ایک حقیر سی مکھی بھی کر سکتی ہے لیکن حقیقت کا ان دونوں سے کوئی تعلق نہیں۔ [۱]

78: میت پرواز کر گئی

ہوا میں اڑنے کو بھی علمائے کرام نے کرامت شمار کیا ہے، جیسا کہ آپ نے مذکورہ دونوں حکایات میں ملاحظہ فرمایا، البتہ! تاریخ میں ایسی مثال بھی موجود ہے کہ اللہ پاک کے صالحین و صالحات نے ہوا میں پرواز ہی نہیں کی بلکہ بعد مرنے کے ان کی میتیں تک ہوا کے دوش پر جہاں اللہ پاک نے چاہا پرواز کر گئیں۔ جیسا کہ فقیہِ عصر حضرت یغمور بن خالد رحمۃُ اللہِ علیہ اپنے اصحاب سے یہ واقعہ بیان کیا کرتے تھے کہ ایک بار میرے پاس حضرت ابو مہدی رحمۃُ اللہِ علیہ تشریف لائے اور فرمایا: اے یغمور! میرے ساتھ ایک بچی کی زیارت کے لئے ہسکوریہ [۲] چلئے، وہ ابھی اگرچہ نابالغ ہے مگر اللہ پاک کی ولیہ ہے۔ ہم جبل درن کی ایک غار میں پہنچے جہاں وہ بچی لوگوں سے الگ تھلگ قیام پذیر تھی، بوقتِ مُلاقات اس نے میرے ساتھ کچھ ایسے علوم کی باتیں کیں جنہیں میں نہ جانتا تھا، وہ اس وقت بیمار بھی تھی، ہم ملاقات کرکے واپس آگئے، پھر دوسرے دن دوبارہ اس سے ملنے کیلئے غار کے قریب پہنچے تو حضرت ابو مہدی رحمۃُ اللہِ علیہ فرمانے لگے: لگتا ہے کہ یہ بچی حالَتِ نزع میں ہے، کیونکہ میں غار سے نور کی شعاعیں پھوٹتی دیکھ رہا ہوں۔ بَہَر حَال ہم غار میں داخل ہوئے تو واقعی وہ آخری سانسیں لے رہی تھی، اس آخری وقت میں اس نے حضرت ابو مہدی رحمۃُ اللہِ علیہ سے عرض کی: جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے میرے اسی پھٹے پرانے کپڑے سے ڈھانپ دیجئے گا، پھر فلاں جگہ میرے والدین رہتے ہیں ان کے پاس جا کر میرا اسلام کہئے گا اور میرا حال بھی انہیں بتا دیجئے گا۔ اتنے میں وہ فوت ہو گئی تو ہم اس کی وَصِیَّت کے مطابق

[۱] ... تذکرۃ الاولیا، ص69

[۲] ... ہسکوریہ مراکش کا ایک علاقہ ہے جو مراکش شہر سے سجلماسہ کے راستے میں دُرْعَہ کے قریب واقع ہے اس کا مشہور نام اُورْزَازَات ہے۔

www.dawateislami.net

کپڑا ڈال کر ابھی غار سے باہر نکلے ہی تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ اس کی مِیّت ہوا میں پرواز کر گئی، ہم اس کے والدین کے گھر پہنچے تو مرحومہ کی والدہ نے ہم سے کہا: میرا خیال ہے کہ آپ لوگ میری بچی کا کوئی پیغام لے کر آرہے ہیں؟ ہم نے انہیں ساری بات بتا دی اور تعزیت کرکے واپس آ گئے۔ [1]

79:نور کا رسّہ

حضرت شیخ صَفِیُّ الدِّین بن ابو منصور رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بہت بڑی شان والی عورت دیکھی جس کی اولیائے کرام اور علمائے عُظّام بھی تعظیم و توقیر کرتے ہیں۔ افریقہ کی رہنے والی تھیں اور ان کا نام سِتُّ الْمُلُوک تھا۔ حضرت سِتُّ الْمُلوک رحمۃُ اللہِ علیہا بَیْتُ الْمُقَدَّس اس وقت گئیں جب وہاں شیخ کبیر الشان حضرت علی بن عَلیس یمانی رحمۃُ اللہِ علیہ موجود تھے۔ آپ نے بتایا کہ میں بَیْتُ الْمُقَدَّس میں تھا اس وقت میں نے نور کا ایک رسّہ آسمان سے گنبد کی طرف لٹکا ہوا دیکھا جو مَسْجِد میں تھا۔ میں گنبد کی جانِب چل پڑا جب اس جگہ پہنچا تو میں نے اس گنبد میں حضرت سِتُّ الْمُلُوک رحمۃُ اللہِ علیہا کو موجود پایا اور وہ نور جس کا میں نے مُشاہَدہ کیا وہ ان کے ساتھ متصل تھا۔ میں نے ان سے عرض کی: آپ مجھے اپنا دینی بھائی بنا لیں۔ تو انہوں نے میری درخواست مَنْظُور کرلی۔ [2]

یہاں یہ بات جاننا فائدے سے خالی نہ ہوگا کہ کسی سے منہ بولا رشتہ قائم کرنا اگرچہ جائز ہے اور اس کی مثالیں بھی موجود ہیں، مگر یاد رکھئے! شَیْخِ طریقت، اَمیرِ اَہْلِ سنّت دامت بَرَکاتُہُمُ العالیہ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب پردے کے بارے میں سوال جواب نامی کتاب کے صفحہ نمبر 67 پر منہ بولے رشتوں کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں: کسی کو باپ، بھائی

[1] ... التشوف الی رجال التصوف، ص265

[2] ... جامع کرامات اولیا، 2/73

www.dawateislami.net

یا منہ بولا بیٹا بنالینے سے وہ حقیقی باپ، بھائی اور بیٹا نہیں بن جاتا۔ ان سے تو نِکاح بھی دُرُست ہے۔ ہمارے مُعاشَرے میں منہ بولے رشتوں کا رَواج عام ہے، کوئی مرد کسی کو ماں بنائے ہوئے ہے، کوئی لڑکی کسی کو بھائی بنا بیٹھی ہے تو کسی خاتون نے کسی کو بیٹا بنالیا ہے، کوئی کسی جوان لڑکی کا مُنہ بولا چچا ہے تو کوئی مُنہ بولا باپ اور پھر بے پردگیوں، بے تکلفیوں اور مخلوط دعوتوں کے گناہ و پاپ کا وہ سیلاب ہے کہ الامان و الحفیظ۔ صِنْفِ مُخالِف کے ساتھ منہ بولے رشتے قائم کرنے والوں اور والیوں کو اللہ پاک سے ڈرتے رہنا چاہئے۔ یقیناً شیطان پہلے سے بول کر وار نہیں کرتا۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے: دنیا اور عورَتوں سے بچو کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورَتوں کی وجہ سے اُٹھا۔ [1]

مذکورہ حکایت میں جیسا کہ ذکر ہوا ہے کہ حضرت سِتُّ الْمَلُوک رحمۃُ اللہِ علیہا جس جگہ موجود تھیں، وہاں سے نور کا ایک رسہ حضرت شیخ صَفِیُّ الدِّین بن ابو منصور رحمۃُ اللہِ علیہ کو دکھائی دیا جو خود بھی ایک نیک اور صالح بزرگ تھے، مگر یہ نور ہر فرد نہیں دیکھ پایا، لیکن تاریخ میں ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ اللہ والیوں کے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد ان کی قبروں سے نور نکلتا کئی افراد نے دیکھا۔ چنانچہ اسی ضمن میں مزید دو بزرگ خواتین کا تذکرہ پیشِ خدمت ہے جن کی قبور سے نور نکلتا لوگوں نے دیکھا۔

80: مقامِ قبر سے نور کا ظہور

حضرت مریم بنتِ عبد اللہ رحمۃُ اللہِ علیہا کی قَبْر مٹی کے ڈھیر کے نیچے دبی ہوئی تھی۔ گردو نواح کے لوگ یہاں سے سُتُون کی طرح بلند اور سیدھا نور نکلتا ہوا دیکھا کرتے تھے، یہ نظارہ اکثر راتوں کو ہوتا تھا۔ یہ خَبَر اس وقت کے گورنر کو ملی تو اس نے اُس جگہ کو کھدوایا تو قَبْر ظاہِر

[1] ... مسلم، ص1051، حدیث: 2742

www.dawateislami.net

ہوئی۔ اس پر ایک تختہ نَصب تھا جس پر آپ کا نسب لکھا ہوا تھا۔ اس نے یہاں مَسْجِد تعمیر کرنے کا حُکم دیا، اس پر گنبد بنوایا اور آپ کی قَبْر کے سرہانے تختہ نَصب کروایا۔ یہ مَسْجِد دعا کی قبولیَّت کے لیے مشہور ہے۔[1]

81: نور کا ستون

حضرت محمد بن یحییٰ رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت مُنَیَّہ بِنْتِ میمون رحمۃُ اللہِ علیہا کے مزار پر حاضر تھا، اچانک مجھے آپ کی قبرِ مبارک سے ہانڈی سے بھاپ اٹھنے کی طرح کوئی چیز اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی، وہ نور کا ایک ستون تھا جو آپ کی قبرِ مبارک سے آسمان تک بلند ہو گیا جس کی روشنی اتنی زیادہ تھی کہ سورج کی روشنی پر بھی غالب آگئی۔[2] بلکہ ایک قول کے مطابق آپ رحمۃُ اللہِ علیہا کی قبرِ مبارک سے بھاپ کی طرح نکلنے والے اس نور کو ہر ایک دیکھ سکتا تھا۔[3]

معلوم ہوا جن ہستیوں نے اپنی زندگیاں اللہ کی یاد میں گزاریں ان کی قبروں کے روشن ہونے کی گواہی دنیا نے دی اور ایسے واقعات کے ظہور سے بلاشبہ ان عظیم ہستیوں کی عظمت کو ہر ایک نے جان لیا۔ مثلاً اُمُّ المومنین بی بی عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ شاہِ حبشہ حضرت نجاشی رحمۃُ اللہِ علیہ کے وصال کے بعد ان کی قبرِ مبارک سے ایک عرصہ تک نور نکلتا دکھائی دیتا رہا۔[4] جو اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھا کہ وہ بی بی آمنہ کے پھول، رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر ایمان لانے میں حق پر تھے۔

82: پانی سے چراغ روشن

حضرت اُمِّ احمد قابلہ مصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا کا شمار بھی انتہائی بزرگ خواتین میں ہوتا ہے، آپ

[1] ... جامع کرامات اولیا، 2/383
[2] ... التشوف الی رجال التصوف، ص317
[3] ... رباط شاکر، ص47
[4] ... سیرت ابن اسحاق، ص219

www.dawateislami.net

کے ایک بیٹے بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میری والدہ محترمہ نے سخت سردی کی رات مجھ سے فرمایا: بیٹا! چراغ جلا دو۔ میں نے عرض کی: امی جان! ہمارے پاس تیل نہیں ہے۔ تو فرمانے لگیں: اللہ کا نام لے کر چراغ میں پانی ڈال لو۔ میں نے چراغ میں پانی ڈال کر جلایا تو وہ جلنے لگا۔ میں نے عرض کی: امی جان! کیا پانی سے بھی چراغ جلتا ہے؟ فرمایا: بیٹا! ایسا ہوتا تو نہیں لیکن جو اللہ پاک کی اِطاعَت کرتا ہے ہر چیز اس کی مطیع ہو جاتی ہے۔ [1]

اے صحابیات و صالحات کی چاہنے والی اسلامی بہنو! دیکھا آپ نے اطاعتِ خداوندی کی پیکر اللہ پاک کی نیک بندی حضرت اُمِّ احمد قابلہ مصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا نے پانی سے چراغ روشن کر دیئے، بلاشبہ یہ آپ کی کرامت تھی کہ آپ نے پانی سے چراغ کو روشن کر دیا، حالانکہ پانی سے آگ بجھ جاتی ہے، مگر یہاں پانی سے آگ کا جلنا بلاشبہ کرامت ہے، مگر تاریخ میں ہماری بزرگ خواتین سے ایسی کرامات بھی مروی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کی انگلیوں سے روشنی پھوٹتی اور بعض کے پورے گھر میں بغیر کسی واسطے کے روشنی رہتی۔

83: گھر روشن ہی رہتا

حضرت حَفْصَہ بنتِ سِیرِین رحمۃُ اللہِ علیہا بھی اللہ پاک کی باکرامت ولیہ تھیں۔ حضرت ہِشَام بن حَسَّان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت حَفْصَہ رحمۃُ اللہِ علیہا رات کے وقت چراغ جلاتیں اور کھڑی ہو کر اپنے مصلے پر نماز پڑھتی رہتیں، کئی مرتبہ ایسا ہوتا کہ چراغ بجھ جاتا لیکن پھر بھی صبح ہونے تک آپ رحمۃُ اللہِ علیہا کا گھر روشن رہتا۔ [2]

84: انگلیوں سے روشنی کا پھوٹنا

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمۃُ اللہِ علیہ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ شام کے وقت

[1] ... جامع کراماتِ اولیا، 1/ 488

[2] ... صفۃ الصفوۃ، المجلد الثانی، 4/ 22

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے ہاں تشریف لائے، چونکہ آپ کے ہاں روشنی کا کوئی خاص انتظام نہ تھا، لہٰذا جب رات کے وقت حضرت حسن بصری رحمۃُ اللہِ علیہ کو روشنی کی ضَرورت محسوس ہوئی تو آپ رحمۃُ اللہِ علیہا نے اپنی انگلیوں پر کچھ دَم کیا اور وہ ایسی روشن ہو گئیں کہ پورا مکان روشن ہو گیا، پھر یہ روشنی سحر تک قائم رہی۔[1]

حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃُ اللہِ علیہ یہ حکایت نقل فرمانے کے بعد تذکرۃ الاولیاء میں لکھتے ہیں کہ اگر کوئی معترض یہ کہے کہ یہ چیز بعید از قیاس ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے بھی ثابت ہے۔ اب کوئی اس پر یہ کہے کہ وہ تو نبی تھے تو اس سے کہا جائے گا کہ جو شخص صدقِ دل کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اطاعت کرتا ہے، اس کو اَنبیا کے معجزے میں سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور عَطا ہوتا ہے کہ خرقِ عادت شے کا اظہار اَنبیا کے حق میں معجزہ اور ولی کے حق میں کرامت کہلاتا ہے اور یہ کرامت صرف اِتّبَاعِ نبوت ہی سے حاصِل ہوتی ہے۔ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے کہ جس نے حرام کا ایک لقمہ (خوفِ خدا کی وجہ سے) ترک کیا تو وہ بھی نبوّت کا ایک درجہ پالیتا ہے۔ اسی طرح سچے خواب دیکھنے کو بھی نبوّت کے 40 حصوں میں سے ایک حصہ قرار دیا گیا ہے۔[2]

سچے خواب نبوت کا حصہ ہیں اور ان کے متعلق امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: سچے خواب اور نیند کی حالت میں غیب کی باتیں جان لینا قدرتِ الٰہیہ کے عجائبات میں سے ہے جس کا ظہور انسانی فطرت پر کبھی کبھار ہی ہوتا ہے۔[3] ذیل میں سچے خوابوں پر مشتمل صحابیات کی دو کرامات ذکر کی جارہی ہیں:

[1] ...تذکرۃ الاولیا، ص70

[2] ...تذکرۃ الاولیا، ص70

[3] ...احیاء العلوم مترجم، 5/645

www.dawateislami.net

85:ام المومنین کا سچا خواب

حضرت مسروق رحمۃُ اللہِ علیہ سے مروی ہے کہ (جنگ جمل سے پہلے) اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہُ عنہا نے مجھ سے ارشاد فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میں ایک ٹیلے پر ہوں اور میرے ارد گرد گائیں ہیں جنہیں ذبح کیا جارہا ہے۔ تو میں نے اس خواب کی یہ تعبیر عرض کی کہ اگر آپ کا خواب سچا ہے تو ضرور آپ کے ارد گرد جنگ ہوگی (اور واقعی ایسا ہی ہوا)۔[1]

86:صحابیہ کا سچا خواب

حضرت انس رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اچھے خواب (سننا) پسند تھے، آپ صحابۂ کرام سے پوچھا کرتے: تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ عرض کرتا تو آپ اس کی تعبیر بیان فرمادیتے۔ ایک دن ایک عورت آئی اور اس نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! میں نے رات خواب دیکھا کہ مجھے جنت میں داخل کردیا گیا ہے، اچانک میں نے کسی چیز کے گرنے کی وجہ سے اتنی زور دار آواز سنی کہ جنت بھی لرز اٹھی اور پھر میں نے فلاں فلاں کو دیکھا۔ یہاں تک کہ اس نے 12 افراد شمار کئے۔ حالانکہ ان سب لوگوں کو آخری نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک جنگی مہم پر روانہ فرمایا تھا۔ (اس عورت نے مزید بتایا کہ) ان 12 افراد کو اس حال میں لایا گیا کہ ان پر ریشمی لباس تھے مگر ان کی شہ رگ سے خون بہہ رہا تھا، حکم ہوا کہ ان کو بَیْدَخ نامی نہر پر لے جاؤ۔ انہیں اس نہر میں غوطہ دے کر نکالا گیا تو ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہے تھے، پھر ان کے لئے سونے کی کرسیاں لگا کر انہیں بٹھایا گیا اور ان کے سامنے سونے کے طشت لائے گئے جن پر نیم پختہ کھجوریں تھی، انہوں نے جتنی چاہیں اس میں سے کھائیں، بلکہ ان کا جس طرف سے

[1] ... مستدرک، 5/16، حدیث:6804

دل کرتا اسی طرف سے کھا رہے تھے اور میں نے بھی کھانے میں ان کا ساتھ دیا۔ اتنے میں اسی جنگی مہم کی کامیابی کی خوشخبری لے کر ایک شخص آیا اور اُس نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم! اس جنگی مہم کے دوران یہ یہ ہوا اور فلاں فلاں صحابی شہید ہوگئے ہیں۔ جب اس نے شہدا کی تعداد شمار کی تو وہ 12 افراد ہی تھے کہ جن کا اس عورت نے خواب میں ذکر کیا تھا۔ [1]

87: دل کی بات جان لی

کسی کی دل کی بات جان لینا بلاشبہ کرامت ہے اور ایسی کرامات بھی اللہ پاک کی نیک بندیوں سے ثابت ہیں۔ جیسا کہ حضرت محمد بن علی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ایک دن میں حضرت مُنَیَّہ بِنْتِ میمون رحمۃُ اللہِ علیہا کی زیارت کے لئے حاضر ہوا، وہاں ان کے بھتیجے ابوالحسن العربی بھی مَوجُود تھے۔ فرمانے لگیں: اے محمد! میرا بھتیجا علی العربی بھی گزشتہ رات میرے پاس ہی تھا، ہم (حضرت) عیسیٰ بن موسیٰ (رحمۃُ اللہِ علیہ) کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں ہر طرف سے ہم پر انوار کی بارش ہو رہی ہے۔ ابھی انہوں نے یہی فرمایا تھا کہ میرے دل میں خیال آیا: (حضرت) عیسیٰ بن موسیٰ (رحمۃُ اللہِ علیہ) نے یہاں کیونکر پوری رات گزاری حالانکہ وہ جوان ہیں۔ ادھر میرے دل میں یہ خیال آیا ادھر آپ فرمانے لگیں: ارے بیٹے! مجھ پر تہمت کیوں لگاتے ہو؟ میں تو پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ میرے ساتھ میرا بھتیجا بھی موجود تھا۔ اے علی! بتاؤ کیا تم گزشتہ رات میرے پاس نہیں تھے؟ ان کے بھتیجے نے جی ہاں کہہ کر جواب دیا تو مجھے اندر ہی اندر شرمندگی ہونے لگی، کچھ عرصے بعد میری ملاقات حضرت عیسیٰ بن موسیٰ رحمۃُ اللہِ علیہ سے ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا: جب آپ نے حضرت مُنَیَّہ بِنْتِ میمون رحمۃُ اللہِ علیہا اور ان کے بھتیجے کو ان کے گھر نماز پڑھائی تو کیا آپ نے بھی نور کا برسنا دیکھا تھا؟ فرمانے لگے: اللہ پاک کی قسم! میں قبلے

[1] ... موسوعہ ابن ابی الدنیا، 3/148، حدیث: 311

www.dawateislami.net

سے منہ پھیرنے تک مسلسل اس نور کا برسنا دیکھتا رہا تھا۔ (1)

88:راز بتادیا

بڑے بڑے اولیائے کرام رحمۃُ اللہِ علیہم حضرت شعوانہ رحمۃُ اللہِ علیہا کی خدمت میں دُعا کے لئے آیا کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت فُضَیل بن عیاض رحمۃُ اللہِ علیہ آپ کے پاس تشریف لائے اور اپنے حق میں دعا کی درخواست کی تو فرمانے لگیں: اے فُضَیل! کیا اللہ پاک اور آپ کے مابین یہ رازدارانہ عَہد نہیں ہے کہ آپ اگر دعا کریں گے تو وہ قبول فرمائے گا؟ یہ سنتے ہی حضرت فُضَیل رحمۃُ اللہِ علیہ چیخ مار کر بے ہوش ہوگئے۔ (2)

89:دل کی بات سے باخبر

حضرت شیخ ابو عبد اللہ سِکَنْدَرِی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں کوہِ لکام کے اِرادے سے نکلا کہ کسی وَلِیُّ اللہ سے مُلَاقات کرکے کچھ روحانی اِسْتِفَادَہ کروں، اتفاقاً میں ایک روز بلند آواز سے عشق و محبت پر مبنی چند اَشْعار پڑھ رہا تھا جنہیں سن کر ایک خاتون وہاں تشریف لے آئیں۔ میں نے دل میں کہا: اے کاش! کسی مرد سے مُلَاقات ہوتی تو اچھا تھا۔ یہ خیال ابھی دل میں آیا ہی تھا کہ وہ بولیں: اے ابو عبد اللہ! تمہارا حال بھی عجیب ہے بھلا جس شخص کو عورتوں کے مقامات تک بھی رسائی حاصِل نہ ہو وہ مَردوں سے ملنے کی تمنا کیا کرے! میں نے کہا: آپ نے بہت بڑا دعویٰ کیا ہے۔ بولیں: وہ دعویٰ تو حَرام ہے جو بلا دلیل ہو۔ میں نے عرض کی: آپ کے پاس کونسی دلیل ہے؟ بولیں: مالِکِ حقیقی میرے لیے ایسا ہے جیسے میں اِرادہ کرتی ہوں کیونکہ میں اس کے لیے ایسی ہی ہوں جیسا اس کا اِرادہ ہے۔ میں نے کہا: اگر یہ بات ہے تو میں چاہتا ہوں کہ ابھی بھنی ہوئی مچھلی آجائے۔ بولیں: تم نے بہت ادنیٰ چیز کا سوال کیا اور اس سے تمہارے مَقام کی

(1) ...التشوف الی رجال التصوف، ص317
(2) ...روض الریاحین، ص177

پستی اور کھانے پینے کی دلچسپی ظاہِر ہو گئی، یہ کیوں نہ سوال کیا کہ اللہ پاک شوق کے ایسے بازو عَطا فرمائے جن سے اس کی طرف پرواز کر سکو، جیسے میں پرواز کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ پرواز کر گئیں۔ ابو عبد اللہ نہایت نادِم ہوئے، انہیں اپنی پستی کا دَرد ستانے لگا اور اس خاتون کے مرتبے کا اعتراف ان کی رُوح کی گہرائیوں تک اترتا چلا گیا، پھر آپ اس خاتون کے پیچھے دوڑے اور عرض کی: اے سیدہ! آپ کو اس ذاتِ واجب کا واسطہ جس نے آپ کو نوازا اور مجھے مَحرُوم رکھا! آپ کو بخشا اور مجھے بے نصیب کیا۔ میرے حق میں کچھ دعا ہی کرتی جائیں۔ وہ بولیں: تمہیں تو مردوں کی دعا مطلوب ہے عورتوں سے کیا سروکار۔ [1]

دعاؤں کی قبولیت

دعاؤں کی فوری قبولیت بھی کرامت کی اقسام میں سے ہے۔ تاریخِ اسلام میں کثیر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پاک کی نیک بندیوں نے جب بھی بارگاہِ خداوندی میں کوئی التجا کی تو وہ قبول ہوئی۔ جیسا کہ ذیل میں اسی سلسلے سے متعلق چند حکایات پیشِ خدمت ہیں:

90: دعا کی برکت

تابعی بزرگ حضرت حُمید بن ہلال رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: طُفاوَۃ قبیلے کا ایک شخص ہمارے پاس سے ہو کر گزرتا تھا، ایک دن وہ ہمارے محلے میں آیا اور اس نے بتایا کہ میں اس بار ایک قافلے کے ساتھ مدینے گیا تھا، اپنا سامانِ تجارت بیچا اور سوچا کہ مکی مدنی، رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے بھی ملتا چلوں تاکہ واپس جا کر اپنی قوم کو ان کے حالات بتا سکوں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک گھر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس میں ایک عورت رہتی تھی، ایک مرتبہ وہ مسلمانوں کے ایک لشکر کے ساتھ گئی

[1] ...روض الریاحین، ص 67 مختصراً

www.dawateislami.net

اور اپنے پیچھے 12 بکریاں اور ایک کپڑا کاتنے کا تکلا کہ جس سے وہ کپڑا بُنتی تھی، چھوڑ گئی تھی۔ جب وہ واپس آئی تو ایک بکری اور وہ کپڑا بننے والا تکلا موجود نہ تھا۔ اس نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی: یا اللہ! تو نے اپنی راہ میں نکلنے والوں کو ضمانت دے رکھی ہے کہ تو ان (کی عدم موجودگی میں ان کے مال و اسباب) کی حفاظت کرے گا، اب میری ایک بکری اور کپڑا بننے والا تکلا غائب ہے، میں تجھ سے ان دونوں کی واپسی کا سوال کرتی ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس خاتون کے شدت سے دعا مانگنے کا تذکرہ فرمایا اور بتایا کہ اللہ پاک نے اس خاتون کو اس کی بکری اور تکلے کے ساتھ ایک اور بکری اور تکلا عطا فرمادیا۔ ①

91: جو چاہا ہو کر رہا

حضرت انس رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت اُمِّ حارثہ رضی اللہُ عنہا نے ایک شخص کو زخمی کر دیا، وہ لوگ مقدمہ لے کر بی بی آمنہ کے پھول، رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے فرمایا: قصاص ہو گا۔ تو ان کی والدہ حضرت اُمِّ رُبَیع رضی اللہ عنہا بولیں: اے اللہ کے رسول! کیا فلاں عورت سے قصاص لیا جائے گا؟ نہیں، اللہ کی قسم! اس سے کبھی بھی قصاص نہ لیا جائے گا۔ صاحِبِ قرآن، محبوبِ رحمٰن صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: سبحانَ اللہ! اے اُمِّ رُبَیع! قصاص تو اللہ پاک کی کتاب کا حُکم ہے۔ پھر بھی وہ قصاص دینے پر راضی نہ ہوئیں، یہاں تک کہ مدعی نے دیت قبول کر لی۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کے بعض بندے ایسے بھی ہیں جو اللہ پاک کے بھروسے پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ ②

اس حکایت سے یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت اُمِّ

① ... مسند امام احمد، 7/366، حدیث: 20689
② ... مسلم، ص710، حدیث: 4374

www.dawateislami.net

رُبَیع رضی اللہُ عنہا کو قرآن کا بتایا کہ قصاص ہو گا تو انہوں نے سرکار کے حکم کا انکار کیوں کیا؟اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ حضور قصاص مانگنے والوں سے اُمِّ حارِثہ کی شفاعت کریں تاکہ وہ لوگ قصاص معاف کرکے دیت پر راضی ہو جائیں اور بالآخر ایسا ہو بھی گیا۔ [1]

92:جو کہا ہو کر رہا

جب امیر المومنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ کا محاصرہ کیا گیا اس وقت اُمُّ المومنین حضرت اُمِّ حبیبہ رضی اللہُ عنہا آپ کی خبر گیری کے لئے تشریف لائیں تو شرپسندوں میں سے ایک شخص نے آپ رضی اللہُ عنہا کو کسی طرح حجاب کے باوجود دیکھ لیا، پھر وہ لوگوں کو اس بارے میں بتانے لگا تو آپ نے اسے یوں بددعا دی: اللہ پاک اس کا ہاتھ کاٹے اور اسے بے پردہ کرے۔ اللہ پاک نے آپ کے ان کلمات کو یوں پورا فرمایا کہ ایک شخص نے اس پر تلوار سے وار کرکے اس کا سیدھا ہاتھ کاٹ دیا تو وہ اپنی چادر کو منہ میں دبا کر یا الٹے ہاتھ سے پکڑ کر بھاگا۔ اس وقت اس کی حالت یہ تھی کہ اس کا ستر نظر آرہا تھا۔ [2]

93:زوجۂ عثمانِ غنی کی بددعا

بنی راسِب کے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ کعبے کا طواف کرتے ہوئے میں نے ایک نابینا شخص کو یہ کہتے سنا: یا اللہ! مجھے بخش دے اور مجھے معلوم ہے کہ تو مجھے نہیں بخشے گا۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ وہ بولا کہ میرا قصہ بڑا عجیب ہے۔ میں اور میرے دوست نے یہ قسم کھائی تھی کہ امیر المومنین حضرت عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ کی شہادت کے بعد ہم ان کے چہرے پر طمانچے ماریں گے۔ پھر جب ان کی شہادت کے بعد ہم اپنی قسم پوری کرنے ان کے گھر گئے تو اس وقت اُن کا سر اُن کی زوجہ کی گود میں تھا۔ میرے دوست نے چہرے سے کپڑا اٹھانے کا

[1] ...شرح مسلم للنووی، الجزء11، 6/162
[2] ...موسوعہ ابن ابی دنیا، 2/328، حدیث:31

www.dawateislami.net

کہا تو انہوں نے پوچھا: کیوں؟ تو میں نے کہا کہ مجھے ان کے چہرے پر تھپڑ مارنا ہے۔ وہ بولیں: کیا تو ان کی اس شان پر راضی نہیں جو اللہ کے رسول نے بیان فرمائی ہے؟ پھر انہوں نے حضرت عثمانِ غنی رضی اللہُ عنہ کے چند فضائل بیان کئے تو میرا دوست باز آگیا، مگر میں باز نہ آیا۔ اس پر ان کی زوجہ نے مجھے یہ بد دعا دی: اللہ تیرے ہاتھوں کو خشک کر دے، تجھے اندھا کر دے اور تیرے گناہوں کو معاف نہ کرے۔ وہاں سے نکلتے ہی میرا ہاتھ سوکھ گیا، اس کے بعد اللہ پاک نے مجھے اندھا بھی کر دیا اور اب میرا خیال ہے کہ وہ مجھے نہیں بخشے گا۔[1]

94: جہنم سے پناہ کی سند مل گئی

ایک مرتبہ حضرت بشر حافی رحمۃُ اللہِ علیہ سخت بیمار ہو گئے تو حضرت آمنہ رملیہ رحمۃُ اللہِ علیہا ان کی عِیادَت کے لئے رملہ سے تشریف لائیں،[2] اتنے میں حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃُ اللہِ علیہ بھی تشریف لے آئے، ایک اجنبی خاتون کو ان کے پاس دیکھا تو پوچھا: یہ کون ہیں؟ حضرت بشر رحمۃُ اللہِ علیہ نے جب تعارف کروایا تو فرمانے لگے: ان سے عرض کریں کہ وہ ہمارے لئے دعا کریں۔ حضرت بشر حافی رحمۃُ اللہِ علیہ نے جب دعا کے لئے عرض کی تو انہوں نے یوں دعا فرمائی: یا اللہ! بشر بن حارث اور احمد بن حنبل جہنّم کی آگ سے تیری پناہ چاہتے ہیں، یا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْن! ان دونوں کو پناہ عطا فرما۔ حضرت امام احمد رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ جب رات ہوئی تو فضا سے میری طرف ایک رقعہ پھینکا گیا جس میں تحریر تھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم ہم نے پناہ کی درخواست

[1] ... موسوعہ ابن ابی الدنیا، 2/326، حدیث: 29

[2] ... نامحرم کی عیادت کے متعلق اَمیرِ اَہْلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ پردے کے بارے میں سوال جواب، صفحہ 192 پر فرماتے ہیں: **اِس طرح ایک دوسرے کی طرف رَغبت بڑھنے کا سخت اندیشہ ہے جو کہ تباہ کُن ہے۔** باقی رہا اللہ والوں کا باہم ایک دوسرے کی خدمت میں حاضر ہونا تو اس کے متعلق اسی کتاب کے گزشتہ صفحات میں تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

www.dawateislami.net

قبول فرمالی ہے اور ہمارے پاس عطا کیلئے اور بھی بہت کچھ ہے۔[1]

95: بینائی لوٹ آئی

حضرت شعیب بن محرز رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا و نیک بخت خاتون رمضان المبارک کی چوبیسویں رات میں بینا ہو گئیں۔ فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ایک جگہ میری اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے پوچھا: اے اللہ کی بندی! آپ نے کن الفاظ سے دعا مانگی کہ بینائی واپس آگئی؟ وہ نیک بخت خاتون بولیں: میں نے رات کے ابتدائی حصے میں نوافل شروع کئے، یہاں تک کہ سحری کا وقت ہو گیا، پھر اللہ پاک سے یوں دعا کی: یَا کَاشِفَ ضُرِّ اَیُّوب، یَا مَنْ رَّحِمَ شَیْبَۃَ یَعْقُوب، یَا مَنْ رَدَّ یُوسُفَ عَلٰی یَعْقُوب، رُدَّ عَلَیَّ بَصَرِی یعنی اے ایوب علیہ السّلام کی مشکل آسان کرنے والے! اے یعقوب علیہ السّلام کے بڑھاپے پر رحم فرمانے والے! اے یوسف علیہ السّلام کو یعقوب علیہ السّلام کے پاس واپس لوٹانے والے رب! مجھے میری آنکھیں واپس لوٹا دے۔ بس اس دعا کے بعد اللہ پاک نے میری بینائی مجھے واپس عطا فرما دی۔[2]

96: ایک مومنہ کا واقعہ

بنُو اسرائیل کی ایک مومنہ کا واقعہ ہے کہ اس کا مکان شاہی محل کے سامنے تھا جس کی وجہ سے محل کی خوش نمائی داغ دار ہو رہی تھی۔ بادشاہ نے بار بار کہا کہ یہ مکان میرے ہاتھ فروخت کر دو، مگر وہ راضی نہ ہوئی۔ ایک بار جب وہ کسی سفر پر گئی تو بادشاہ نے اس کی جھونپڑی گرا دی، واپس آکر اُس نے اپنی گری ہوئی جھونپڑی دیکھی اور پوچھنے پر جب معلوم ہوا کہ ایسا بادشاہ نے کیا ہے تو بارگاہِ خداوندی میں ہاتھ اٹھا کر عرض کرنے لگی: اے میرے مالک! اے میرے مولا! میں سفر میں تھی مگر تُو تو موجود تھا، کمزوروں اور مظلوموں کا تُو ہی تَو مدد گار ہے۔ یہ کہہ کر وہیں

[1]... جامع کرامات اولیا، 1/312

[2]... موسوعہ ابن ابی الدنیا، 2/373، حدیث:113

زمین پر بیٹھ گئی۔ بادشاہ جب سواری پر ادھر سے گزرا تو پوچھا: اب کس کا اِنتِظار ہے؟ کہنے لگی: تیرے محل کے ویران ہونے کا۔ یہ سن کر بادشاہ ہنسا اور اس نیک بخت مظلوم خاتون کا مذاق اڑایا، جب رات ہوئی تو بادشاہ کا محل زمین بوس ہو گیا اور بادشاہ مع اہلِ خانہ اس میں دفن ہو گیا اور پھر اس ویران محل کی بچی کھچی ایک دیوار پر اس مفہوم کے کچھ اشعار لکھے ہوئے نظر آئے: کیا دعا کو حقیر جان کر اس کا مذاق اُڑاتا ہے، کیا اسے معلوم نہیں کہ دعا نے کیا کر ڈالا؟ رات کے تیر کبھی خطا نہیں کرتے، لیکن اس کے لئے ایک وقفہ ہوتا ہے اور مُدّت کا اِختِتام کبھی تو ہے، اللہ پاک نے وہی کیا جو تو نے دیکھا اور تمہاری بادشاہی کو دوام ہرگز نہ تھا۔[1]

اُونچے اُونچے مکان تھے جن کے | تنگ قبروں میں آج آن پڑے
آج وہ ہیں نہ ہیں مکاں باقی | نام کو بھی نہیں ہیں نشاں باقی

حرام کھانے سے محفوظ رہنا

علامہ احمد بن زینی دحلان مکی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: حرام اور شبہ والی غذا کھانے والا بارگاہِ الٰہی سے دور ہو جاتا ہے اور اسے عبادت کی توفیق نہیں ملتی کیونکہ اللہ پاک کی عبادت پاکیزہ انسان ہی کر سکتا ہے اور حرام کھانے والا تو نجاست و گندگی میں لتھڑا ہوتا ہے۔ دیکھو کہ جنبی کو مسجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں اور بے وضو شخص قرآنِ پاک نہیں چھو سکتا تو حرام کھانے والا تو ان سے زیادہ بُرا اور نجس ہے کیونکہ بے وضو یا جنبی ہونا تو جائز و مباح ہے جبکہ حرام کھانا حرام ہے۔[2] یہی وجہ ہے حرام سے محفوظ رہنے کو کرامت شمار کیا گیا ہے، جیسا کہ علامہ عبد المصطفٰے اعظمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے اولیائے کرام کی یہ کرامت مشہور ہے کہ حرام غذاؤں سے وہ ایک خاص قسم کی بدبو محسوس کرتے تھے۔ حضرت شیخ حارث محاسبی رحمۃُ اللہِ علیہ

[1] ...روض الریاحین، ص 261

[2] ...مختصر منہاج العابدین، ص 84

www.dawateislami.net

کے سامنے جب بھی کوئی حرام غذا لائی جاتی تھی تو انہیں اس غذا سے ایسی ناگوار بدبو محسوس ہوتی تھی کہ وہ اس کو ہاتھ نہیں لگاسکتے تھے اور یہ بھی منقول ہے کہ حرام غذا کو دیکھتے ہی ان کی ایک رگ پھڑکنے لگتی تھی۔ [1]

97: کھانے کا کلام کرنا

حضرت مُنَیَّہ بِنْتِ میمون رحمۃُ اللهِ علیہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ تاجروں نے مجھے کھانے کی دعوت دی جو مجھے چاروناچار قبول کرنا پڑی۔ جب کھانا لا کر میرے سامنے رکھا گیا تو وہ مجھ سے کہنے لگا: مجھے نہ کھایئے گا کہ میں حرام ہوں۔ مگر مجھے صاحِبِ خانہ سے کچھ حیا آئی لِہٰذا میں نے مُرَوَّت میں گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھا تو لیا مگر منہ کے قریب لے جا کر پھر واپس رکھ دیا۔ مزید فرماتی ہیں کہ حرام لقمہ کو جان بوجھ کر منہ کے قریب لے جانے کی وجہ سے میں تین دن تک اپنی روز مرہ عِبَادَت کی لذّت سے مَحْرُوم رہی۔ [2]

اے صحابیات و صالحات سے محبت رکھنے والی اسلامی بہنو! حرام کھانے سے بچئے کہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: حرام سے نشوونما پانے والا گوشت جنّت میں داخل نہ ہوگا۔ [3] نیز حرام کمائی پر اپنے محارم کو مجبور بھی مت کیجئے، بلکہ جو روکھی سوکھی میسر ہو اس پر قناعت کیجئے اور جہنّم کی آگ کا ایندھن مت بنئے کہ ایک روایت میں ہے: حرام سے پلنے بڑھنے والے ہر گوشت کے لئے آگ ہی زیادہ بہتر ہے۔ [4]

کھائیں رزقِ حرام، ایسے ہیں بدلگام | اُن کو کس نے کہا؟ عاشِقانِ رسول [5]

[1] ... کراماتِ صحابہ، ص46
[2] ... التشوف الی رجال التصوف، ص318
[3] ... مسند امام احمد، 5/64، حدیث:14448
[4] ... ترمذی، 2/117، حدیث:614
[5] ... وسائلِ بخشش (مرمّم)، ص650

www.dawateislami.net

اولیا سے دشمنی

اللہ پاک کے اولیائے کرام سے دشمنی کسی طور مناسب نہیں، کیونکہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: جو اللہ پاک کے کسی ولی سے دشمنی رکھے اس نے اللہ پاک سے اعلانِ جنگ کر دیا۔[1] لہٰذا جس نے اللہ پاک سے جنگ کا اعلان کیا، یقیناً نقصان میں ہے۔ مگر یاد رکھئے کہ جب اولیائے کرام سے کوئی برائی کا اِرادہ کرتا ہے تو اللہ پاک ان کی مدد ہی نہیں فرماتا بلکہ انہیں نقصان پہنچانے والے کے ارادے کو بھلائی میں بھی بدل دیتا ہے اور اسے امام نبہانی رحمۃُ اللہِ علیہ نے کرامت شمار کیا ہے۔ ذیل میں ایسی دو کرامتیں مذکور ہیں:

98: دیناروں کی تھیلی

ایک بزرگ رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک حسین و جمیل حیا والی باندی میرے پاس آکر اکثر اَوقات احکامِ اسلام اور دین کی باتیں پوچھا کرتی تھی، میں اس کی باتوں کا جواب دیتا اور نرمی کے ساتھ پیش آتا اور وہ پردے کا نہایت اِہتِمام کرتی تھی، ایک مرتبہ میں بازار جا رہا تھا، میری نگاہ اسی باندی پر پڑی کہ ایک شخص اس کا ہاتھ پکڑ کر کہہ رہا ہے: کون اس عیب دار باندی کو خریدے گا؟ میں نے باندی سے کہا: کیا تُو وہی نہیں جو مجھ سے دین اور اسلام کے اَحْکام کے متعلق پوچھا کرتی تھیں؟ اس نے اپنا سر جھکا لیا اور اِشَارے سے کہا: جی ہاں۔ میں نے اس شخص سے کہا: باندی کو چھوڑ دو۔ اس نے کہا: اے میرے سردار! میں اس بات کی طاقت نہیں رکھتا کیونکہ اس باندی کا مالِک مجوسی ہے اور اس نے مجوسی کو غضب ناک کیا ہے، اسی اثنا میں اس باندی کا مالِک آ پہنچا۔ میں نے آگے بڑھ کر اس سے کہا: اپنی باندی کا حال بیان کرو اور جو بات اس کی تم ناپسند کرتے ہو وہ مجھے بتاؤ! اس نے کہا: میں نے اس باندی کو پسند کیا جب میں نے اس کی عقل اور

[1] ...ابن ماجہ، 4/350، حدیث: 3989

www.dawateislami.net

خوبصورتی دیکھی تو میں نے اسے بہت زِیادہ قیمت دے کر خرید لیا، میں اس کو دیکھتا تھا کہ ہمارے معبود کی بہت عِبَادَت، تعظیم اور محبت کرتی تھی، اسی طرح دن گزرتے رہے یہاں تک کہ ایک رات تمہارے دین والا ایک شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے قرآنِ پاک میں سے کچھ پڑھا، جیسے ہی اس نے سنا تو چیخ مار کر گر پڑی، ہم پریشان ہوئے اور وہ اس پریشانی کو نہیں سمجھی تھی، ہم اس سے پوچھتے تو جواب نہ دیتی، اب اس کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ اس نے ہمیں چھوڑا، ہمارے خداؤں کی عِبَادَت چھوڑی اور ہمارا کھانا کھانے سے بھی انکار کر دیا۔ جب رات ہوتی ہے تو وہ تمہارے قبلہ کی جانِب منہ کر کے نَماز پڑھتی ہے، ہم نے اسے بہت روکا مگر باز نہیں آتی۔ اس کی رونقِ جمال جاتی رہی اور حَالَت تبدیل ہو گئی اور ہمیں اس سے فائدہ حاصِل نہیں ہو رہا اور ہم اس کی طَاقَت نہیں رکھتے کہ ہم اسے دوبارہ اسی مذہب پر لائیں، لِہٰذا میں نے اس کو بیچنے کا پکا اِرادہ کر لیا ہے۔ میں نے باندی سے پوچھا: مُعَامَلہ ایسے ہی ہے؟ تو اس نے جواب دیا: جی ہاں۔ میں نے دل میں کہا: اس شخص نے اپنی جہَالَت کی بنا پر اس پر عیب لگایا ہے۔ تو میں نے شعر پڑھا: وہ عیب لگاتے ہیں، اگر وہ اس کو سمجھ لیتے تو وہ لوگوں میں سے زِیادَہ مَحَبَّت کرنے والے ہوتے اس عیب سے جو انہوں نے لگایا۔ میں نے باندی سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو اس نے یہ آیت پڑھی:

فَفِرُّوْۤا اِلَى اللّٰهِؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌۚ(۵۰) وَ لَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌۚ(۵۱) (پ27، الذّٰریٰت:50، 51)	ترجمۂ کنز الایمان: تو اللہ کی طرف بھاگو بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں اور اللہ کے ساتھ اور معبود نہ ٹھہراؤ بے شک میں اس کی طرف سے تمہارے لئے صریح ڈر سنانے والا ہوں۔

پھر بولی: جب سے میں نے یہ آیتِ مُبارَکہ سنی ہے میرا صبر خَتْم ہو گیا اور میری یہ حَالَت ہو گئی

ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ میں نے کہا: میں تمہیں تین[3] آیات اور سناتا ہوں۔ اس نے کہا: اگر آپ اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں تو ضرور پڑھئے! میں نے یہ آیات پڑھیں:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَاۤ اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ﴿۵۸﴾ (پ27، الذّٰریٰت:56تا58)	ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نے جنّ اور آدمی اتنے ہی (اسی) لئے بنائے کہ میری بندگی کریں میں ان سے کچھ رزق نہیں مانگتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا دیں بے شک اللہ ہی بڑا رزق دینے والا قوّت والا قدرت والا ہے۔

باندی نے سن کر کہا: بہت خوب، اللہ جس مُعامَلے کا ضامِن ہے وہ آپ کو کافی ہے۔ پھر میں نے اس کے مالِک سے کہا: کیا تم اس کی قیمت مجھ سے لوگے؟ اس نے کہا: اس کی قیمت بہت زیادہ ہے اور میرا ایک چچازاد بھائی ہے جو اس سے مَحبَّت کرتا ہے وہ مجھ سے لینا چاہتا ہے اور اس کا خیال ہے کہ اس کو ان خیالات سے جو پیش آئے ہیں پھیر دے گا اور وہ مجوسی مذہب کا ہے۔ اسی دوران اس کا چچازاد بھائی بھی آگیا اور اس نے کہا: میں اس کو پھیر دوں گا جس مذہب پر یہ پہلے تھی۔ لِہٰذا مالِک نے اسے چچازاد کے حوالے کیا تو باندی نے میری بات کو جان لیا اور مجھ سے کہا: اے شیخ! آپ اس کے کلام کو نہ سُنئے! ضرور اس میں میرے لیے عزّت ہوگی جس پر اللہ آپ کو آگاہ فرمادے گا۔ کئی دنوں کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ مجوسی جو باندی کو لے گیا تھا ہمارے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا ہے، میں نے پوچھا: کیا تم اُس باندی کے مالِک نہیں؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ میں نے کہا: اب کیا خَبَر ہے؟ اس نے کہا: اچھی خَبَر ہے، وہ باندی میں اپنے گھر لے گیا اور خود کسی کام کے لیے چلا گیا، جب واپس آیا تو دیکھا کہ اس نے ایک کرسی رکھی ہوئی ہے اور اس پر بیٹھ کر اللہ کا ذِکر اور اس کی وَحدَانِیَّت بیان کر رہی ہے اور میرے گھر والوں کو آگ کی پوجا کرنے سے ڈراتی

اور منع کرتی ہے جنت کی خوبیاں بیان کرتی ہے۔ میں نے خوف کیا کہ یہ ہمیں ہمارے دین سے پھیر رہی ہے۔حالانکہ میں نے تو اسے اس نِیَّت سے لیا تھا کہ اس کو اس کے دین سے پھیر دوں لیکن یہ تو ہم سب کو ہمارے ہی دین سے پھیر رہی ہے۔میں نے یہ واقعہ اپنے دوست کو بیان کیا اور کہا کہ تمہارا کیا مَشْوَرَہ ہے؟اس نے کہا: تم اس کے پاس کچھ مال اَمَانَت رکھ دو اور وہ جہاں رکھے خاموشی سے اٹھالو، پھر اس سے مانگو، مال جب اس کے پاس ہو گا ہی نہیں تو دے گی کہاں سے؟ یہ تمہارے لیے دلیل ہو گی، پھر تم اس کو مار سکو گے۔لِہٰذا میں نے باندی کو تھیلی میں 500 دینار ڈال کر دیئے تو وہ اپنے مَعْمُول کے مُطابِق عِبادَت میں مشغول ہو گئی، میں نے چپکے سے تھیلی اٹھالی، پھر میں نے اس سے دینار مانگے تو وہ اس جگہ گئی جس جگہ اس نے تھیلی رکھی تھی اور تھیلی اٹھا کر مجھے دے دی۔مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے دل میں کہا کہ میں ایک تھیلی اٹھالایا اور یہ دوسری تھیلی ہے، تو اب دیکھنے کے بعد کوئی شک نہیں کہ یہ چیز اس کے خدا کی قدرت پر دلالت کر رہی ہے جس کی یہ عِبادَت کرتی ہے۔میں اس کے خدا پر ایمان لایا اور میرے تمام گھر والوں، میرے دوست اور میں نے اسلام قبول کر لیا پھر میں نے اسے آزاد کر دیا۔وہ ہمیشہ مَحبَّتِ الٰہی چھپاتی تھی یہاں تک کہ اللہ پاک نے اس کا حال لوگوں پر ظاہِر فرمادیا۔[1]

99: کنویں سے تھیلی کیسے نکلی؟

ایک نیک خاتون ہر بات پر بسم اللہ شریف پڑھا کرتی تھیں، اُس کا شوہر مُنافق تھا، وہ اُس کی اس عادت سے بہت چِڑتا، ایک دن اُس نے ارادہ کیا کہ اپنی زَوجہ کو ایسا ذَلیل کرے گا کہ یاد کرے گی۔اس نے اپنی زوجہ کو ایک تھیلی دیتے ہوئے کہا: سنبھال کر رکھ لو۔خاتون نے وہ تھیلی بحفاظت رکھ لی، مگر شوہر نے موقع پا کر وہ تھیلی اُٹھالی اور اپنے گھر کے کنویں میں پھینک دی تاکہ

[1]...روض الریاحین، ص129 مختصراً

ملنے کا سُوال ہی نہ رہے۔ اِس کے بعد اِس نے تھیلی طلب کی تو وہ نیک بخت خاتون تھیلی کی جگہ آئی اور جُوں ہی بسم اللہ کہا، تو اللہ پاک نے حضرت جبرئیل علیہ السّلام کو حکم دیا کہ تیزی کے ساتھ جاؤ اور تھیلی اُسی جگہ رکھ دو۔ جبرئیل علیہ السّلام نے آناً فاناً تھیلی کنویں سے نکال کر اُس کی جگہ رکھ دی۔ جب خاتون نے اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو تھیلی کو ویسے ہی پایا جیسے رکھا تھا۔ تھیلی پا کر اس نیک بخت خاتون کا شوہر سخت حیران ہوا اور اُس نے سچّے دل سے توبہ کرلی۔ [1]

جب اللہ ہے نگہبان تو بندہ کیوں ہو پریشان؟

حضرت امام اعمش رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ایک بادشاہ اپنے محل سے تفریح گاہ کی طرف نکلا۔ اچانک بارش شروع ہوگئی۔ اس نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا: اگر تو نے بارش نہ روکی تو میں (تیری مخلوق پر ظلم کرکے) تجھے ایذا دوں گا! بارش فوراً رک گئی۔ کسی نے پوچھا: تمہارا کیا ارادہ تھا؟ بادشاہ نے کہا: "میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں کسی مسلمان کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ معلوم ہوا کہ اللہ پاک اپنے مومن بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔[2] اور ایسا کیونکر نہ ہو کہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: جو اس حال میں صبح کرے کہ اس کو آخرت کی فکر ہو اللہ پاک اس کے کام درست فرما دیتا ہے، اس کے سامان کی حفاظت فرماتا اور اس کے دل میں دنیا سے بے رغبتی ڈال دیتا ہے۔[3] کوئی عام مسلمان اللہ پاک کی پناہ میں آتا ہے تو کوئی اسے نقصان پہنچا سکتا ہے نہ اس کے مال کو ضائع کر سکتا ہے، تو اللہ پاک کے خاص بندوں یعنی اولیائے کرام کا عالم کیا ہوگا! ایک روایت میں ہے کہ اللہ پاک صالح مسلمان کی وجہ سے اس کے پڑوسیوں سے سو گھر والوں کی بلاو مصیبت سے حفاظت فرماتا ہے۔[4] یعنی ایک اللہ والے یا اللہ والی کی برکت سے اس کے پڑوس

[1] ...کتاب القلیوبی، ص11

[2] ...اللہ والوں کی باتیں، 5/68

[3] ...ابن ماجہ، ص2726، حدیث4105 بتغیر قلیل

[4] ...معجم اوسط، 3/129، حدیث:4080

کے سو گھروں سے جب مصیبت ٹل جاتی ہے تو یقیناً اللہ پاک ان کے گھروں کی مصیبت و بلاؤں کے نزول سے بدرجہ اولیٰ حفاظت فرماتا ہے! جیسا کہ ذیل کی حکایات میں مروی ہے:

100: چوروں کی ناکامی

حضرت نَصرَہ رحمۃُ اللہِ علیہا نیک سیرت خواتین میں سے تھیں اور اَجزم نامی گاؤں میں رہائش پذیر تھیں، آپ خواتین کو جمع کر کے ذکر اللہ کیا کرتیں۔ ان سے بہت سی کرامات کا ظُہور ہوا جن میں سے ایک کَرَامَت یہ بھی ہے کہ ان کے پاس بہت سی گائیں تھیں، ایک رات چور آئے اور انہوں نے چند گائیں پکڑیں اور جب گھر سے باہَر نکلے تو دیکھا کہ گائیں نہیں بلکہ وہ تو خنزیر ہیں! چور انہیں وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھوڑی دیر بعد پھر واپس آئے، انہوں نے کئی مرتبہ ایسا کیا مگر ہر بار چُرائی گئی گائیں انہیں خنزیر نَظَر آتیں۔ بالآخر ناامید ہو کر بھاگ گئے۔ (۱)

101: چور اندھا ہو جاتا

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا آرام فرما رہی تھیں کہ ایک چور حجرے میں گھس آیا اور کپڑے اٹھا کر فرار ہونے لگا، مگر اسے دروازہ نہ مل سکا۔ جب اس نے کپڑے واپس رکھے تو دروازہ نظر آ گیا، بوجہِ حرص اس نے پھر کپڑے اٹھائے اور نکلنے لگا تو دروازہ پھر گم ہو گیا۔ اسی طرح کئی مرتبہ ہوا، آخر اس نے ندائے غیبی سنی کہ کپڑے یہیں چھوڑ دے تُو انہیں نہیں لے جا سکتا کیونکہ یہ ہماری حِفَاظَت میں ہیں اور ہم ان کپڑوں کو تیرے لئے نہیں چھوڑ سکتے، اگرچہ ان کی مالکہ سو رہی ہے۔ (۲)

102: چور ولی بن گیا

سبحانَ اللہ! دیکھا آپ نے کہ حضرت نصرہ اور حضرت رابعہ بصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا کی عدم

(۱) ... جامع کرامات اولیا، 2/416

(۲) ... جامع کرامات اولیا، 2/59

موجودگی میں جب چوروں نے ان کا مال چوری کرنے کی کوشش کی تو اللہ پاک نے ان کے مال کی کس طرح حفاظت فرمائی! البتہ! ایک واقعہ ایسا بھی ملتا ہے کہ جس میں ایک چور حضرت رابعہ بصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے ہاں چوری کرنے آیا اور آپ نے اسے خالی ہاتھ لوٹتے دیکھا تو اس کی جھولی کو رب کریم کی رحمتوں سے بھر دیا۔ کیونکہ اس کا دل گناہوں کی وجہ سے آلودہ تو تھا مگر زنگ آلود نہ تھا۔ دل کے غبار سے دھندلا ہونے اور زنگ آلود ہونے میں کیا فرق ہے، اس کی وضاحت کرتے ہوئے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: انسان کا دل صاف شفاف آئینہ کی طرح ہے ذرا سے غبار سے دھندلا ہو جاتا ہے، گناہ دل کے غبار ہیں اور کفر دل کا زنگ۔ قلب کا قالب سے گہرا تعلق ہے جیسے جڑ کا شاخوں سے اس لیے گناہ جسم کرتا ہے اور سیاہ دل ہوتا ہے، دیکھو غم و فکر دل کو ہوتا ہے اور جسم دبلا و پیلا پڑ جاتا ہے، جسم کو صاف رکھنے، غسل کرانے، اچھی ہوا دینے سے دل کو شفا ہوتی ہے، یہ بھی خیال رہے کہ جیسے گناہ بہت آہستگی سے دل کو میلا کرتے ہیں ایسے ہی توبہ اور نیک اعمال بہت آہستگی سے میلے دل کو صاف کرتے ہیں مگر نبی کی عداوت یکدم شفاف دل کو میلا نہیں بلکہ زنگ آلود کر دیتی ہے جیسے شیطان کا حال ہوا کہ لاکھوں سال کی عبادت ایک سیکنڈ میں برباد ہو کر اس کا دل ناقابلِ علاج، زنگ آلود ہو گیا اور مقبول بندے کی نگاہِ کرم ایک آن میں زنگ آلود دل کو صاف کر کے اس پر پالش کر دیتی ہے، موسیٰ علیہ السّلام کی نظر سے برسوں کے مجرم جادوگر مومن، صحابی، صابر اور شہید ہو گئے، حضور غوثِ پاک کی ایک نظر سے چور قطب ہو گئے۔ [1]

منقول ہے کہ ایک چور رات کے وقت حضرت رابعہ بصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے گھر داخل ہوا، اس نے دائیں بائیں ہر طرف پورے گھر کی تلاشی لی لیکن سوائے ایک لوٹے کے کوئی چیز نہ پائی۔

[1] ...مراٰۃ المناجیح، 3/364

جب اس نے نکلنے کا ارادہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: اگر تم چالاک و ہوشیار چور ہو تو کوئی شے لئے بغیر نہیں جاؤ گے۔ اس نے کہا: مجھے تو کوئی شے نہیں ملی۔ فرمایا: اے غریب شخص! اس لوٹے سے وضو کر کے کمرے میں داخل ہو جا اور دو رکعت نماز ادا کر، یہاں سے کچھ نہ کچھ لے کے جائے گا۔ اس نے آپ کے کہنے کے مُطابِق وضو کیا اور جب نماز کے لئے کھڑا ہوا تو آپ نے اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اُٹھا کر یوں دُعا کی: اے میرے آقا و مولیٰ! یہ شخص میرے پاس آیا لیکن اس کو کچھ نہ ملا، اب میں نے اسے تیری بارگاہ میں کھڑا کر دیا ہے، اسے اپنے فضل و کرم سے محروم نہ کرنا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس کو عبادت کی لذّت نصیب ہوئی۔ رات کے آخری حصے تک وہ نماز میں مشغول رہا۔ سحری کے وقت آپ اس کے پاس تشریف لائیں تو اسے حالتِ سجدہ میں اپنے نفس کو ڈانٹتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے پایا: جب میرا پروردگار مجھ سے پوچھے گا: کیا تجھے حیا نہ آئی کہ تو میری نافرمانی کرتا رہا، میری مخلوق سے گناہ چھپاتا رہا اور اب گناہوں کی گٹھڑی لے کر میری بارگاہ میں پیش ہے؟ جب وہ مجھے عتاب کرے گا اور اپنی بارگاہِ رَحمَت سے دور کر دے گا تو اس وقت میں کیا جواب دوں گا؟ آپ نے پوچھا: اے بھائی! رات کیسی گزری؟ عرض کی: خیریت سے گزری، عاجزی و انکساری سے میں اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑا رہا تو اس نے میرے ٹیڑھے پَن کو دُرُست کر دیا، میرا عذر قبول فرمالیا، میرے گناہوں کو بخش دیا اور مجھے میرے مطلوب و مقصود تک پہنچا دیا۔ جب وہ شخص چہرے پر حیرانی و پریشانی کے آثار لئے چلا گیا تو حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کی: اے میرے آقا و مولیٰ! یہ شخص تیری بارگاہ میں ایک گھڑی کھڑا ہوا تو تُو نے اِسے قبول کر لیا اور میں کب سے تیری بارگاہ میں کھڑی ہوں، تو کیا تُو نے مجھے بھی قبول فرمالیا ہے؟ اچانک آپ نے دِل کے کانوں سے یہ آواز سنی: اے رابعہ! ہم نے اسے تیری ہی وجہ سے قبول کیا

اور تیری ہی وجہ سے اپنا قرب عطا فرمایا۔[1]

دعائے ولی میں یہ تاثیر دیکھی | بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

103: کچھ بھی نہ کھاتیں

علمائے کرام نے طویل عرصہ کھائے پیے بغیر گزار دینے کو بھی کرامت شمار کیا ہے، مردوں کی طرح بزرگ خواتین سے بھی اس طرح کی کرامات مروی ہیں کہ انہوں نے کئی کئی وقت کا کھانا نہ کھایا۔ جیسا کہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت بی بی اولیا رحمۃُ اللہِ علیہا اپنے زمانے کی نیک خواتین میں سے تھیں، آپ 40 دن تک حجرے میں رہتیں اور دروازے بند کرلیا کرتیں، اپنے ساتھ 40 لونگ لے جایا کرتیں اور جب باہر نکلتیں تو دیکھا جاتا کہ آپ نے صرف چند لونگ ہی کھائی ہیں اور باقی ویسے ہی بچی ہوئی ہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ آپ کا مزار شریف دہلی میں قلعہ علائی کے باہر واقع ہے۔ آپ کی بکثرت اولاد ہے، جن میں سے ہر ایک عورت کا نام اولیا ہی ہے۔[2]

104: 20 سال سے کچھ نہیں کھایا پیا

خوارزم میں رہنے والی اللہ پاک کی ایک ولیہ کے متعلق حضرت عبد الرحمٰن جامی رحمۃُ اللہِ علیہ اپنی کتاب نفحاتُ الانس میں لکھتے ہیں کہ اللہ پاک کی اس ولیہ نے 20 سال تک کچھ نہ کھایا پیا۔

مزید کرامات کا تذکرہ

105: سیدہ سارہ کی کرامت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہُ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور

[1] ...الروض الفائق، ص159
[2] ...اخبار الاخیار، ص298

حضرت سارہ رضی اللہُ عنہا ایک ظالم بادشاہ کی حدودِ سلطنت سے گزر رہے تھے۔ بادشاہ کو بتایا گیا کہ یہاں ایک شخص آیا ہے اور اس کے ساتھ دنیا کی ایک خوبصورت ترین عورت ہے۔ بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس اپنا آدمی بھیج کر اُنہیں بلوایا اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ ارشاد فرمایا: یہ میری بہن ہیں۔ پھر آپ حضرت سارہ کے پاس آئے اور فرمایا: اے سارہ! اس وقت روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی مومن نہیں ہے اور اس بادشاہ نے مجھ سے (تمہارے بارے میں) پوچھا تو میں نے اس سے کہہ دیا کہ تم (دینی اعتبار سے) میری بہن ہو۔ اس لیے اب تم کچھ اور نہ کہنا۔ جب اُس ظالم بادشاہ نے حضرت سارہ کو بلوایا اور وہ اس کے پاس گئیں تو اس نے ان کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا مگر اللہ پاک کی پکڑ میں آگیا۔ کہنے لگا: میرے لیے اللہ سے دعا کریں (کہ اس مصیبت سے نجات دے) میں آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچاؤں گا۔ انہوں نے اللہ سے دعا کی تو وہ چھوڑ دیا گیا۔ پھر دوبارہ اُس کی نیت خراب ہوئی تو پھر پکڑ لیا گیا جیسے پہلے پکڑا گیا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت، تو دوبارہ دعا کا طلب گار ہوا اور وعدہ کیا کہ اب کوئی نقصان نہ پہنچاؤں گا۔ حضرت سارہ رضی اللہُ عنہا نے دعا کی تو پھر چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے کسی خدمت گار کو بلا کر کہا کہ تم لوگ میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے بلکہ کسی جن کو لائے ہو۔ پھر (واپسی پر) اُس نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حضرت ہاجرہ رضی اللہُ عنہا کو بھی پیش کیا۔[1]

اس حکایت سے حضرت سارہ رضی اللہُ عنہا کی ایک نہیں بلکہ دو کرامتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ فاسق بادشاہ کا بری نیت کے سبب اللہ پاک کی پکڑ میں آنا اور دوسری کرامت آپ کی دعا کا قبول ہونا۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ پاک صالحات کی خود حفاظت فرماتا ہے۔

[1] ...بخاری، 2/422، حدیث:3358

www.dawateislami.net

106:سیدہ ہاجرہ کی کرامت

حضرت ہاجرہ رضی اللہُ عنہا صفاو مروہ پر پانی کی تلاش میں دوڑ رہی تھیں کہ اسی دوران اللہ کی رحمت سے پانی کا چشمہ اُبل پڑا، آپ نے جب دیکھا کہ پانی بہتا ہی جارہا ہے تو آپ نے فرمایا: زم زم یعنی رک جارک جا۔ اللہ کے رسول، بی بی آمنہ کے پھول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ پاک اسماعیل کی ماں پر رحم فرمائے، اگر وہ پانی کو نہ روکتیں تو وہ بہتا ہوا چشمہ بن جاتا۔[1]

معلوم ہوا! حضرت بی بی ہاجرہ رضی اللہُ عنہا اللہ پاک کی مقبول بندی، ولیہ، نبی کی ماں اور نبی کی بیوی تھیں تو جب ان کی زبان سے زَم زَم کے الفاظ نکلے تو پانی بھی رُک گیا اور اللہ پاک نے اپنی ولیہ کے مُنہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو اتنی مقبولیت دی کہ آج بھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! دُنیا کی ہر زبان والے اسے زَم زَم کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر زَم زَم کا نام انگلش یا کسی دوسری زبان میں کوئی اور رکھ لیا گیا ہو تو کوئی نہیں سمجھے گا۔

107:حیا کی پیکر

حضرت ابنِ زیات رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار رمضان المبارک میں فُضَلا کی جماعت کے ساتھ مراکش میں رباط شاکر حاضر ہوا، ہم ستائیسویں رات تک وہیں ٹھہرے رہے، دن میں گرمی کی شدت کی وجہ سے ہم نے رات کے تیسرے پہر واپسی کا ارادہ کیا، واپسی میں قافلے میں کئی مرد و عورت تھے، جن میں ایک بزرگ ایسے تھے جن کی آواز بہت خوبصورت تھی، ہم سب نے ان سے کوئی قصیدہ سنانے کے لئے عرض کی، جب وہ اس شعر پر پہنچے:

اِذَا لَاحَ وَجْهُ الْحَقِّ لَمْ يَبْدُ غَيْرُہٗ | وَمَنْ لِيْ بِوَجْهِ الْحَقِّ اِنْ غَابَ اَنْ يَّبْدُوْ

یعنی جب جلوہ حق رونما ہوتا ہے تب کچھ اور سوجھتا بھی نہیں، اور کون ہے کہ جلوۂ حق غائب ہو جانے پر

[1]... بخاری، 2/424، حدیث:3364، ملخصاً

www.dawateislami.net

پھر سے میرے لئے ظاہر کر دے؟

تو ایک نور آسمان کی جانب بلند ہوا، جس سے رات کی تاریکی دور ہو گئی اور سب کچھ دکھائی دینے لگا۔ اسی نور کی روشنی میں ہم نے دیکھا کہ کچھ دور اس شعر کے سنتے ہی ایک بزرگ خاتون اپنی سواری کے جانور سے زمین پر گر کر تڑپنے لگی ہیں۔ چونکہ ہمارے ہاں عموماً لوگ تہبند پہنا کرتے تھے، لِہٰذا ہم فوری ان کی مدد کے لئے نہ جا سکے مبادا ان کا ستر نہ کھل گیا ہو۔ پھر ہم نے ایک خاتون کو ان کا جسم ڈھانپنے کا کہا تو اس نے قریب جا کر ہمیں بتایا کہ انہوں نے تو شلوار پہنی ہوئی ہے، پھر ہم نے بھی ان کے جسم پر خالص سفید شلوار دیکھی، جو ان کے ٹخنوں تک کو ڈھانپے ہوئے تھی، ہم کچھ دیر ٹھہرے رہے تاکہ وہ ٹھیک ہوں تو ہم سفر دوبارہ شروع کر سکیں، تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ کر اپنے جانور پر سوار ہوئیں تو ہم بھی پلٹ آئے، ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ نَمازِ فجر کا وقت ہو گیا، نماز کے بعد صبح کے اجالے میں ہمیں رات والی وہ بزرگ خاتون دکھائی دیں تو معلوم ہوا کہ ان کی جلد کمزوری کی وجہ سے ہڈیوں سے لگی ہوئی ہے اور حیران کن بات یہ تھی کہ انہوں نے ایک بوسیدہ سی چادر کا تہبند باندھا ہوا تھا اور جو شلوار ابھی کچھ دیر پہلے ہم نے ان کے جسم پر دیکھی تھی اس کا نام و نشان تک نہ تھا۔ تب ہمیں معلوم ہوا کہ یہ بابِ اغمات کی رہنے والی ایک نیک صالحہ اور باکرامت خاتون ہیں۔[1]

سبحانَ اللہ! اللہ پاک کی شان ہے کہ وہ جسے چاہے عزتوں سے نوازے، اس حکایت سے معلوم ہوا کہ وہ اپنے خاص بندوں اور بندیوں کی لاج رکھتا ہے، جیسا کہ ایک مرتبہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہُ عنہما نے حضرت عطا بن ابو رَباح رحمۃُ اللہِ علیہ سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے عرض کی: ضرور دکھایئے۔ فرمایا: یہ حبشی عورت، اس نے آخری

[1]...التشوف الی رجال التصوف، ص385

www.dawateislami.net

نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضِر ہو کر عرض کی: یَارَسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! مجھے مرگی کا مَرَض ہے جس کی وجہ سے میں گر جاتی ہوں اور میرا پردہ کھل جاتا ہے، لہٰذا اللہ پاک سے میرے لئے دعا کیجئے۔ ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمہارے لئے جنّت ہے اور اگر چاہو تو میں اللہ پاک سے دُعا کروں کہ وہ تمہیں عافیت عنایت فرمادے۔ عرض کی: میں صَبْر کروں گی۔ پھر عرض کی: (جب مرگی کا دورہ پڑتا ہے) میرا پردہ کھل جاتا ہے، اللہ پاک سے دعا کیجئے کہ میرا پردہ نہ کُھلا کرے۔ پھر آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ [۱]

108: مستور الحال صالحہ

حضرت ابو بکر حُوَیْری رحمۃُ اللہِ علیہ نامی ایک بزرگ حضرت تِینُ السَّلَامَہ رحمۃُ اللہِ علیہا کی خِدْمَت میں رہا کرتے تھے، ایک دن انہوں نے عرض کی: میں 8 سال سے آپ کی خِدْمَت میں ہوں، مگر میں نے آج تک آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ کرو اور روزے رکھو۔ فرماتے ہیں کہ چند دن بعد ایک رات مجھ سے فرمانے لگیں: دیکھو! رات کتنی باقی رہ گئی ہے؟ میں دیکھنے کے لئے اٹھا، کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی چیز پرندے کی طرح ہوا میں اڑتے ہوئے ان کے خیمہ میں داخل ہو رہی تھی، مجھے فکر ہوئی اور میں نے اندر جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ تو آپ رحمۃُ اللہِ علیہا کے داماد حضرت ابو سجمات رحمۃُ اللہِ علیہ ہیں۔ جو عرض کر رہے تھے: آپ کے تمام شاگردوں میں شاید میں اکیلا ہی ایسا شخص ہوں جو آپ کی قدر و منزلت سے آگاہ ہے۔ اس کے بعد وہ اور بھی گفتگو کرتے رہے، پھر جس طرح آئے تھے ویسے ہی لوٹ گئے۔ [۲]

معلوم ہوا! اللہ کا ولی ہونے کے لئے کرامت کا ظہور ضروری نہیں، بلکہ مشہور مقولہ ہے

[۱] ... بخاری، ص 1433، حدیث: 5652

[۲] ... التشوف الی رجال التصوف، ص 387

کہ استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے اور استقامت یہ ہے کہ خلافِ شرع کوئی بات اس سے سرزد نہ ہو، جیسا کہ حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہِ علیہ کا بھی فرمان ہے کہ ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے قانون پر ٹھیک اترے۔[۱]

جب حضرت ابو بکر حویری رحمۃ اللہِ علیہ کو حضرت تِینُ السَّلَامَہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے باکرامت ہونے میں شک گزرا تو چند دن بعد ہی اللہ پاک نے ان کی یہ خواہش یوں پوری کر دی کہ ان کے داماد پرندے کی شکل میں اڑتے ہوئے ان کی خدمت حاضر ہوتے ہیں اور حضرت ابو بکر حویری کھلی آنکھوں سے انہیں دیکھ لیتے ہیں۔

109: بارش میں نہ بھیگنا

حضرت نفیسہ رحمۃُ اللہِ علیہا کی "جوہرہ" نامی ایک خادمہ تھی جو رات کو اٹھ کر آپ کے وضو کے لیے پانی لینے باہر جاتی۔ ایک رات وہ پانی لینے کے لیے اٹھی تو دیکھا کہ اس رات موسلا دھار بارش ہو رہی ہے، وہ بارش میں ہی پانی لینے باہر چلی گئی، جب واپس آئی تو دیکھا کہ اس کے قدم بھی گیلے نہ ہوئے تھے۔[۲]

110: دودھ اور شہد دینے والی بکری

حضرت شیخ ابو ربیع مالقی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک نیک عورت کی شُہرت سنی کہ وہ فلاں بستی میں رہتی ہیں اور صاحبِ کَرامت بھی ہیں، ہماری عادت تھی کہ ہم غیر محرم عورتوں کو نہیں دیکھتے تھے لیکن اس کی کَرامت دیکھنے کے شوق سے حاضِر ہوئے، وہ "فضّہ" کے نام سے مشہور تھیں، ہم اُس بستی میں پہنچے تو ہمیں لوگوں نے کہا: حضرت فضّہ کے پاس بکری ہے جو دودھ اور شہد دیتی ہے، ہم نے ایک نیا پیالہ خریدا، اس عورت کے پاس جا کر سلام کیا اور کہا: ہم اس

[۱] ... بھجۃ الاسرار، ص39

[۲] ... جامع کرامات اولیا، 2/421

بکری کی بَرَکت دیکھنا چاہتے ہیں جس کا چرچا لوگوں میں مشہور ہے۔ وہ بکری آپ کے پاس ہے تو وہ بکری لے آئیں۔ ہم نے اس بکری کا دودھ اور شہد دوھ کر پیا، پھر بکری کے قصے کے متعلق سوال کیا، تو آپ رحمۃُ اللہِ علیہا نے بتایا: ہم غریب لوگ تھے، ہمارے پاس ایک ہی بکری تھی، میرا خاوند ایک صالح مرد تھا، اس نے مجھ سے عید کے دن کہا: ہم اس بکری کی قربانی کرتے ہیں۔ میں نے کہا: نہیں، کیونکہ ہمیں قربانی نہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے اور اللہ پاک ہماری حاجَت کو جانتا ہے کہ اس بکری کی ہمیں ضَرورت ہے۔ اتفاقاً اسی دن ایک مہمان آگیا، میں نے شوہر سے عرض کی: ہمیں اللہ پاک نے مہمان کی عزّت کرنے کا حُکم دیا ہے، اُٹھئے اور اس بکری کو ذبح کیجئے، لیکن ہمیں یہ فِکر لاحِق ہوئی کہ اگر ہمارے بچوں نے دیکھ لیا تو وہ روئیں گے تو میں نے شوہر سے عرض کی: بکری کو گھر سے نِکال کر دیوار کے پیچھے لے جایئے اور ذَبح کر دیجئے، جب اس نے بکری کا خون بہایا تو بکری دیوار پر چھلانگ لگا کر گھر میں آگئی، میں ڈر گئی کہ شاید وہ بکری شوہر کے قابو سے نکل گئی ہے، میں نے باہَر نکل کر دیکھا تو وہ بکری کی کھال اتار رہا تھا، میں نے متعجب ہو کر شوہر کو بتایا تو اس نے کہا: شاید اللہ پاک نے ہمیں اس بکری سے بہتر بدل عطا فرما دیا ہو، وہ صرف دودھ دیتی تھی اور یہ دودھ اور شہد بھی دیتی ہے اور یہ مہمان کی عزّت کرنے کی بَرَکت سے ہے۔ پھر عورت نے کہا: اے میرے بیٹو! ہماری یہ بکری مریدوں کے دلوں میں چرتی ہے، لہٰذا اگر ان کے دل پاکیزہ ہوں گے تو بکری کا دودھ بھی عُمدَہ ہو گا اور اگر ان کے دل میں تغیر ہو گا تو دودھ بھی خراب ہو جائے گا، اس لیے تمہیں اپنے قُلُوب کو پاکیزہ رکھنا چاہیے۔ [1]

111: دنیاوی دولت مطلوب نہیں

حضرت مُنَیَّہ بِنتِ میمون رحمۃُ اللہِ علیہا فرماتی ہیں: ایک دن چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے میں

[1] ...روض الریاحین، ص79

نے محسوس کیا کہ جس چٹائی پر میں نماز پڑھتی ہوں اس کے نیچے کوئی چیز ہے۔ میں نے سلام کے بعد چٹائی اٹھا کر دیکھا تو نیچے سونے کے چمکتے ہوئے سکّے تھے، میں شرمندگی سے سجدے میں گر کر رونے لگی اور یوں عرض گزار ہوئی: مولا! میرا مطلوب صرف تو ہے تیرے سوا کچھ بھی نہیں، میرا بوجھ ہلکا کر دے۔ میرے یہ عرض کرتے ہی وہ چٹائی زمین پر ویسے ہی ہو گئی جیسے پہلے تھی، میں نے پھر اسے اٹھا کر دیکھا تو وہ سب سکّے غائب ہو چکے تھے۔ [1]

112: یہ خادمہ کون ہے؟

حضرت حسن بصری رحمۃُ اللهِ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ طواف کر رہا تھا کہ اچانک مجھے اللہ پاک کے ذکر میں مشغول ایک انتہائی عمر رسیدہ خاتون دکھائی دیں، میں نے ان سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: میں غسان کے بادشاہوں کی بیٹی ہوں۔ میں نے پھر عرض کی: یہاں کھاتی پیتی کہاں سے ہیں؟ فرمانے لگیں: جب دن ڈھلتا ہے تو ایک سجی سنوری عورت آ کر میرے سامنے پانی سے بھرا ایک کوزہ اور دو روٹیاں رکھ دیتی ہے۔ اس پر میں نے ان سے پوچھا: کیا آپ اس عورت کو جانتی ہیں؟ کہنے لگیں: بخدا! نہیں جانتی۔ لہٰذا میں نے انہیں بتایا کہ وہ دنیا ہے، آپ نے اپنے رب کی عبادت کی جس کا ذکر بہت بلند ہے تو اس نے دنیا کو جسمانی شکل میں آپ کے پاس بھیج دیا تا کہ وہ آپ کی خِدمَت کرے۔ [2]

113: کفر کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں

ایک مصری شخص نے کسی ذمی عورت سے شادی کی جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ وہ لڑکا جوان ہونے کے بعد کسی سَفَر پر نکلا تو اسے دشمنوں نے پکڑ لیا۔ جب اس کی عیسائی ماں کو علم ہوا تو وہ اپنے عِبَادَت خانہ میں جا کر اس کی رہائی کی رو رو کر دعا مانگا کرتی مگر اس کا بیٹا رِہا نہ ہوا۔ ایک

[1] ... التشوف الی رجال التصوف، ص 318

[2] ... جامع کرامات اولیا، 2/447

www.dawateislami.net

دن اس نے اپنے خاوند سے کہا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ مسلمانوں میں نفیسہ نامی ایک سید زادی ہیں وہ جو دعا فرمائیں قبول ہو جاتی ہیں، آپ ان سے دعا کے لئے عرض کریں، ہو سکتا ہے وہ میرے بیٹے کے لئے دعا کریں اور وہ واپس آجائے، اگر وہ دشمن کی قید سے نجات پا گیا تو میں مسلمان ہو جاؤں گی۔ اس کا خاوند حضرت نفیسہ رحمۃُ اللہِ علیہا کی خِدمَت میں حاضِر ہوا اور سارا مُعَامَلہ عرض کیا تو آپ نے دُعا فرمادی، ادھر جب رات ہوئی تو اچانک کسی نے اس مصری شخص کے دروازے پر دستک دی، عورت اٹھی، دروازہ کھولا تو اچانک سامنے لڑکے کو کھڑا پایا، جب اس سے یہ پوچھا کہ رہائی کیسے ملی؟ تو اس نے بتایا: مجھے خود معلوم نہیں، مگر اتنا جانتا ہوں کہ ایک قدرتی ہاتھ میری زنجیروں اور ہتھکڑیوں پر پڑا اور کسی کہنے والے نے کہا: اسے چھوڑ دو! کیونکہ اس کی رہائی کی سفارش حضرت نفیسہ بنتِ حسن رحمۃُ اللہِ علیہا نے کی ہے۔ اس کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میں اپنے دروازے پر موجود ہوں۔ پس یہ کرامت دیکھ کر وہ عورت مسلمان ہو گئی۔ [1]

114: ظلم کرنے والے کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا

حضرت نفیسہ بنتِ حسن رحمۃُ اللہِ علیہا کے زمانے میں ایک امیر شخص بہت ظالم تھا، اس نے ایک آدمی کو ظلم کی چکی میں پیسنے کے لئے طَلَب کیا۔ تو وہ شخص حضرت نفیسہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے پاس حاضِر ہوا اور مدد کی درخواست کی۔ آپ نے دعا کی اور فرمایا: جاؤ! اللہ پاک تمہیں ظالموں کی آنکھوں سے اوجھل رکھے گا۔ یہ شخص دعا لے کر اس ظالم شخص کے اہل کاروں کے ساتھ چل پڑا، جب وہ اسے لے کر اس کے پاس پہنچے تو وہ پوچھنے لگا کہ فلاں شخص کہاں ہے؟ اہلکار کہنے لگے: آپ کے سامنے تو کھڑا ہے۔ بولا: خدا کی قسم! مجھے دکھائی نہیں دیتا۔ تو وہ بولے: بات دراصل یہ ہے کہ یہ شخص حضرت نفیسہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے پاس دعا کروانے حاضِر ہوا تھا اور انہوں نے اسے دعا

[1]... جامع کرامات اولیا، 2/419

دی ہے کہ اللہ پاک تجھے ظالموں کی آنکھوں سے اوجھل رکھے گا۔ یہ سن کر امیر بولا: اچھا! تو میرا ظلم یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ اللہ پاک نے دُعا کی بَرَکت سے مظلوم کو مجھ سے اوجھل کر دیا ہے۔ یااللہ! میں توبہ کرتا ہوں۔ اس کی توبہ کا اِخلاص اسی وقت اس طرح معلوم ہوا کہ وہ مظلوم شخص اسے اپنے سامنے کھڑا دکھائی دینے لگا۔ لہٰذا اس نے اسے بلایا اور اس کے سر پر بوسہ دیا، بہترین کپڑے پہنائے اور اپنی طرف سے اس کا شکریہ ادا کیا، اس کے بعد اپنا تمام مال جمع کیا اور فقرا و مساکین پر صَدَقَہ کر دیا، حضرت نفیسہ رحمۃُ اللہِ علیہا کی خِدمَت میں ایک لاکھ درہم بھیجے اور ساتھ یہ پیغام دیا کہ یہ ہدیہ شکرانے کے طور پر اس بندے کی طرف سے ہے جس نے اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ کرلی ہے۔ آپ نے اس کی دل جوئی کے لئے دراہم لے لئے مگر انہیں ہاتھ تک نہ لگایا، بلکہ افطاری کا اہتمام ہاتھ سے کاتے ہوئے سوت کو بیچ کر کیا۔ [1]

115: پتھر بن گئیں

حضرت سراج دمشقی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے ایک ایسی اللہ پاک کی نیک بندی کا واقعہ سنایا جن کی عمر صرف 20 سال تھی، انہیں حضرت تاج الدین رحمۃُ اللہِ علیہ نے خواب میں باطنی فیوض سے نوازا تھا۔ پہلے یہ دمشق شہر میں آبادی کے اندر بابِ توما میں رہائش پذیر تھیں، پھر مُرَقَّب نامی قلعہ میں رہائش پذیر ہو گئیں، اکثر فقرا حضرات کی ان کے ہاں آمد رہتی اور وہ ان سے حُسنِ سُلُوک سے پیش آتیں، ایک مرتبہ دو فقیر آئے اور کچھ مُدّت ان کے ہاں قیام کیا۔ دورانِ قیام وہ دونوں فقیر ان کے عجیب و غریب احوال و مکاشفات اور حُسنِ سیرت و صورت سے بے حد متاثر ہوئے، یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے نفس و شیطان کے بہکاوے میں آکر بری نِیَّت سے سوچا کہ عورت بڑی احسان والی اور مَحبَّت کرنے والی ہے، اسے

[1] ... جامع کرامات اولیا، 420/2

اپنے دام میں پھنسا کر ہمیشہ کے لئے یہیں بس جانا چاہئے۔ ادھر وہ نیک بخت خاتون بھی اس کے دل میں آنے والے ان خیالات سے آگاہ ہو گئیں، چونکہ شادی کرنا شریعت کا حُکم بھی تھا اور حکمِ شریعت سے انکار بھی ممکن نہ تھا، لہٰذا وہ بظاہر نکاح پر رضا مند تو ہو گئیں مگر ان کے پیشِ نَظَر اس فقیر کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ ہٹانا بھی تھا، نکاح کے بعد جب رات ہوئی اور اس فقیر نے اپنی زوجہ کو چھونا چاہا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ تو عورت کے بجائے خشک لکڑی بن چکی ہیں۔ اس فقیر نے اپنی نفسانی خواہشات کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نیک بخت ولیہ کے جسم کے جس حصے کو بھی ہاتھ لگایا اسے پتھر کی مانند سخت پایا۔ یہ دیکھ کر اس کی آنکھوں پر پڑا ہوا غفلت کا پردہ چاک ہو گیا اور اس نے جان لیا کہ وہ شیطان اور نفس کے بہکاوے میں آکر بہت بڑی غلطی کر بیٹھا ہے، لہٰذا یہ جانتے ہی اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اس پر کپکپی طاری ہو گئی اور اس نے فوراً سچی توبہ کر لی، نیز اپنی نیک بخت بیوی سے بھی معافی کا خواستگار ہوا، اللہ پاک کی اس نیک بندی نے نہ صِرف اسے معاف کر دیا بلکہ مزید حُسْنِ سُلُوک سے بھی پیش آئیں۔ یہ بات خود اس فقیر نے بیان کی جس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا تھا، یعنی حضرت شیخ محمد کردی رحمۃُ اللہِ علیہ جو ہمارے ساتھی بھی تھے اور آخر میں ہم مجلس بھی ہوئے۔ (1)

116: بچے کی پیدائش سے پہلے اسے گود میں اٹھایا

حضرت ابو الحسن بِکری رحمۃُ اللہِ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ بنتِ حافظ جمال الدین بِکری رحمۃُ اللہِ علیہا بہت نیک عورت تھیں۔ انہوں نے حَرَمَین شریفین میں تقریباً 30 سال قیام فرمایا، یہاں تک کہ وفات بھی مدینہ منوّرہ میں ہی پائی۔ اتّفاق کی بات یہ ہے کہ شیخ بکری رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت اسی سال ہوئی جب ان کے والدِ گرامی حج کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ جب وہ

(1) ... جامع کرامات اولیا، 2/449

www.dawateislami.net

مکہ مکرمہ پہنچے تو عادت کے مطابق اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے دستِ اَقْدَس سے پانی پیا۔ پھر ان کے ہاتھوں کو چوما۔ اس کے بعد والدہ محترمہ نے پوچھا: اے ابو الحسن! کیا اَمَۃُ القادر کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے؟ عرض کی: جی ہوئی ہے۔ پوچھنے لگیں: پھر تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے؟ عرض کی: محمد۔ پھر پوچھا: اس کی کنیت کیا رکھی ہے؟ عرض کی: ابو بکر۔ فرمانے لگیں: اے ابو الحسن! کیا نومولود فلاں رات کو پیدا نہیں ہوا تھا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ اسی رات کو پیدا ہوا تھا۔ کہنے لگیں: خدا کی قسم! جب تیرے بچے نے جنم لیا تو اسے فرشتے مکہ کی طرف اٹھا کر لے گئے تھے اور مجھ سے کہنے لگے: یہ آپ کا پوتا یعنی ابوالحسن کا فرزند ہے۔ یہ واقعہ اس سے پہلے کا ہے کہ اس کی والدہ جننے کے بعد اسے کپڑے پہناتی۔ میں نے فرشتوں سے اسے اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنے پاس موجود اس چادر میں چھپالیا۔ پھر اسے زمزم کی طرف لے گئی۔ اس کے پانی سے اسے نہلایا اور اسے اس کا پانی بھی پلایا۔ پھر میں نے اسے ساتھ لے کر ساتؔ مرتبہ کعبہ شریف کا طواف کیا۔ پھر ملتزم پر لے آئی اور کعبہ کے پردوں کے نیچے زمین پر رکھا۔ اس دوران میں نے ایک آواز سنی کہ اس بچے کی کنیت ابو المکارم رکھو۔ اس کے بعد فرشتوں نے اسے پھر مجھ سے لے لیا اور اس کی والدہ کے پاس لے گئے۔ [1]

117: شوہر واپس آگیا

حضرت محی الدین ابنِ عربی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضرت فاطمہ بنتِ مُثَنّٰی رحمۃُ اللہِ علیہا کے پاس حاضر تھے کہ ایک عورت آکر مجھ سے کہنے لگی: اے بھائی! میرا شوہر مَقام **شَرِیش شَذُونہ** میں ہے۔ مجھے پتا چلا ہے کہ اس نے وہاں شادی کر لی ہے، میں چاہتی ہوں کہ وہ واپس آجائے۔ میں نے یہ سن کر آپ رحمۃُ اللہِ علیہا سے عرض کی: امی جان! کیا آپ نے اس

[1] ... جامع کرامات اولیا، 2/49

www.dawateislami.net

عورت کی بات نہیں سنی؟ فرمانے لگیں: بیٹا! کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: اسی وقت اس عورت کی حاجَت پوری ہو جائے، اس کی حاجَت یہ ہے کہ اس کا شوہر واپس آ جائے۔ میں بھی اس کی سِفَارِش کرتا ہوں۔ آپ رحمۃُ اللہِ علیہا فرمانے لگیں: ٹھیک ہے تمہارے کہنے کے مُطابِق ہی ہو گا۔ میں سورۂ فاتحہ کو اس کی طرف بھیجتی ہوں اور وَصِیَّت کرتی ہوں کہ اس عورت کے شوہر کو ساتھ لے کر آئے۔ پھر آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھنی شروع کی۔ میں نے بھی ان کے ساتھ پڑھنی شروع کر دی۔ سورۂ فاتحہ پڑھتے وقت مجھے آپ کے مَقام کا پتا چلا۔ وہ یوں کہ آپ کی قِرَاءَت کے سَبَب ایک ہوائی جسم کی صُورَت پیدا ہوئی، جس سے آپ نے فرمایا: اے سورۂ فاتحہ! **مَقامِ شَرِیش شَذونہ** میں جاؤ اور اس عورت کے شوہر کو لے کر آؤ۔ اسے مت چھوڑنا جب تک کہ وہ یہاں نہ آ جائے۔ پھر صِرف اتنا وقت ہی گزرا تھا جس قدر وہاں سے آنے میں صَرف ہوتا ہے تو وہ شخص اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا۔[1]

118: شیر راستہ چھوڑ جاتا

حضرت اُمِّ ہارون رحمۃُ اللہِ علیہا نے 20 سال تک اپنے سر کو تیل نہیں لگایا تھا، مگر جب بھی سر کھولتیں تو اپنے بال دیگر عورتوں کے بالوں سے زِیادہ خُوبصُورَت پاتیں۔ جنگل میں کبھی شیر آپ کے سامنے آ جاتا تو اسے فرماتیں کہ اگر تیرا رِزْق مجھ میں ہے تو کھا لے۔ شیر یہ بات سن کر منہ پھیر کر چلا جاتا۔[2]

119: تحریر کی برکت

حضرت مَیْمُونہ بنتِ سَاقُولہ رحمۃُ اللہِ علیہا کے بیٹے حضرت عَبْدُ الصَّمَد رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر کی ایک دیوار بالکل کھوکھلی ہو چکی تھی اور گرنے کے قریب تھی۔ میں نے اپنی

[1] ... جامع کرامات اولیا، 2/358

[2] ... طبقات کبریٰ للشعرانی، 1/123

www.dawateislami.net

والدہ محترمہ سے دیوار کو دوبارہ تعمیر کرنے کے متعلق عرض کی تو فرمانے لگیں: کاغذ اور دوات لاؤ۔ میں یہ چیزیں لے کر آیا تو آپ نے اس میں کچھ لکھا اور فرمایا: اس کاغذ کو دیوار کے سوراخ میں رکھ دو۔ میں نے وہ کاغذ دیوار کے سوراخ میں رکھ دیا، اس کاغذ کی بَرَکت سے وہ دیوار پورے 20 سال تک اسی حالَت میں کھڑی رہی۔ جب والدہ کا انتقال ہوا تو مجھے وہ کاغذ یاد آیا۔ میں نے جیسے ہی اس کاغذ کو دیوار سے نکالا وہ دیوار گر گئی، اس میں لکھا تھا:

اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ۬ ①

[یَا مُمْسِكَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ اَمْسِكْهُ]

یعنی بے شک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ جنبش نہ کرے۔

[اے آسمانوں اور زمینوں کے روکنے والے! اس دیوار کو گرنے سے روک دے]۔ ②

120: ٹڈیوں سے نجات

ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصریہ رحمۃُ اللہِ علیہا نے کوئی شے کاشت کی، ابھی وہ شے اُگی ہی تھی کہ ٹڈیوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ آپ رحمۃُ اللہِ علیہا نے اللہ پاک سے عرض کی: یا اللہ! میرے رزق کا تو ہی کفیل ہے، اگر چاہے تو اسے دشمنوں کو کھلا دے اور چاہے تو اپنے دوستوں کو کھلا دے۔ یہ عرض کرنا ہی تھا کہ ٹڈی دل وہاں سے ایسا اڑا جیسے آیا ہی نہ تھا۔ ③

121: شبِ قدر کے انوار دکھادیئے

حضرت شیخ ابو عبد اللہ بن خفیف رحمۃُ اللہِ علیہ رَمَضانُ الْمُبارَک کے آخری عشرے میں شبِ قدر کو پانے کے لئے شب بیداری کیا کرتے تھے، ایک رات وہ مکان کی چھت پر مصروفِ

① ... پ22، فاطر: 41

② ... منتظم، 15/ 42

③ ... جامع کرامات اولیا، 2/ 59

www.dawateislami.net

عبادت تھے، جبکہ ان کی والدہ ماجدہ اُمِّ محمد جو اِطَاعَت شعار اور عِبَادَت گزار خواتین میں سے تھیں، گھر کے اندر عِبَادَت میں مَصْرُوف تھیں، (چونکہ وہ اپنے بیٹے کی خواہش و تڑپ کو بخوبی جانتی تھیں، لہٰذا ایک مرتبہ) جب شبِ قدر کے اَنْوَار ان پر ظاہِر ہونے لگے تو انہوں نے اپنے بیٹے کو آواز دے کر فرمایا: جس کو تم وہاں تلاش کر رہے ہو وہ یہاں ہے۔ شیخ چھت سے اُترے اور ان اَنْوَار کو دیکھا تو والدہ کے قدموں پر گر پڑے۔ شیخ کہا کرتے تھے کہ اس کے بعد میں نے والدہ ماجدہ کی قدر جانی۔[۱]

122: اولیائے کرام کا شہر

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے روضۂ مبارک پر اللہ پاک کے نو۹ اَوْلِیَا کو دیکھا تو میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا، ان میں سے ایک میری طرف مڑے اور پوچھا: تم کہاں جارہے ہو؟ میں نے عرض کی: آپ کے ساتھ، کیونکہ مجھے آپ سے مَحبَّت ہے اور میں نے سنا ہے کہ پیارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی بندہ اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ مَحبَّت رکھے گا۔[۲] تو ان میں سے اللہ پاک کے ایک ولی بولے: جہاں ہم جارہے ہیں وہاں تم نہیں جاسکتے کیونکہ وہاں وہی جاسکتا ہے جس کی عمر 40 سال ہو۔ اس پر ایک اور بولے: آنے دو اسے کیا عجب ہے! اللہ پاک اسے بھی وہاں جانا نصیب فرما دے۔ چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا۔ زمین گویا ہمارے نیچے خود بخود سمٹتی جاتی تھی، چلتے چلتے ہم ایک ایسے شہر میں پہنچے جو سونے چاندی کا تھا، وہاں کے دَرَخْت خوب گنجان تھے، نہریں جاری تھیں اور عُمْدَہ عُمْدَہ میوے بکثرت تھے۔ اَلْغَرَض ہم اس شہر کے اندر داخل ہو گئے اور وہاں سے انواع و اقسام کے میوے کھائے، میں نے وہاں کے تین سیب اپنے پاس رکھ لیے۔ انہوں

[۱]... نفحات الانس، ص407   [۲]... بخاری، ص1529، حدیث:6168

www.dawateislami.net

نے بالکل منع نہ کیا۔ پھر جب ہم وہاں سے واپَس آنے لگے تو میں نے پوچھا: یہ کونسا شہر ہے؟ جواب ملا: یہ اللہ پاک کے اَوْلِیا کا شہر ہے۔ جب ان کا سیر کرنے کو جی چاہتا ہے تو جہاں کہیں وہ ہوں ان کے سامنے یہ شہر ظاہِر ہو جاتا ہے۔ لیکن 40 سال سے کم عمر کا سوائے تیرے یہاں آج تک کوئی نہیں آیا۔ اس کے بعد جب ہم مکہ شریف آئے تو میں نے ایک شخص کو ان سیبوں میں سے ایک سیب دیا جو اس نے پھینک دیا۔ تو میرے ہمراہیوں نے مجھے مَلَامَت کی اور کہا: جب تمہیں بھوک لگے تو باقی سیبوں میں سے کھالینا وہ ہمیشہ تازہ ہی رہیں گے۔

میں گھر آیا تو میرے پاس ایک سیب باقی تھا۔ بہن سے ملا تو وہ کہنے لگی: میرے پیارے بھائی! سَفَر سے جو تم ایک عجیب چیز لائے ہو وہ مجھے بھی دو۔ میں نے کہا: کیا عجیب چیز لاتا، میں تو دنیا اور اس کی راحَت سے بہت دور تھا۔ وہ بولی: وہ سیب کہاں ہے؟ میں نے سیب چھپا کر کہا: کونسا سیب؟ اس نے کہا: ہم سے کیوں چھپاتے ہو؟ تمہیں تو اس شہر کی سیر ابھی نصیب ہوئی ہے اور مجھے تو 20 سال کی ہی عمر میں اس شہر میں لے جایا گیا تھا۔ اللہ کی قسم! میری خواہش کے بغیر مجھے بلایا گیا تھا۔ میں نے کہا: مجھے تو ایک بزرگ نے فرمایا تھا کہ 40 سال سے کم عمر والا اس میں آج تک سوائے میرے کوئی نہیں آیا۔ تو وہ بولی: ہاں! یہ قاعدہ مریدین اور عشاق کے لیے ہے، لیکن جو مراد اور محبوب ہوتے ہیں وہ اس میں جب چاہیں جاسکتے ہیں۔ تم چاہو تو میں اس شہر کو ابھی دکھا سکتی ہوں۔ میں نے کہا: اَچھّا اب دکھاؤ۔ اس نے آواز دی: اے شہر حاضِر ہو جا! میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کے کہتے ہی بعینہٖ وہی شہر میں نے آنکھوں سے دیکھ لیا اور دیکھا کہ وہ شہر میری بہن کی طرف جھک رہا ہے۔ میری بہن نے اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر مجھ سے پوچھا: اب بتاؤ! تمہارا سیب کہاں ہے؟ یہ مُعَامَلہ دیکھ کر میں ہنس دیا۔ میں نے اپنے آپ کو بہت حقیر سمجھا

اور میں پہلے سے نہ جانتا تھا کہ میری بہن بھی اللہ پاک کے خاص اولیا میں سے ہے۔[1]

123:توبہ کا انعام

بصرہ میں اَسماء نامی ایک کنیز بہت حسن و جمال، شیریں زبان اور خوبصورت آنکھوں والی تھی۔ اس کا آقا بھی خوشحال اور صاحِبِ اقتدار تھا۔ ایک دن اس کا حضرت صالِح مُرّی رحمۃُ اللہِ علیہ کے اجتماع سے گزَر ہوا۔ اس وقت آپ لوگوں کو وَعْظ و نصیحت کر رہے تھے، وہ بھی عورتوں کی جانِب جا کر کھڑی ہو گئی اور وَعْظ سننے لگی۔ آپ قِیامَت، جہنّم کی ہولناکیوں اور جہنمیوں کے لئے اللہ پاک کی تیّار کی ہوئی خوف ناک سزاؤں، زنجیروں اور طوقوں وغیرہ کا ذِکْر فرما رہے تھے۔ اس کنیز نے مردوں، عورتوں کو آپ کے بیان کے سَبَب دھاڑیں مار مار کر روتے ہوئے دیکھا تو اس کے دل میں بھی رِقّت پیدا ہو گئی، اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، یہاں تک کہ اس کی بے قراری واِضْطِراب میں اِضافہ ہوتا چلا گیا۔

اچانک حضرت صالح مُرّی رحمۃُ اللہِ علیہ اس کی طرف مُتَوجّہ ہوئے اور اس کو یوں روتے دیکھا تو لوگوں سے پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کی گئی: یہی وہ مشہور کنیز اسماء ہے۔ تو آپ رحمۃُ اللہِ علیہ نے اپنا چہرۂ انور اس کی طرف کیا اور اپنے وعظ کے تیر اس کے دل میں پیوست کرنے کے اِرادے سے فرمایا: اے اپنی نرم آواز سے دھاڑیں مار کر رونے والی! میں دیکھتا ہوں کہ تو قیامت سے خوف زدہ ہے گویا تو اپنے کسی عظیم جرم کا اعتراف کر رہی ہے اور اس کے سَبَب خوف میں مبتلا ہے۔ تو نے کراماً کاتبین اور محافظ فرشتوں کو کئی سال زَحْمت دی۔ گناہوں میں راتیں گزاریں۔ کتنے نوجوانوں کو تو نے اپنی لچک دار آواز سے ذلیل و خوار کیا۔ اپنے حسن و جمال سے کتنوں کو فتنے میں ڈالا اور کتنوں کو برے کام میں رات بھر بیدار اور انہیں رب کی اِطاعَت اور نماز

[1] ...روض الریاحین، ص78 مختصراً

www.dawateislami.net

سے غافل رکھا۔ محافظ فرشتے تیرے برے اَعمال پر گواہ ہوں گے۔ تیرے گناہوں سے وہ بھی پناہ مانگتے ہوں گے۔ قِیامَت کی رسوائی سے پہلے جلدی سے توبہ کرلے اور پُل صِرَاط سے پاؤں پھسلنے سے قبل اپنے اندر خوفِ الٰہی پیدا کرلے۔ مصائبِ آخِرت یاد کر کے اپنے آپ پر کچھ آنسو بہالے، تیرے لئے تسبیح اور دُعا بہت ضروری ہے۔اس پر وہ کنیز عرض کرنے لگی: اے صالح! میں ماضی میں جہَالَت و غفلت کی شکار اور اپنی اِصلَاح سے بے خبر تھی۔ مجھے کہاں خَبَر تھی کہ میرے ساتھ یہ ہوگا! بلکہ میرا آقا تو چاہتا ہے کہ میں عرصۂ دراز تک گاتی رہوں لیکن اب میں اپنے پچھلے گناہوں سے اللہ پاک کی بارگاہ میں سچی توبہ کرتی ہوں اور عہد کرتی ہوں کہ اب کبھی بھی گانا نہ گاؤں گی۔

حضرت صالح رحمۃُ اللہِ علیہ نے ارشاد فرمایا: اے اسماء! یاد رکھ جو گانوں کی آواز بلند کرتا اور اللہ پاک کی نافرمانی پر ڈٹا رہتا ہے، اس کا ٹھکانا وہ سیاہ آگ ہے جو طاقتور و توانا جسموں کو بھی پگھلا کر رکھ دے گی اور ذِلَّت و رُسوَائی اس کا مُقَدَّر بن جائے گی۔ اس پر اس کنیز نے عرض کی: اے صالح! اب آنکھوں سے پردہ ہٹ گیا ہے، باطل کا خاتمہ ہو گیا، حق ظاہر ہو گیا اور وفا نے قربت سے نوازا ہے۔ یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلی گئی اور اپنے آقا کے ایک غلام سے کہا: اے غلام! تم جانتے ہو کہ میں تم پر کتنی شفیق ہوں، تم میرے مُعامَلے کو چھپائے رکھنا۔ یہ میرے کپڑے تم لے لو اور اپنا جبہ مجھے دے دو اور سنو! میرا یہ راز کسی سے مت کہنا۔ اس کے بعد اس نے اپنا لباس اُتار کر غلام کا جبہ پہن لیا اور اپنے بال کاٹ کر آقا کے گھر میں ہی کسی خُفیَہ مَقام پر جا چھپی۔ ساری رات عِبَادَت کرتی اور دن روزے سے رہتی، سحری کے وقت اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرتی، گریہ وزاری کرتی اور خوب گڑگڑاتی۔ اس کا آقا اس کی جُدائی پر غمگین ہونے کی وجہ سے اس کی تلاش میں کئی جگہوں کی خاک چھانتا رہا۔ پھر جب وہ زرد رُو اور دبلی پتلی ہو گئی تو اپنے آقا

کی خدمت میں حاضِر ہوئی، روزوں اور راتوں کے قیام کی کثرت نے اسے کمزور کر دیا تھا، وجد و عِشقِ الٰہی سے اس کا حُسن مرجھا گیا تھا۔ اس نے آقا کو سلام کیا، سلام کا جواب دینے کے بعد آقا نے پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا: میں آپ کے دل کا چین و سکون آپ کی باندی اسماء ہوں۔ آقا نے دریافت کیا: تمہاری یہ حالَت کیسے ہو گئی؟ اس نے بتایا: نافرمانیوں کی نُحُوسَت، جہنّم اور اس کی ہولناکیوں کے خوف نے میرا یہ حال کر دیا ہے۔ آقا نے کہا: اگر تو اس سے باز نہ آئی، اپنے کپڑے پہن کر خود کو نہ سنوارا اور اپنے نَفْس پر سختیاں کرنا ترک نہ کیں تو میں تجھے باندھ کر سخت سزا دوں گا۔ بولی: آپ کی سزا تو ختم ہو جائے گی لیکن میرے اللہ کا عذاب کبھی ختم ہونے والا نہیں، لِہٰذا جو آپ کے دل میں آئے کریں۔

یہ بات سن کر آقا نے اپنے غلاموں کو حُکم دیا کہ اسے باندھ کر کوڑے مارو۔ اسماء نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر پکارا: اے عَظَمَت والے آقا! اے وہ ذات جس کے لئے اسمائے حُسنیٰ ہیں! اے میرے اِس آقا کے بھی مالک و مولیٰ! میری مَدَد فرما اور اے ہلاک ہونے والوں کو پناہ دینے والے! اے غم زدوں کی پوشیدہ اور اعلانیہ مَدَد فرمانے والے! مجھے اپنی پناہ عطا فرما۔ جب اس کے آقا نے مارنے کے لئے کوڑا اٹھایا تو اس کے ہاتھ شل ہو گئے اور اس نے محسوس کیا کہ کسی نے پیچھے سے اس کو کھینچا ہے لیکن جب پیچھے دیکھا تو کوئی دکھائی نہ دیا۔ پھر اچانک ایک آواز آئی: اے اللہ کے دشمن! اللہ کی ولیہ کو چھوڑ دے۔ یہ سن کر وہ دھڑام سے زمین پر گر کر بے ہوش ہو گیا اور اس کے ہاتھوں سے خون بہنے لگا، اسماء کھڑی ہوئی اور اس کے ہاتھ سے خون صاف کرتے ہوئے کہنے لگی: اے مسکین شخص! اپنے گناہوں اور خطاؤں سے توبہ کر کے اپنے مالکِ حقیقی کی اِطاعَت اختیار کر لے۔ جب اِفاقَہ ہوا تو اس نے اسماء سے کہا: اے نفس کو مارنے والی! مجھے معلوم نہ تھا کہ تم اس مقام پر پہنچ گئی ہو، اللہ کی قسم! اب میں تمہارے راستے میں رکاوٹ کھڑی نہیں

www.dawateislami.net

کروں گا بلکہ تمہارا رفیق بن کر ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا۔ پھر وہ دونوں اکٹھے اِطاعَت و عِبادَت میں مشغول ہوگئے اور اپنا مال و دولت ترک کرکے بخوشی قَناعَت اختیار کرلی۔[1]

معلوم ہوا! جب عورتوں نے مردوں کی طرح اعمالِ صالحہ اختیار کئے اور اللہ پاک کے درِ رَحمَت کا قَصد کیا تو ان سے اعمالِ صالحہ ہی ظاہر نہیں ہوئے، بلکہ ان کے احوال بھی اچھے ہوگئے اور وہ اپنے مقاصد کے حُصُول میں کامیاب ہوگئیں۔ اے اپنے اَعمالِ قبیحہ پر اِصْرَار کرنے والی اور کثرتِ غَفْلَت کے سَبَب توبہ میں ٹال مٹول کرنے والی اسلامی بہنو! ذرا غور فرمایئے کہ آپ کس طرف جارہی ہیں؟ اگر آپ اپنے رب کی رَحمَت کے مزے لوٹنا چاہتی ہیں تو عاشِقانِ رسول کی دینی تحریک دَعْوتِ اسلامی کے پاکیزہ دینی ماحول میں آجایئے کہ اس دینی ماحول کی بَرَکت سے بے شُمار اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی زندگیوں میں انقلاب پیدا ہوچکا ہے۔

حیرت انگیز تبدیلی

کراچی کے علاقے نیا آباد کی اسلامی بہن اپنی داستانِ عشرت کے خاتمے کا اَحوال کچھ یوں بیان کرتی ہیں کہ دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول جب تک ملا نہ تھا میری زندگی کا کوئی پُرسانِ حال نہ تھا، حالت یہ تھی کہ میں نماز پڑھتی تھی نہ قرآنِ پاک کی تِلاوَت کرکے اپنے لیے نیکیوں کا ذخیرہ اکٹھا کرتی، بس ہر وقت غَفْلَت کا شِکار رہتی۔ فیشن و بے پردگی میرا مَشْغَلہ تھا تو بدزبانی پہچان، یہاں تک کہ بڑوں کی بے ادبی سے بھی نہ کتراتی۔ زندگی کے شب و روز بڑی تیزی سے اپنے اختتام کی جانب بڑھتے جارہے تھے کہ میرے بھاگ جاگ اٹھے اور میری اِصْلَاح کا سامان کچھ یوں ہوگیا کہ میری مُلَاقات دعوتِ اسلامی سے تعلق رکھنے والی ایک اسلامی بہن سے ہوگئی، ان کا مجھ سے ملنا محض نیکی کی دَعْوَت کے لئے تھا، پھر باتوں ہی باتوں میں وہ مُعَاشَرے میں پھیلنے والی بد اعمالیوں کا

[1] ...الروض الفائق، ص289

www.dawateislami.net

تذکرہ کرتے ہوئے کہنے لگیں کہ ہمارے اسلاف نے اسلام کی خاطر کتنی قربانیاں دیں مگر افسوس! آج ہم ان کو نظر انداز کرتے ہوئے اسلامی احکام کو پامال کر رہی ہیں۔ اگر ہم اسی طرح موت سے ہمکنار ہو گئیں تو کل قِیامت میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو کیا جواب دیں گی اور کس منہ سے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے شَفَاعت طَلَب کریں گی؟ پھر آخر میں انہوں نے مجھے دعوتِ اسلامی کے پاکیزہ دینی ماحول کے بارے میں بتایا اور کہا کہ اگر واقعی ہمیں نیک بننا ہے اور سنّتوں پر عَمَل کا جذبہ پانا ہے تو دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہونا ہو گا اور سنّتوں بھرے اجتماعات میں اپنی شرکت کو لازمی بنانا ہو گا۔

میں زندگی میں اصلاح سے مَعْمُور ایسی باتیں پہلی بار سن رہی تھی، ایک خیر خواہ کی باتوں کو ٹھکرا دینا کسی صُورت اِنْصَاف نہ تھا۔ میں نے اپنی اس مُحْسِنہ اسلامی بہن کی نیکی کی دعوت کو تہِ دِل سے قبول کیا اور ان سے رَاہ نُمائی لیتے ہوئے دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے اسلامی بہنوں کے اجتماعات میں جانا شروع کر دیا۔ دینی ماحول میں سنّتوں پر عَمَل کرنے والی اور خوفِ خدا رکھنے والی اسلامی بہنوں کا ساتھ نصیب ہوا تو میرے زندگی کے معاملات خود بخود تبدیل ہوتے چلے گئے، نمازیں پابندی سے پڑھنے لگی اور بحکمِ قرآنی پردہ بھی کرنے لگی، بڑوں کا اَدَب کرنا میری عادَت بن گیا اور چھوٹوں پر شفقت کا مجھے سلیقہ آگیا اور یوں میرے ظاہر و باطن میں انقلاب برپا ہو گیا۔ جو لوگ میری سابقہ زِنْدَگی سے واقف تھے ان کے لیے میری یہ تبدیلی باعِثِ حیرت بن گئی۔

دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول کی مجھے خوب برکتیں ملیں، خصوصاً میرے نیکی کی دَعْوَت کے جذبے کو چار چاند لگ گئے۔ میرے اسی جذبے کو دیکھتے ہوئے مدنی مرکز کی طرف سے مجھے حلقہ مُشَاوَرَت میں شعبہ اصلاحِ اعمال کی ذمّہ دار مقرّر کر دیا گیا اور یوں مجھے خدمتِ دین کے لئے چن

www.dawateislami.net

لیا گیا۔ بلاشبہ یہ دعوتِ اسلامی کا ہی فیضان ہے کہ چراغ سے چراغ جلتا جارہا ہے اور گناہوں کے اندھیرے میں ڈوبے اس معاشرے میں اُجالا ہوتا جارہا ہے۔ اللہ پاک تادمِ زِندَگی شَیْخِ طریقت، اَمیرِ اَہلسنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ کی غلامی اور دعوتِ اسلامی کے دینی مَاحول پر استقامت عَطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

صَلُّوا عَلَی الحبیب صلی اللہُ علٰی محمد

محشر میں بخشی جائیں گی سب نیک بیبیاں

محشر میں بخشی جائیں گی سب نیک بیبیاں
جنت خدا سے پائیں گی سب نیک بیبیاں
حورانِ خلد آنکھیں بچھائیں گی راہ میں
جنت میں جب کہ جائیں گی سب نیک بیبیاں
ہر ہر قدم پر نعرۂ تکبیر و مرحبا
اعزاز ایسا پائیں گی سب نیک بیبیاں
کوثر بھی سلسبیل بھی پیتی رہیں گی یہ
جنت کے میوے کھائیں گی سب نیک بیبیاں
حق تعالٰی کا ہوگا انہیں دیدار نصیب
انوار میں نہائیں گی سب نیک بیبیاں
تاروں میں جیسے چاند کی ہوتی ہے روشنی
اس طرح جگمگائیں گی سب نیک بیبیاں
جنت کے زیورات بہشتی لباس میں
سج دھج کے مسکرائیں گی سب نیک بیبیاں

www.dawateislami.net

جنت کی نعمتوں میں مگن ہو کے وجد میں
نغماتِ شوق گائیں گی سب نیک بیبیاں
اے بیبیو! نماز پڑھو نیکیاں کرو
انعامِ خلد پائیں گی سب نیک بیبیاں
تم اعظمی کے پند و نصائح کو مان لو
جلوہ تمہیں دکھائیں گی سب نیک بیبیاں

مآخذ و مراجع

کتاب	مطبوعہ
قرآنِ مجید	❀❀❀❀❀
کنز الایمان	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۲ھ
تفسیر الطبری	دار الکتب العلمیہ بیروت 2009ء
تفسیر البغوی	پشاور ۱۴۲۳ھ
التفسیر الکبیر	دارِ احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۹ھ
تفسیر القرطبی	دار الفکر بیروت ۱۴۲۹ھ
تفسیر ابنِ کثیر	دارِ ابن کثیر بیروت ۱۴۳۴ھ
الدر المنثور فی التفسیر بالماثور	مرکزِ ہجر للبحوث والدراسات ۱۴۲۴ھ
حاشیۃ محیی الدین شیخ زادہ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۳۴ھ
تفسیر المظہری	دارِ احیاء التراث العربی ۱۴۲۵ھ
حاشیۃ الصاوی علی الجلالین	قاسم پبلی کیشنز کراچی
تفسیرِ نعیمی	نعیمی کتب خانہ گجرات
نور العرفان	نعیمی کتب خانہ گجرات

صراط الجنان فی تفسیر القرآن	مکتبۃ المدینہ کراچی
مؤطا امام مالک	دار المعرفہ بیروت ۱۴۳۳ھ
مسندِ امام احمد	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۹ھ
صحیح البخاری	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۸ھ
صحیح مسلم	دار الکتب العلمیہ بیروت 2008ء
سننِ ابنِ ماجہ	دار الکتب العلمیہ بیروت 2009ء
سننِ ابی داود	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۸ھ
سنن الترمذی	دار الکتب العلمیہ بیروت 2008ء
موسوعۃ ابنِ ابی دنیا	المکتبۃ العصریہ بیروت ۱۴۲۹ھ
المعجم الاوسط	دار الفکر عمان ۱۴۲۰ھ
المستدرک علی الصحیحین	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۷ھ
مشکاۃ المصابیح	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۸ھ
کنز العمال	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ
شرح النووی	دار السلام الریاض ۱۴۳۱ھ
شرح الطیبی	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۳۴ھ
مرآۃ المناجیح	نعیمی کتب خانہ گجرات
رد المحتار	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۸ھ
فتاویٰ رضویہ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
بہارِ شریعت	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۵ھ
پردے کے بارے میں سوال جواب	مکتبۃ المدینہ
طبقات الصوفیہ للسلمی	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ
رسالہ قشیریہ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۶ھ

احیاء العلوم	مکتبۃ المدینہ ۱۴۳۳ھ
آنسوؤں کا دریا (بحرُ الدموع)	مکتبۃ المدینہ ۱۴۲۸ھ
عیون الحکایات	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ
الروض الفائق	دار احیاء التراث العربی ۱۴۱۶ھ
نفحات الانس	کلکتہ ہند ۱۸۵۸
الطبقات الکبریٰ للشعرانی	مکتبۃ الثقافۃ الدینیہ قاہرہ ۱۴۲۶ھ
الحدیقۃ الندیۃ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۳۲ھ
مختصر منہاج العابدین	مکتبۃ المدینہ ۱۴۳۷
جامع کرامات الاولیاء	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۶ھ
جنتی زیور	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۲۷ھ
السیرۃ النبویہ لابنِ اسحاق	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ
الطبقات الکبریٰ لابنِ سعد	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ
حلیۃ الاولیاء	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۷ھ
اللہ والوں کی باتیں	مکتبۃ المدینہ کراچی
دلائل النبوۃ للبیہقی	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۹ھ
الروض الانف	دار الکتب العلمیہ بیروت
المنتظم	مکۃ المکرمہ عرب شریف ۱۴۱۵
صفۃ الصفوۃ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۷ھ
التشوف الی رجال التصوف	دارِ بیضاء
اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۹ھ
تذکرۃ الاولیاء	انتشاراتِ گنجینہ ۱۳۷۹ھ
بھجۃ الاسرار ومعدن الانوار	مؤسسۃ الشرف لاہور پاکستان

روض الریاحین فی حکایات الصالحین	المکتبۃ التوفیقیہ
طبقات الشافعیۃ الکبری	دارِ ہجر
البدایۃ والنہایہ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۶ھ
امتاع الاسماع	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ
الخصائص الکبریٰ	دار الکتب العلمیہ بیروت 2008ء
نزہۃ الخاطر الفاتر فی مناقب الشیخ عبد القادر	مؤسسۃ الشرف لاہور پاکستان ۱۴۲۵ھ
طبقات الصوفیہ للمناوی	دارِ صادر بیروت
مطالع المسرات	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۶ھ
اخبار الاخیار	النوریہ الرضویہ لاہور
شرح الزرقانی علی المواہب	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ
حجۃ اللہ علی العالمین	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۶ھ
نور الابصار	❀❀❀❀❀
رباط شاکر	مراکش
حدائقِ بخشش	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۳ھ
دیوانِ سالک	نعیمی کتب خانہ گجرات
وسائلِ بخشش مرمّم	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۶ھ
المواعظ والاعتبار	مکتبۃ مدبولی قاہرہ
جامع المعجزات	❀❀❀❀❀
شرح العقائد النسفیہ	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۰ھ
ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت	مکتبۃ المدینہ کراچی ۱۴۳۰ھ
رسائلِ نعیمیہ	نعیمی کتب خانہ گجرات
کتاب القلیوبی	کراچی
عاشقانِ رسول کی 130 حکایات	مکتبۃ المدینہ ۱۴۳۳ھ

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
یادداشت	3	11:بارش کا برسنا	24
اجمالی فہرست	5	اللہ والوں کا اختیار	26
نیتیں	6	12:اچانک کھجوریں پک گئیں	26
المدینۃ العلمیۃ	7	کرامت کسے کہتے ہیں؟	28
پہلے اسے پڑھئے	9	کرامت سے بڑھ کر کیا ہے؟	28
درود شریف کی فضیلت	11	ظہورِ کرامت کی وجہ	29
1:بھیڑیوں اور بکریوں میں صلح	12	کیا ہر خلافِ عادت کام کرامت ہے؟	29
2:جانوروں کا اطاعت کرنا	14	ضروری وضاحت	30
3:پرندے کا پیاز لا کر دینا	15	کرامت اور معجزہ / استدراج میں فرق	32
4:ہر طرح کے جانور کا مطیع ہونا	15	ظہورِ کرامت میں بعض شرائط	33
5:اژدھوں کو پانی پلانا	15	منکرینِ کرامت کا حکم	34
6:سانپوں کی پناہ گاہ	16	ہر کرامت نبی کا معجزہ ہے	34
جانوروں کے مطیع ہونے کی ایک وجہ	16	کثیر کرامات کے ظہور میں حکمت	35
نیک بیبیوں کی جواں ہمتی	17	کرامت کی اقسام	35
ولایت سے مراد	17	صحابیات وصالحات کی کرامات	37
اولیائے کرام کون ہیں؟	18	13:ڈوبا ہوا بچہ زندہ نکل آیا	38
اولیائے کرام کا اپنے رب سے تعلق	20	کیا بندہ مردہ زندہ کر سکتا ہے؟	39
7:بابرکت چادر	22	14:بیٹا زندہ ہو گیا	39
8:دامن کے دھاگے کا واسطہ	22	15:نابینا صحابیہ کا بیٹا زندہ ہو گیا	40
9:کشتی ڈوبنے سے بچ گئی	23	16:مردہ اونٹ زندہ ہو گیا	41
10:شدتِ قحط میں بارش	24	17:بے موسمی پھل کھانا	42

عنوان	صفحہ نمبر
18،19:غیب سے پانی ملنا	44
صحابیات کا ذوقِ عبادت	47
20:غیب سے کھانے کا نزول	48
21:برتن اناج سے بھر گئے	49
22:منّ و سلویٰ کا نزول	50
23:پانی مل جاتا	51
24:بن مانگے ہر شے مل جاتی	51
نیک بندیوں کی لاج	52
25:جنتی کھانوں سے دعوت	52
26:کھانے میں برکت	55
27:کم کا زیادہ ہو جانا	56
28:کم تر کا برتر ہو جانا	58
29:اللہ کی نشانی	59
30:12 سال تک دستر خوان نازِل ہوتا رہا	59
31:خالی تنور روٹیوں سے بھر گیا	60
32:غیبی دولت	62
33:غیبی اشرفیاں	63
34:غیبی سونا	64
35:حاجت روا صالحہ	64
36:کنکریاں دینار بن گئیں	65
عالَمِ برزخ سے آگاہ ہونا	66

عنوان	صفحہ نمبر
37:مُردوں کی باتیں سننا	69
38:تختہ غسل پر مسکرانے والی ولیہ	70
39:قبر میں تلاوت کرنا	70
40:قبر میں زندگی کا ثبوت	71
منت کا شرعی حکم	73
41:قبر سے اِصلاح فرمائی	74
42:تیل واپس کر دیا	74
بعدِ وِصال تصرف	75
43:کٹی ہوئی گردن جڑ گئی	75
44:ٹریکٹر الٹ جاتا	76
45:بعدِ وفات انگور کھلائے	76
46:زمین کا سمٹ جانا	77
47:اذان کے دوران 88 کلومیٹر کا سفر طے کر لیا	79
48:عارفہ کی سیر	80
49:اصفہان سے بارگاہِ غوثیت میں حاضری	80
50:شفائے امراض	81
51:پرندوں کا شفا پانا	81
52:معذوری ختم ہو جانا	81
53:دعا کی برکت سے شفا پانا	82
ایک وسوسہ اور اس کا علاج	82

www.dawateislami.net

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
54: آنکھوں کی بینائی لوٹ آئی	83	70: بعض خواتین کا مقام	102
انتقال کی پیشگی خبر	85	71: روحوں کی باہم پہچان	104
55: اپنے وصال کی خبر	87	بن ملے نام سے پکارنا	105
56: اپنی موت کی خبر دینا	87	72: مجنونہ یا عارفہ	105
57: آئندہ مہینے کس کی قدم بوسی کرو گے؟	88	73: مخفی اسرار کی عارفہ	107
		74: میدانِ اسرار کی عارفہ	108
58: کسی کے مرنے کی خبر	88	75: عشقِ الٰہی میں سرشار ولیہ	109
59: مال پر موت کو ترجیح دی	89	76: ہوا میں پرواز کرنا	110
60: عشقِ حقیقی کی سچائی	89	77: ہوا میں مُصَلّٰی	110
61: راز کھل جانے پر موت کو ترجیح	90	78: میت پرواز کر گئی	111
62: جب چاہا موت کو گلے لگالیا	91	79: نور کا رسّہ	112
ایک غلط فہمی کا ازالہ	92	80: مقامِ قبر سے نور کا ظہور	113
63: غیرُ اللہ کو دیکھنے پر موت کو ترجیح	94	81: نور کا ستون	114
قوت سماعت و بصارت	95	82: پانی سے چراغ روشن	114
64: جب چاہا زیارت کرلی	97	83: گھر روشن ہی رہتا	115
65: دور سے کسی چیز کو دیکھ لینا	97	84: انگلیوں سے روشنی کا پھوٹنا	115
66: مرنے سے ایک سال پہلے سب بتا دیا	98	85: اُمُّ المومنین کا سچا خواب	117
		86: صحابیہ کا سچا خواب	117
67: فرشتے سایہ کرتے	100	87: دل کی بات جان لی	118
68: جنّات اور حورِ عین کو دیکھنا	100	88: راز بتا دیا	119
69: فرشتے سے ہم کلامی	101	89: دل کی بات سے باخبر	119
فرشتوں اور جنّوں کے متعلق ہمارا عقیدہ	101	دعاؤں کی قبولیت	120

عنوان	صفحہ نمبر
90:دعا کی برکت	120
91:جو چاہا ہو کر رہا	121
92:جو کہا ہو کر رہا	122
93:زوجۂ عثمان غنی کی بد دعا	122
94:جہنم سے پناہ کی سند مل گئی	123
95:بینائی لوٹ آئی	124
96:ایک مومنہ کا واقعہ	124
حرام کھانے سے محفوظ رہنا	125
97:کھانے کا کلام کرنا	126
اولیا سے دشمنی	127
98:دیناروں کی تھیلی	127
99:کنویں سے تھیلی کیسے نکلی؟	130
جب اللہ ہے نگہبان تو بندہ کیوں ہو پریشان	131
100:چوروں کی ناکامی	132
101:چور اندھا ہو جاتا	132
102:چور ولی بن گیا	132
103:کچھ بھی نہ کھاتیں	135
104:20سال سے کچھ نہیں کھایا پیا	135
مزید کرامات کا تذکرہ	135
105:سیدہ سارہ کی کرامت	135
106:سیدہ ہاجرہ کی کرامت	137
107:حیا کی پیکر	137

عنوان	صفحہ نمبر
108:مستورُ الحال صالحہ	139
109:بارش میں نہ بھیگنا	140
110:دودھ اور شہد دینے والی بکری	140
111:دنیاوی دولت مطلوب نہیں	141
112:یہ خادمہ کون ہے؟	142
113:کفر کی بیڑیاں ٹوٹ گئیں	142
114:ظلم کرنے والے کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا	143
115:پتھر بن گئیں	144
116:بچے کی پیدائش سے پہلے اسے گود میں اٹھایا	145
117:شوہر واپس آگیا	146
118:شیر راستہ چھوڑ جاتا	147
119:تحریر کی برکت	147
120:ٹڈیوں سے نجات	148
121:شبِ قدر کے انوار دکھادیئے	148
122:اولیائے کرام کا شہر	149
123:توبہ کا انعام	151
حیرت انگیز تبدیلی	154
محشر میں بخشی جائیں گی سب نیک بیبیاں	156
ماخذ و مراجع	157
فہرست	161

رحمۃ اللہ علیہ

حضرت جنید بغدادی کا فرمان

گروہِ صوفیا کے سردار، طریقت و حقیقت کے امام حضرت ابو قاسم جنید بن محمد بغدادی (المعروف جنید بغدادی) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک تک پہنچانے والے تمام راستے ہر شخص پر بند ہیں سوائے اس شخص کے جو حضور نبیِّ اکرم، شفیعِ مُعظّم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے طریقہ کی اتباع و پیروی کرے۔ مزید ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پاک کو یاد نہ کیا اور حدیثِ نبوی کو (کتاب یا دل میں) جمع نہ کیا اس کی اقتدا و پیروی نہ کی جائے۔ کیونکہ ہمارا یہ علم اور (طریقت کا) راستہ قرآن و سنت کا پابند ہے۔

(الرسالۃ القشیریۃ، ابو القاسم الجنید بن محمد، ص 51)

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی کراچی
UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278
www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net